بعون خلاق زمن و زمان و بفضل صانع مکین و مکان سبحانہ تعالیٰ

نسخہ ہذا از تصانیف شاعر نازک خیال شیریں سخن منشی کیول کشن صاحب موسوم بہ

دیوان فرخ

حسب فرمائش جناب سجاد اکتساب منشی رگھنندن لعل صاحب متوطن سکندرآباد ضلع بلندشہر

سنہ ۱۸۷۶ء

در مطبع کوہ نور لاہور باہتمام ... کارپرداز مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

کہوں تعریف تیری حوصلہ اتنا کہاں میرا
بڑی ہے بات یارب اور ہے چھوٹا دہان میرا

الہٰی تجھکو ہے معلوم سب راز نہاں میرا
نہیں آتا ہجوم غم سے مطلب تا زبان میرا

تیری بخشش کے آگے کیا حقیقت میرے عصیاں کی
گناہوں کو جو دیکھوں تو ٹھکانا ہے کہاں میرا

نہیں ہے کثرت عصیان سے ڈر نار جہنم کا
بھروسا تیری رحمت کا ہے یارب حرز جان میرا

ترے فضل و کرم پر رہتی ہے ہر دم نظر اپنی
نہیں تیرے سوا کوئی خدا ہے دو جہان میرا

ہمیشہ ہے توکل اور نظر ہے تیری رحمت پر
مجھے کیا غم ہے گر دشمن ہوا ہے آسمان میرا

دعا شیخ یہ ہر دم ہے جناب کبریائی میں
کہ ہو دیوان قبول خاطر اہل زبان میرا

الہٰی کس طرح دشمن ہوا ہے باغبان اپنا
کہاں لیجائیں سر پر ہم اوٹھا کر آشیان اپنا

زبان سے شعلے نکلیں گر کریں قصہ بیان اپنا
نہیں ہے قابل اظہار یہ سوز نہان اپنا

نہیں ہے کچھ نہیں کچھ بھی عالم میں نکالیں ہیں
ہوا پھر مفت کیوں دشمن عزیزو آسمان میرا

بفضل لاغری ہیں غائب سبکی نظروں سے
بہ رنگ نکہت گل ہے یہ جسم ناتوان میرا

یہ عوض تجھسے مقرر لیگا چرخ پیر یہہ اکدن
زمین کو شق کریگا گر ہوا نالہ جوان اپنا

کئے ہین آہ و نالہ بسکہ ہمنے ہجر میں مدون
نہ سمجھو چرخ سے جگر مین آہون کا دہوان اپنا

پہ سر حاضر ہے بسم اللہ کیجے وار خنجر کا
ہوا ہے قتل ہی پر گر ارادہ امتحان اپنا

بجا ہے حضرت ناصح جو کچھ ارشاد فرماتے ہین
ولے قابو نہین چلتا ہے دلپر مہربان اپنا

ہوا ہے اب اڑائین پرزہ پرزہ جیب و دامان کے
گریبان ہو چکا ہے اکثرون سب دہجیان اپنا

کبھی ہے کوچہ گردی اور کبھی سیر بیابان ہے
بتائین عالم وحشت مین کیا تمکو مکان اپنا

دہان یار سے کرتا ہے جب کر ہمسری پہلے
ذرا اے غنچہ گل صاف تو کرلے دہان اپنا

خدایا روز محشر سب سے پہلے میری پرسش ہو
قیامت ورنہ سر پر لائیگا شور فغان اپنا

جلایا آتش فرقت نے فرخ اسقدر ہمکو
پگھلتا ہے بہ رنگ شمع ہر اک استخوان اپنا

حوصلہ دل سے نکال آج جفا جو اپنا
سر کے دینے مین نہین عذر سر مو اپنا

آئینہ رکھتے ہو کیون آٹھ پہر پیش نظر
دیکھو اولٹے نہ کہین تم پہ یہ جادو اپنا

رات دن لینے کے دینے ہی پڑے رہتے ہین
موت آجائے تو ہو فیصلہ یکسو اپنا

ناصحا آپکا فرمانا بجا ہے لیکن
دل کمبخت پہ کب چلتا ہے قابو اپنا

شرم سے شرق کو اولٹا ہی سدہارے خورشید
اولٹے برقع جو کبھو رخسے وہ مہرو اپنا

اوسکا ہم پہلو ہوا جیسے رقیب بدکیش
درد پہلو نہین جاتا کسی پہلو اپنا

جان و دل دینے مین اصلا نہ ہوا عذر کبھی
ہائے ایسے بھی ستمگر نہ ہوا تو اپنا

دل مضطر کا اگر ڈھنگ یہی ہے فرخ
پھینک دیوینگے اسے چیر کے پہلو اپنا

غیر سے ملکر خفا وہ جان جان ہو جائیگا
کیا خبر تہی مہربان نامہربان ہو جائیگا

غیر اچھا ہم سبہی سے جانتے ہی وہ جھگڑا ہی کیا
بات کیا ہے چار دن مین امتحان ہو جائیگا

ضبط گر یونہی رہا سینہ مین اپنے سوز دل
شمع روشن اپنا ہر اک استخوان ہو جائیگا

آگئی جب دم ہمارے لب پہ آہ شعلہ بار
ہچکیان فی النار جلکر آسمان ہو جائیگا

آئے تہے تنہا نہ جائینگے اکیلے یان سے ہم
حسرتون کا ساتھ اپنے کاروان ہو جائیگا

سر پہ گلشن کو اوٹہایا ہے عبث نالون سے چپ
عندلیب زار دشمن باغبان ہو جائیگا

ہمسے ہی باتین بنائے جاتا ہے ناصحا
سامنے اوس شوخ کے تو بیزبان ہو جائیگا

بس چلیگا کیا رقیب روسیہ شیطان کا
میرے اوس بت کے خدا جب درمیان ہو جائیگا

گر یونہی ہر دم کا رونا ہے ترا بیہوش
راز دل اے چشم تر سب پہ عیان ہو جائیگا

یہان امید وصل ہی پر تہا مدار زندگی
کیا خبر تہی یونہی دشمن آسمان ہو جائیگا

دلکو سمجہاتے ہین یون ہم انقلاب دہر مین
آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

تجہکو نالش کر دلبر بہی فتح فایدہ
وصل مین خود منکشف راز نہان ہو جائیگا

عالم گریہ ہمارا دمبدم افزون ہوا
روتے روتے بہہ گئے آنکھون سے جاری جیحون ہوا

پانی پانی ہو گیا یک زمین سے تا فلک
پر نہ کم جوش سرشک دیدہ پر خون ہوا

بعد مردن بہی رہا باقی وہی جوش جنون
خاک سے میرے بگولا جو بنا مجنون ہوا

دور تو نے بار سر گردن سے میرے کر دیا
آج اے شمشیر قاتل مین ترا ممنون ہوا

آنکھ بہر کر سوے جنت بہی نہ دیکھون گا کبہی
زاہدا کوچہ مین اوسکے مین اگر مدفون ہوا

عشق کے مکتب کا مین استاد ہون اے ہمدمو
سب مرے شاگرد ہین وامق ہوا مجنون ہوا

پان کی سرخی نہین لعلِ لبِ جان بخش پر
چشمۂ حیوان پہ اسکے دل یہہ کیسا خون ہوا

مصرعِ شمشاد کب ثانی ہے قامت کا تیرے
جو برابر کا نہ ہو مصرعہ وہ کب موزون ہوا

جامِ عشرت سب کو قسامِ ازل تو نے دیے
اور یہہ قسمت کا ہمارے طالعِ واژون ہوا

ایک بھی حسرت میرے دل سے نہین نکلی ہنوز
پھر الٰہی کسلیے دشمن میرا گردون ہوا

ہے دعا یہی کہ ہر دم تنگ ہو کر زیست سے
جیسے ای فرخ کسی پہ اپنا دل مفتون ہوا

[illegible]

آہ کر نکلے کبھو اپنے جگر سے دیکھنا
پہونک ہی دیگی فلک تجھکو شرر سے دیکھنا

تپ چڑھ آئیگی یقین ہے آفتابِ حشر کو
گر مقابل ہوگیا داغِ جگر سے دیکھنا

دل کی جا سینہ مین ہے اپنی یہی اک چارہ گر
کھینچنا ہرگز نہ پیکان کو جگر سے دیکھنا

دیدۂ خونبار کر تعلیم گریہ سے اوسے
سختیِ دل پر بسا کرینگے ابرِ تر سے دیکھنا

خوابِ راحت کے عوض آیا ہے پیغامِ اجل
کیا دعا کو ضعف ہوئی اپنے اثر سے دیکھنا

کھولنا اچھا نہین ہے کاکلِ خمدار کا
بال اولجھینگے میان تیری کمر سے دیکھنا

اپنی آہِ گرم سے نخلِ شبکو ہے چار و طرف
آگ کے شعلے سے اوٹھتے ہین کدہر سے دیکھنا

کیا شکایت ہے عدو کی کیا رقیبون کا گلہ
دیکھا جو قسمت مین تھا اوس فتنہ گر سے دیکھنا

خط مین شوقِ وصل لکھنے کو تو لکھا ہے مگر
خوب ہی بگڑے گی اوسکی نامہ بر سے دیکھنا

قتل کو فرخ کے کیا تیغ و سنان درکار ہے
بس کفایت ہے تیرا ترچھی نظر سے دیکھنا

ناز سے گاہے گہے ترچھی نظر سے دیکھنا
خوب رو سیکھے ہین دل کیسا کس ہنر سے دیکھنا

ہے سراپا صانعِ عالم کی قدرت کا ظہور
زاہدا اوس بت کو وحدت کی نظر سے دیکھنا

جُھٹتے ہی غم سفر دنیا سے رخصت ہوئے
ہم ہی پہلے چلدئے اونکے سفر سے دیکھنا

اوس خرامِ ناز نے برپا کیا ہی روزِ حشر
اب طلوعِ مہر ہوتا ہے کدہر سے دیکھنا

دن کو خورشیدِ جہان اور شب کو ماہ چاردہ
کیا ہی شرمندہ ہین اوس رشکِ قمر سے دیکھنا

گر رقیبون پر کرم یون ہی رہیگی آپکی
ہم گذر جاینگے اکدن اپنے سر سے دیکھنا

مژدہ اے شوقِ شہادت آج شوخِ فتنہ گر
باندھکے شمشیر نکلا ہے کمر سے دیکھنا

کل تلک واللہ اعلم کیا سے کیا صورت ہو
آج اک طوفان بپا ہے چشمِ تر سے دیکھنا

خون ہو کر بہ چلا دل تیرا فرحؔ لے خبر
لختِ دل گرتے ہین ہردم چشمِ تر سے دیکھنا

چھٹنا اچھا نہین ہردم کا نادان دیکھنا
کاٹ ہی کھایگا مارِ زلفِ پیچان دیکھنا

تہا نصیبِ غیر ای دل کوی جانان دیکھنا
اور مقدر مین میرے کوہ و بیابان دیکھنا

ہے اگر رونا یہی اوٹھیگی طوفان دیکھنا
غرق ہو جایگا عالم چشمِ گریان دیکھنا

کیا ہی فارغ ہو کے بیٹھے ہین جنون کے ہاتھ سے
پرزہ پرزہ کر گئے ہم جیب و گریبان دیکھنا

یاس و حسرت اضطراب و دردِ فرقت رنج و غم
کیسے کیسے خانۂ دل مین ہین مہمان دیکھنا

جوشِ وحشت مین ہماری گرمیِ رفتار سے
خاک جلکر ہو گئے خارِ بیابان دیکھنا

تیرے بسمل کی تمنا ایک نگاہِ ناز ہے
پھر نظر بہرِ خدا پھر اوسکو اے جان دیکھنا

بالیقین اے چرخ تو ہو جایگا خاکِ سیاہ
لب تلک آنے دو اپنی آہِ سوزان دیکھنا

کردیا خاکِ سیاہ اغیار کو اک آہ سے
ہو گیا ہے ہمسے کیا کارِ نمایان دیکھنا

قتل کر کے کہتے ہین غم سے ہوئی تجھکو نجات
اور اولٹا مجھپہ رکھتے ہین وہ احسان دیکھنا

جورِ گردون سے ہی فرحؔ اپنا سینہ داغ داغ

خاک مین کیا کیا ملائے اسنے انسان دیکھنا

آنکھہ اوٹھاکر جو سوئے عالمِ بالا دیکھا
ایک ہی آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا

آج اک بام پہ وہ چاند سا مکھڑا دیکھا
اپنی طور پہ کیا حضرتِ موسےٰ دیکھا

لامکان تک نہین ملتا ہے پتا گردون کا
آہ و نالہ مین اثر ہمنے بلا کا دیکھا

الاماں شدتِ گریۂ شبِ تنہائی مین
آنکھہ سے اشک گراگرتے ہی دریا دیکھا

فاتحہ پڑھ کے لگے رونے مسیحا آخر
جب نہ بیمارِ تپِ عشق کا چارا دیکھا

چشمِ خونبار سے کیا ابر مقابل ہوگا
کبھی خوناب ہی بادل سے برستا دیکھا

نہ زمانہ کی شکایت نہ فلک کا شکوہ
میری تقدیر نے جو مجھکو دکھایا دیکھا

نیم نظارہ نے بیمار بنایا مجھکو
دیکھنا یار کا اسے نرگسِ شہلا دیکھا

مین نہ کہتا تھا تجھے ان نہ مانا آخر
دل لگانے کا مزا او دلِ شیدا دیکھا

عشق مین جان ہی چلی ساتہ ہی لگی فسور
نہ کسی کو بھی برے وقت مین اپنا دیکھا

ایک ٹھوکر سے کئے زندہ ہزارون مردے
شورِ محشر تیری رفتار مین برپا دیکھا

وقت یارین پیغامِ اجل باقی ہے
اور سب کچھہ جو دیکھا تھا خدایا دیکھا

دل مین کیا تیرے سمائی ہتیا کا فتیلا
دیکھہ کر میری طرف کھینچتے تیغا دیکھا

جور سہتا ہے تو ان سنگدلون سے کیا کیا
ہمنے فرخ تیرا پتھر کا کلیجا دیکھا

کوہ دیکھا کبھی دریا کبھی صحرا دیکھا
وحشتِ دل تیرے اقبال سے کیا کیا دیکھا

دونو زلفون مین جو اوسکا رخِ زیبا دیکھا
صبح اور شام کے ملنے کا تماشا دیکھا

تاب کیا تھی میرے نالون سے مقابل ہوتا
ایک ہی آہ مین گردون تہ و بالا دیکھا

مبتلائے مرضِ عشق سے گھبراتے ہو — حوصلہ آپکا بس رنگ مسیحا دیکھا

غیر سے سر پہ اٹھواتے ہو واللہ باللہ — یہہ نیا ظلم کا انداز تمہارا دیکھا

واعظو خانۂ دل ہین اوسے تلاش کرو — کیا ہوا تمنے جو بتکدہ و دینا دیکھا

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے ٹھیرا نہ کوئی — دارِ فانی مین عجب ہمنے یہہ میلا دیکھا

ضعف سے ہوگئے مجبور پڑی رودیون کے — دل اوٹھانے کا نہ جب ہمنے سہارا دیکھا

چشم تر آہ بلب ہی تجھے پایا فرخ
عمر بھر ہمنے نہ تجھکو کبھی ہنستا دیکھا

ارض سے لیکے تا سما دیکھا — لیک تجھسا نہ بے وفا دیکھا

کون ہوگا کسی کا دنیا مین — سب کو مطلب کا آشنا دیکھا

غیر کو بوسہ اور ہمین گالی — آپ کا بس یہہ چوچلا دیکھا

ہنسکے کہتے ہین مجھکو دیکھہ خزین — دل لگانے کا کچھہ مزا دیکھا

ایک بوسہ پہ گالیان لاکھون — واہ واہ خوب حوصلا دیکھا

خاک اپنی نہ اوس تلک پہونچی — چل ہوا ہو تجھے صبا دیکھا

آہ پہونچی ہے چرخِ چارم تک — بارہا ہمنے آزما دیکھا

عمر ساری مصیبتون مین کٹی — ہمنے دنیا مین آکے کیا دیکھا

یادِ حق ہی نہ بھول کر بھی کبھی
ایسا فرخ جہان مین کیا دیکھا

بھول کر چشمِ دل جدا بہ دیکھا — تیرا ہی جلوہ گر دیکھا

نالہ و آہ و گریہ و زاری — ہم سے جو ہو سکا سو کر دیکھا

پہل گیا سینہ داغِ سوزان سے
نخلِ الفت کا یہہ ثمر دیکھا

ہم ہین داغون سے انجمِ گردون
شبِ ہجران شمار کر دیکھا

عرض کی سینے او بتِ کافر ق
مجھسا جانباز بھی بشر دیکھا

تو لگے کہنے عشق اور احسان
ہمنے تم ہی مین یہہ ہنر دیکھا

فرخ اب فکرِ عاقبت کیجے
اور سب کچھہ تو عمر بھر دیکھا

ہین نامہ جو اوس نے کاغذِ شمشیر پر لکھا
اشارہ سرد مہری ہے سو کس تقصیر پر لکھا

مین صدقہ کاتبِ قدرت کی کیا ہی خط جوہر مین
ہمارے قتل کا مضمون تیری شمشیر پر لکھا

نہ نقشہ کھینچ سکا مانی سے جب اس جسمِ لاغر کا
تو ہنسکر نام ہی بس کاغذِ تصویر پر لکھا

لکھی تھی بس تمنائے ملاقات اوسکو ای قاصد
جواب خط نہ اوس نے کون سی تقصیر پر لکھا

مقدم سے موخر کا نشان ایجانِ جان ہمنے
تیری خاکِ قدم سے نسخۂ اکسیر پر لکھا

نہین چھینٹے لہو کے ہین یہہ تیری تیغ پر قاتل
ہے محضر خون کا میرے تیری شمشیر پر لکھا

نہین ہے کہکشان کا خط ہماری آہِ سوزان نے
الف اک آہ کا ہے لوحِ چرخِ پیر پر لکھا

نہ تھا امکان شکیبائی کو دینا ہاتہہ سی فرخ
کہ ہوگا وہ جو کچھ ہے صفحۂ تقدیر پر لکھا

جور ہر روز نئے ظلم ہے ہر آن نیا
عاشقِ زار وہی ہون نہین انسان نیا

تیغِ ابرو کبھی کھینچی کبھی تیرِ مژگان
قتل پر میرے ہے ظالم تیرا سامان نیا

مصحفِ رخ پہ نہین خال تمہارے کوئی
کہیئے بے نقطہ یہہ نازل ہوا قرآن نیا

ہچکیان آتی ہین لگ گئے دم ہونٹھون پہ
تیرے بیمار کا اب حال ہے ہر آن نیا

غرق عالم نہ ہو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
روز اہو دیدۂ تر اوٹھتا ہے طوفان نیا

دیکھہ کر خاک میری اوڑتی ہوا پہ لے
دیکھو پیدا ہوا مرکب یہہ سلیمان نیا

بس کرے جوش جنون زور کہانتک لاؤن
روز سلواکے پہنتا ہون گریبان نیا

حسرت و رشک کبھی اور کبھی درد فرقت
اک نہ اک دل مین میرے رہتا ہے مہمان نیا

مصحف رخ کی تلاوت مین ہے مصروف مدام
زلف ہندو تیری لائی ہے یہہ ایمان نیا

وادی قیس مین دل اپنا بہلتا ہی نہین
جوش وحشت کوئی دکہلاوے بیابان نیا

دیکھیے کیسی رسائی ہو در جانان تک
روز ہم پاتے ہین دروازہ پہ دربان نیا

تو ہی بتلا کہ نہو کسطرح سودا فرخ
روز نظرون سے گذرتا ہے پرستان نیا

ہے جان نہ دل دو کہا کسی کا
ہے کچھہ بھی بھروسا زندگی کا

معلوم نہین کہان ہون کیا ہون
عالم ہے یہہ اپنی بیخودی کا

لو جان بھی چلی ہے ہجر مین ہائے
ساتھی نہین کوئی بے کسی کا

اے چرخ تیری ستم سے ڈر کر
لیتے نہین نام بھی خوشی کا

آنکھون مین ہماری روتے روتے
باقی نہین نام بھی تری کا

بادل مین چمک رہی ہے بجلی
موباف نہین ہے یہہ زری کا

کہتے ہین کہ آج [illegible] بیا
مہمان ہے ایک دو گھڑی کا

آسکتی نہین ہے بات لب تک
کیا حال سناؤن لاغری کا

کہتا ہون مین ہان تجہسے فرخ
اچھا نہین نام عاشقی کا

جب سے خفا ماہ لقا ہو گیا
جی میرا جینے سے خفا ہو گیا

درد ہے پہلو میں میرے جای دل
دل میرے پہلو سے جدا ہو گیا

شکر خدا آئی اجل ہجر میں
وعدہ جو تھا اپنا وفا ہو گیا

بار بلا سر سے میرے تیغ یار
خون میرا تجھکو روا ہو گیا

فصل گل آتی ہے میرا اے جنون
زخم کہن تھا سو ہرا ہو گیا

کاٹ کے سر میرا کہا ناز سے
حق محبت تو ادا ہو گیا

باندھے ہیں تو نے میرے قاتل کے ہاتھ
کام برا تجھسے حنا ہو گیا

کچھ نہیں کھلتا ہے خدائے کریم
بیٹھے بٹھائے سے مجھے کیا ہو گیا

کر دیا ہے چرخ کو خاک سیاہ
نالہ میرا برق بلا ہو گیا

کٹ کے تیرا ناخن پا شکل مہ
چرخ پہ انگشت نما ہو گیا

مردے نکل آئے ہیں قبروں سے یار
چال سے اک حشر بپا ہو گیا

خوب تو لائی تھی صبا بوئے زلف
دم بھی تیرے ساتھ ہوا ہو گیا

فائدہ نسخہ نے یہ بخشا طبیب
درد دل اور اس سے سوا ہو گیا

زلف سنواری تھی جو اوس شوخ نے
پھر میں گرفتار بلا ہو گیا

لیگئی اوس کوچہ میں اپنا غبار
تیرا یہ احسان صبا ہو گیا

اوس نے نہ بھیجا میرے خط کا جواب
تھا جو نوشتہ میں لکھا ہو گیا

دیتا ہے دل اوس بت خود کام کو
خیر ہے فرخ تجھے کیا ہو گیا

نہ ہو مضطر ابھی کو اک نہیں برق تپان ہوگا
ہماری آہ آتشبار سے سارا جہان ہوگا

کہاں تک ضبط سینہ میں کریں اب کیا رہا باقی
جگر کو دل کو تو نے سب جلا سوز نہان ہوگا

پھری اولٰی قضا بالین سے صورت ہی نہ پہچانی
میری آہون نے ایسا میرا جسم ناتوان ہونگا

چڑا کے مونہہ ہزارون گالیان دیتے ہو کیون ہمکو
رقیبون نے تمہارے کان مین کیا مہربان ہونگا

ہمین ہمکو بس جلایا سر بسر اے سوز دل تونے
زمین ہوئیگی نہ گاہے اور نہ گاہے آسمان ہونگا

الٰہی کسطرح مین تفتہ جان جنت مین جاؤنگا
دوہائی دینگے سوز دل سے سب اہل جہان ہونگا

قیامت مین جو فرخ داغ دل اپنے دکہا بیٹھے
پکار اٹھیگا یہہ ہی خورشید محشر الامان ہونگا

بسکہ سینہ مین شب ہجر کا دہڑکا ٹہیرا
وصل مین بہی نہ کسی طرح دل اپنا ٹہیرا

ہوگیا کیون میرے لاشہ پہ رقیبون کا ہجوم
میرا مرنا نہ ہوا ایک تماشا ٹہیرا

پہپہ ہنسی کہیل سمجھتا ہے تو آنا دل کا
دل کا آنا نہ ہوا ناصحا ٹہٹہا ٹہیرا

آگیا اب حسرت دیدار مین تیرے اپنا
دم کوئی دم کے لئے رشک مسیحا ٹہیرا

پہنکدیونگے اسے چیر کے پہلو سے نکال
جب کسیطرح نہ اپنا دل شیدا ٹہیرا

گالیان دیتے ہو بدذات کے بہکانے سے
ہم برے ٹہیرے رقیب آپکو اچھا ٹہیرا

طفل اشک اپنا یہہ طوفان اوٹہانے والا
چین سے ایک گہڑی بہر بہی نہ اچھا ٹہیرا

درد و غم رنج و الم رشک عدو سے بدکیش
خانہ دل مین میرے آکے نہ کیا کیا ٹہیرا

سنگدل کہتا ہے سن سن کے میرا درد جگر
اپکا حال نہ ٹہیرا کوئی قصہ ٹہیرا

لیکو سستا ہے بہت مول نہین ہے جنبان
اک نگہ پر دل فرخ کا ہے سودا ٹہیرا

یون دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا
ہر روز کا طوفان اوٹہانا نہین اچھا

جادو ہی نگاہون مین نہ اوسے کہین دیکہو
آئینہ سے آنکہون کا لڑانا نہین اچھا

گر قتل اگر جی مین ہے اے ابروئی ولدار
ہر بار کا تلوار دکہانا نہین اچہا

طوفان اوٹہائینگے میرے دیدۂ پر آب
محفل مین رقیبون کی بٹہانا نہین اچہا

بیمار محبت کی عیادت کے لئے شوخ
مہندی کے لگانے کا بہانا نہین اچہا

ہم چاہین تو اک آہ مین دین پہونک فلک کو
لیکن نہین لب تک اوسے لانا نہین اچہا

تم ہنستے ہو غیرون سے جلاتی ہی مجہے رشک
جلتون کو میری جان جلانا نہین اچہا

ڈرتا ہون نہ دم میرا نکلجاے دہل کر
اس طرح شب ہجر ڈرانا نہین اچہا

گمراہ کرینگے تجہے بہکا کے یہہ شیطان
غیرون کا تیرے کوچہ مین آنا نہین اچہا

یہہ دار فنا ہی نہین اکدم کا بہروسا
فرخ تمہین یہان دل کا لگانا نہین اچہا

ہر روز کا یارب یہہ خلل جائے تو اچہا
پہلو سے یہہ دل اپنے نکلجاے تو اچہا

یون خوب نہین آٹہہ پہر دل کا سلگنا
اکبار تپ عشق یہہ جل جائے تو اچہا

نالہ مین اثر دیکہا نہ تاثیر فغان مین
دل اور کسیطرح بہلجاے تو اچہا

اوٹہتا ہی نہین ضعف سی سر تیری قدم سے
قاتل تیری شمشیر او چل جائے تو اچہا

ہے دہوم کہ آئینگے عیادت کے لئے آج
یہہ جان بلب آمدہ کل جائے تو اچہا

باز آتا نہین چرخ دنی جور و ستم سے
ہان آہ شرر بار یہہ جلجائے تو اچہا

بے جلوۂ دیدار ذرہ چین نہین ہے
یہہ ڈہنگ طبیعت کا بدل جائے تو اچہا

کیون مفت مین دل کہو کی پچہتاوگے فرخ
اب بہی یہہ سنبہالو سنبہلجائے تو اچہا

مہربان کس روز مجہہ پر شوخ پرفن ہوگیا
اے فلک کس بات پر تو میرا دشمن ہوگیا

فرطِ گریہ اب تو بس کر کیا ڈبوئیگا سبہی — سیلِ اشکِ دیدۂ تر تا بگردون ہو گیا

ہوگیا ناسور دل مین جلوۂ دیدار سے — جہانکنے کے واسطے کیا خوب روزن ہوگیا

عالمِ وحشت مین کیا بتلائین ہم گہر کا پتا — گہر پتے سے جس جا پہ تہک کر وہ ہی مسکن ہوگیا

تار ہی باقی نہین ہے پیرہن مین ای جنون — پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامن ہوگیا

سیرِ گلشن کی نہین خواہش ہمین اسے ہمدمو — کثرتِ داغِ جگر سے سینہ گلشن ہوگیا

آہ کیا شعلے نکلتے ہین زبان سے دمبدم — سوزشِ پنہان سے سینہ اپنا گلخن ہوگیا

عارضی ہے حسن غرہ کس لئے اے ماہ رو — چار دن مین آکے مہمان جوبن ہو گیا

ہائے کیا ضد ہے جو مین کافر ہوا اسلام چہوڑ — داخلِ اسلام وہ طفلِ برہمن ہو گیا

گر کے بجلی آسمان سے خوف سے گرد و نہ خاک — حسرتون سے آج دل مین اپنے خرمن جل گیا

دیدہ بازی کے سوا کچھ اور بہی کرتا ہے تو — رہ کے اس رتبہ مین شیخ تو تو کودن ہو گیا

دلا یاد رکہیو لے وفائی آشنائی کا — وہ کافر ایک جوڑا ہے چہپا سارق خیالی کا

تمہارے حسن روز افزون سے سایہ تاب آن — مہ نو آسمان پہ ہے صنم کاسہ گدائی کا

عیان ہے واہ کیا ابر و بہار و برق کا عالم — تمہاری انگیا مین ابہار پنجۂ طلائی کا

نہ کیون جراح میرے زخم سے لوہو چلا آئے — مین زخمی ہون کسی کے پنجۂ دستِ حنائی کا

بسانِ قوتِ دل چپکے چپکے گہر کیا دل مین — ہوا ہون دل سے قایل اوسکی پیکان کی صفائی کا

پہنسا ہی کاکلِ پُرخم مین اوسکے اپنا دل ایسا — نظر آتا نہین سامان اب کوئی رہائی کا

فراقِ یار مین ہر دم یہی رو رو کہتا ہون — نہو یارب نصیبِ دشمنان صدمہ جدائی کا

صنم بادِ صبا کے ساتہ آئین خاک ہوکر ہم — یہی ہی موقع تیرے دستگہ ہی اب رسائی کا

حنا ہی ہاتھ باندہے ہین حنائی شوخ پرفن کے
دلا کیا خوب ہو موقع ملے گر ہاتھا پائی کا

جفا و جور کی ہے دہوم ہر کوچہ و برزن مین
جہان مین ہو گیا شہرہ تمہاری بیوفائی کا

ہین فرخ آشنا دنیا مین سارے اپنے مطلب کے
بہروسا کیجیو نادان نہ بیٹے کا نہ بہائی کا

رخ زیبا کو تیرے ماہ منور سمجہا
نقطۂ خال اچہو دیکہا اوسے اختر سمجہا

قدرت صانع جبتا نے کو بنایا شیشہ
ہونگے مغرور حسین یہہ نہ سکندر سمجہا

ترک الفت کا یہہ نادان تقاضا ہے عبث
ناصحا اپنا بہلا کب دل مضطر سمجہا

جان و دل دیتے تہے ہی نہ ہمکو اپنا
ہائے افسوس ہے وہ شوخ ستمگر سمجہا

ایکدم بہی کہین باہر نہین جاتا شاید
غم فرقت دل محزون کو میرے گہر سمجہا

قافلے صبر و شکیبائی کے لوٹے لاکہون
رہزن چشم کو تو اسنے ستمگر سمجہا

توبہ مے سے کہین جنت بہ مین ملتا ہے
زاہدا گر یہہ ہی سمجہا ہے تو بہتر سمجہا

فرقت یار مین آنکہون مین بہر آیا جو لہو
مین اوسے جام اوسے بادۂ احمر سمجہا

سوزش دل سے نکلتے ہین شرارہ کیا کیا
جو گرا آنکہ سے قطرہ اوسے اخگر سمجہا

فرخ اب دہوم ہے آنکہا عیادت کو وہ شوخ
جان بلب آمدہ کو اوسنے بہی دم بہر سمجہا

آہ سوزان سے میری دریا ہی صحرا ہو گیا
سیل اشک چشم سے صحرا ہی دریا ہو گیا

ترش رو ہوکر وہ کیا گالیان دیتا ہے آہ
تلخ ہوکر وہ شکر لب کیا ہی روکہا ہو گیا

کہو دیا طرز خرام ناز نے محشر کا ڈر
آج رفتار صنم سے کار فتنہ وا ہو گیا

چہیڑنا اچہا نہین ہے سب دم کا ناصحا
دل تیری باتون سے میرا پکا پہوڑا ہو گیا

نعش پر میرے ہوا ہے کیوں رقیبوں کا ہجوم
میرا مرنا ہانسے اوروں کا تماشا ہوگیا

مرگ کو سنکر میرے رشکِ مسیح کہنے لگا
لو مبارک ہو مریضِ عشق اچہا ہوگیا

بے مروت بیوفا بیداد گر نا آشنا
جو کہا تجہکو ستمگر وہ ہی زیبا ہوگیا

زندگی سے تلخ بے حاصل ہوی ایجانِ جان
بوسۂ لب کا تیرے کیا ہمکو لپکا ہوگیا

مر چلا تہا پیاس سے قاتل وہا دیتا ہی گیا
تیر بسمل پی کے آب تیغ ٹہنڈا ہوگیا

بہاگتا ہوں کس لئے اودہر اودہر کے صحرا کی طرف
بیٹہے بٹہلا ئے الٰہی کیا یہہ سودا ہوگیا

خیر ہے دل تو نہیں سمجھے دیا فرخ کہیں
دہ ہی دن مین کیا سے کیا نقشہ تمہارا ہوگیا

غمِ جدائی سے تیرے مقابلہ دل کا
مدام رہتا ہے اللہ رے حوصلہ دل کا

ہوں تنگ زیست سے جلدی سے دم نکل جائے
خدا چکائے کہیں جلد فیصلہ دل کا

خدایا یہہ دلِ محزون نہیں ہیں در کار
کہینگے شکر جو کر دے تبادلہ دل کا

ہمیشہ کہتے ہو اک دن کرینگے قتل تجہے
نکالو بہی کہیں اے جان یہہ چوچلا دل کا

ہیں پاس دل سے اگر جائیے وگرنہ صنم
ہزار کوس ہیں ہووے جو فاصلہ دل کا

چلے گئے جو مجہے آپ چہوڑ کر تنہا
سوائے رونے کے قابو نہ کچہہ چلا دل کا

نگاہ ناز نے غمزہ نے اور ادا نے تیرے
ہمارا لوٹا ہے ایجان قافلہ دل کا

پہرایا کوہ و بیابان ابہی خدا جانے
کہاں کہاں مجہے لیجائے ولولہ دل کا

تیری جدائی میں اے ساقی پری پیکر
سمجہتا شیشے کو ہوں آبلہ دل کا

یہہ ہی دعا ہے خدائے کریم سے فرخ
پڑے کسی سے نہ اپنا معاملہ دل کا

آج میری قتل کا پھر ہو کے سامان رہ گیا
وائے قسمت دل کا دل ہی میں اپنے ارمان رہ گیا

زخم اوچھے پن پہ تیرے اپنا خندان رہ گیا
تسمہ گردن میں لگا کیوں تیغ بُران رہ گیا

خیر گذری ضبط گریہ کر لیا ہم نے فلک
اوٹھتے اوٹھتے چشم تر سے اپنے طوفان رہ گیا

تشنگی میری بجھا لی کیا کیا کار ثواب
آب خنجر کا تیرے قاتل یہ احسان رہ گیا

جو کہ کہتا ہے ایمان گنج شہیدم تو میں
جیب نہ کچھ تھا تو چلا ناکام گریبان رہ گیا

بل بے تاب جبین اسکے رشک قمر سے حضور
شرم سے منہہ لیکے اپنا ماہ کنعان رہ گیا

میکدہ میں رہ نہ سکے ہم کسیکے دستار تک
زاہد اک جام پہ اب اپنا ایمان رہ گیا

غیرت شمشاد گلشن ہو گیا تو شرم سے
پا بہ گل سکتہ میں بس سرو گلستان رہ گیا

گر نہ پا سکے دو میں سے آہوں کی آنکھ
کیوں پکڑ دامن ہر اک خار مغیلان رہ گیا

ہان کوئی فرخ سنادو اور تازہ سی غزل
محفل احباب میں تو ہی غزلخوان رہ گیا

خنجر قاتل سے کھینچی دم بدم آہ کا
مکتب غم میں ہے پہلا زور بسم اللہ کا

وصف او نکلے ہے یہ واعظ عشق کی درگاہ کا
اسجگہہ رتبہ مساوی ہے گدا و شاہ کا

جان کے لالے پڑے ہیں دین و دنیا ہو لگ
ہے یہ ہی انجام اسے نادان بتون کی چاہ کا

رنگ فق ہے جسطرح کوئی مریض عشق ہو
روئے روشن کے مقابل منہہ تو دیکھو ماہ کا

ساتھ اپنے کیوں اوڑا کے پہرتی ہے باد نسیم
ضعف سے شاید گمان ہے مجھپر برگ کاہ کا

عاقبت کیواسطے سمجھا ہے بادہ کو حرام
ساقیا اللہ بلی زاہد گمراہ کا

عاملان عرش کیوں ہیں مشتاب شاید کہ اب
ہے گذر عرش معلی پہ جانے آہ کا

ہولا ہوں یاد خدا اور دین و دنیا کیطرف

جب سے فرخ شیفتہ ہون اک بت دلخواہ کا

جیتے جی شام جدائی کا نہ وہ ٹرکا جائے گا
وصل مین بھی ہجر کا دل سے نہ کھٹکا جائے گا

ناتوانی روز افزون ہے اگر یون ہی مدام
کسطرح سے ہمسے پھر دنیا مین اوٹھا جائے گا

گھر کے جانے کا نہ لیجے نام از بہر خدا
جا بیٹھینگے ہم جہان سے بس اپکا کیا جائے گا

قتل سے خوش ہون ولے ارمان ہے فرط ضعف سے
تیغ قاتل کے تلے کسطرح تڑپا جائے گا

غیر پر کرتے ہو دکہلا کر مجھے لطف و کرم
رشک سے مرجاونگا مجھسے نہ دیکھا جائے گا

کیون مقابل کرتے ہم دلکو ہجوم یاس کے
جانتے گر مفت اس بلوہ مین مارا جائے گا

گوہر دندان کی الفت مین موا ہون دوستو
آب گوہر مین میرا مردہ نہلایا جائے گا

رد کئے سے اور ہوتے ہین گلے کے ہار یہہ
طفل اشکون کو نہ اپنے ہمسے روکا جائے گا

داغ دل دکھلائینگے روز قیامت مین اگر
ہے یقین خورشید محشر اس سے شرما جائے گا

تیغ قاتل کے تلے دم توڑنا اچھا نہین
ہے ابھی نام خدا نادان گھبرا جائے گا

وہ مریض عشق ہون فرخ مسیحا بھی اگر
آگیا بالین پہ میرے ہنستا تو روتا جائے گا

عذر دل دینے مین اصلا نہ کیا
ہمنے کچھ اپنا پرایا نہ کیا

کس لئے جور و ستم ہے صاحب
دل دیا آپ کو بیجا نہ کیا

بکتا تہا ایک نگہ پہ دل و دین
کس لئے آپ نے سودا نہ کیا

یہہ ہمین ہین بت کافر تیرے
کبھی بیداد کا شکوہ نہ کیا

نام ہی کو ہین مسیحا لب ناز
مرض عشق کا چارہ نہ کیا

چشم فتان نے تمہارے چھوڑا
کونسا فتنہ جو برپا نہ کیا

رخ ہمارے ہین سلسلہ یہ لاکھون
عشق مین ہمنے ہی کیا کیا کیا نہ کیا

بے گنہ قتل کیا رشکِ مسیح کو
مہربان آپ نے اچھا نہ کیا

مستی جو تھی سو تھی پہ غضب پان ہوگیا
شبخون کا میرے واسطے سامان ہوگیا

ماہی سے لیکے ماہ تلک غرقِ آب ہین
سیلابِ اشک نوح کا طوفان ہوگیا

ہر اک سے پوچھتا ہی کہ مارا ہے کس نے آہ
کیا قتل کرکے مجھکو وہ انجان ہوگیا

جان دیکے ہوگئی ہے غمِ ہجر سے نجات
دشوار کام تھا ولے آسان ہوگیا

مطلب نہ دین سے ہے نہ ایمان سے غرض
جامِ شراب اپنا تو ایمان ہوگیا

آئی ہے بیکسی مین کرین کیون نہ جان نثار
اے موت ہمپہ یہہ بھی ترا احسان ہوگیا

اے چرخ کیا یہہ ہی ہے ترا انقلاب تو
ہمپہ نیا ستم ترا ہر آن ہوگیا

کب چھوڑتا ہے خانۂ دل کو غمِ فراق
مالک سے بھی زیادہ یہہ مہمان ہوگیا

ان بیوفاؤن سے ہے امیدِ وفا تجھے
رشک تو جان بوجھ کے نادان ہوگیا

اگر یہہ جانتا عاشق رخِ پرنور کیون ہوتا
تپِ غم سے بھلے چنگے بھلا رنجور کیون ہوتا

اگر قابو کا اپنے ناصحِ نادان دل ہوتا
تو پھر یون بے اجل مرنا مجھے منظور کیون ہوتا

نہ ہوتا مست نشۂ حسن سے گر وہ بتِ کافر
تو اپنا شیشۂ دل اوسکے ہاتھون چور کیون ہوتا

اگر اوچھی نہ پڑتی تیغِ ابرو اوس ستمگر کی
تو شمشیرِ اجل کا مفت مین مشکور کیون ہوتا

ہر اک شے لازم و ملزوم خالق نے کری پیدا
نہ ہوتی چشم گر بینا جہان مین نور کیون ہوتا

جو اوسکو روزنِ دیوار سے جھانکا کرتے ہم
تو اپنے زخمِ سینہ مین نہان ناسور کیون ہوتا

الٰہی کیون بنایا آئینہ دستِ سکندر نے
نہوتا حسن سے واقف تو وہ مغرور کیون ہوتا

کہٹکتی گر نہ چشمِ چرخ بدبین مین شبِ صحبت
بلا کا سامنا ہے جیسے شبِ دیجور کیون ہوتا

اگر دیتا نہ مین دل اوس بتِ ہرجائی کو فرخ
تو افسانہ میرا یہہ کوبکو مشہور کیون ہوتا

ای صنم تو بہی دکہا جلوہ رخِ پر نور کا
جا بجا مشہور افسانہ ہے شمعِ طور کا

مفلسی مین مصرعہ سودا ہے یہہ ناخن بدل
دل نہ اٹکائے کہین اللہ بےمقدور کا

ہون وہ بیکس پانی بہر آئے دہانِ زخم مین
نام سن پاؤن اگر جرّاح سے انگور کا

عین کعبہ مین ہے روشن دیکہہ لو قندیلِ نور
ابروؤن مین اوسکے کب ٹیکا ہی یہہ سیندور کا

تیری اے جرّاح اپنے داغِ سوزانِ حضور
آب ہو دے دم مین زہرہ مرہم کافور کا

ناتوانی مین نہ تو نے بہی خبر لی اے اجل
کب کوئی ہوتا ہے پرسانِ حال بےمقدور کا

ہے دمِ آخر ذرہ تو بہی تو چل کر دیکہہ لے
اور ہی نقشہ ہوا اب تو تیرے رنجور کا

لیکے نقدِ دل بہی اک بوسہ نہ دو پہر کیا غرض
مفت محنت کام ہے بیگار کے مزدور کا

اوسکے سودے سر مین کب یہہ مانگ کی ہے روشنی
نورِ صبح سے ہے شق سینہ شبِ دیجور کا

نالۂ جان سوز کو اپنے جو لکہا ہے رسا
واہ وا فرخ نیا مضمون باندہا دور کا

واعظا کرتا ہے کس سے ذکرِ شمعِ طور کا
ہے صنم نامِ خدا اپنا بہی پتلا نور کا

مین نہین سنتا کسی کی آسمان پہ ہے دماغ
ناصحا عاشق ہون جیسے اک بتِ مغرور کا

کوچۂ جانان ترک جیسے زاہدا ممکن نہین
مین نہین مشتاق جنت اور جمالِ حور کا

ناتوانی سے ہوتی ہے سانس لینی بہی محال
ہو گیا دشوار جینا اب تیرے رنجور کا

صاحب دولت کی ہیں کیا کیا خوشامدہا ہائی
دوریہ دل پوچھا کسی نے بھی نہ بےمقدور کا
جھانکنے کو جلوۂ جانان کے اپنے سینہ ہیں
واہ کیا رخنہ بنا روزن پر اک ناسور کا

ہے جو ساقی میں بقول استاد سودا آہ آہ
زخم نے دیکھا نہ میرے منہہ کبھی انگور کا

کیا ساتھ کرے باد صبا خاک تمہارا
ہے برقِ بلا توسنِ چالاک تمہارا
کچھ ہاں کو خیال اور بجز جور نہیں ہے
انداز جفا سیکھے ہیں افلاک تمہارا
از بہر خدا جلد خبر لیجے صاحب
مرتا ہے کوئی عاشقِ غمناک تمہارا
اک دم میں ہلا ڈالے زمین اور زمان کو
جان دادہ جو مضطر ہو تہِ خاک تمہارا
دل لیکے مکر جاتے ہو بوسہ نہیں دیتے
باور کرے وعدے کا کوئی خاک تمہارا
حالت میں بری ہم ہیں گرفتار کہ تم ہو
ناصح میرا سینہ ہے کہ صد چاک تمہارا
اللہ سے محشر یاد کرینگے یہ رقیبو
کیون رام ہوا ہے بت بیباک تمہارا
کیون پرزے کئے جیب و گریبان کو اس نے
ہے گل ہی کہیں عاشق پوشاک تمہارا

بتلاؤ کہ کیا خبط جنون سوجھا ہے فرخ
بے طرح گریبان ہے جو صد چاک تمہارا

معذور لے ہے مجھے عاشق کیا کس شوخ قاتل کا
تماشا دیکھتا ہے شوق سے جو نیم بسمل کا
بلا سے کٹ گیا سر غم نہیں اسکا ہمیں اصلا
رہے باقی رہا احسان سر پر تیغ قاتل کا
لگے تارے بدلنے رنگ اپنا اس تماشا میں
نہ آیا ہاتھ جب مضمون ہمارے یار کے تل کا
ملا دیکھے تو پہلے رو تو تابان آدمی ماہ و ہے
مقابل روئے جانان ہو کہاں منہ ماہ کامل کا
سوال بوسہ لب پہ جواب تیغ دیتے ہو
ذرا سوچو تو کب دل توڑنا واجب ہو سائل کا

ہوئی بادہ پرستی مین کلال آخر ہماری عمر
بنانا بعد مردن کا سبو ہے تو میری گل کا

ابھی گھبرا گیا فرخ گذرنا جان سے باقی ہے
طریقِ عشق سے آسان نہین قطع منازل کا

کچھہ بھی حساب ہے ستمِ بے شمار کا
کافر خدا کا خوف نہ روزِ شمار کا

طفلی سے عشق ہے مجھے ابروی یار کا
تھا شیر دایہ مین مزا خنجر کی دہار کا

رکھہ لیجیو آبرو میری اے چشمِ اشکبار
درپیش ہے مقابلہ ابرِ بہار کا

غیرون کا کیا قصور رقیبون کی کیا خطا
ہے سب قصور اپنے دلِ بیقرار کا

ہرچند ڈہونڈا موت نے پایا نہ پر کہین
یہہ حال ضعف سے ہے میری جسمِ زار کا

گل کو ہزار جان سے بلبل کرے نثار
اوٹھے نقاب رخ سے جو اوس گلعذار کا

سر کو اوٹھا کے پٹی سے پٹکا کیا ہون مین
کیا ماجرا سناؤن شبِ انتظار کا

اتنی رسائی خاک کو میرے بہلا کہان
کیونکر گذر ہوا ترے دل مین غبار کا

ناکردہ کار زلفون مین بیچارہ پہنس گیا
سمجھین قصور آپ دلِ بیقرار کا

فرخ بہولایا یادِ بتان مین خدا کو بہی
کیا تجہکو خوف کچھہ نہین روزِ شمار کا

دور جس دم اوس صنم نے رخ سے گہونگٹ کر دیا
سب غرورِ مہ جبینان دم مین تلپٹ کر دیا

ایک بہی کہنا میرا تو نے نہ مانا ہاے حیف
اور کہا غیرون نے جو کچھہ تو وہ جہٹ کر دیا

جس نے آئینہ بنایا ہو گرفتارِ عذاب
حسن سے آگاہ کر کے اوسکو نٹ کہٹ کر دیا

واہ رے قدرت ملا ہے ایک کو فرشِ زمین
ایک کی قسمت مین سونے کا چھپرکہٹ کر دیا

روز مرتے ہین وہان دو چار مشتاقِ وصال
عاشقون نے کوچۂ جانان کو مرگہٹ کر دیا

اک نظر بھی دیکھنے پائے نہ قاتل کی طرف
قتل تیغ تیز نے کیوں ایسے جھٹ پٹ کر دیا

اوس نے پھوڑا سنگ سے ہم نے در دلدار سے
ہم نے سر ٹکڑہ کر دیا فرہاد نے گھٹ کر دیا

رنگ بدلا کیوں رقیب روسیہ کا مجھکو دیکھ
اے فلک انسان سے تو نے اوسکو گرگٹ کر دیا

ہم نہ کہتے تھے کہ مرض عشق فرخ ہے برا
دیکھ دو ہی دن میں تجھکو کیسا چٹ پٹ کر دیا

ردیف باے موحدہ

دے چکی ہے زندگی کب کا جواب
نامہ بر اب تک نہ کچھ لایا جواب

ہوگیا ثابت دہن معدوم ہے
مانگ کر بوسہ نہ جب پایا جواب

دل نہ قابو میں رہے تو کیا کرے
پوچھتا ہوں ناصحا اسکا جواب

باغ میں اوسکے دہن کے روبرو
غنچۂ گل کو نہ کچھ آیا جواب

ہے کمر کا سا تیری یہ جسم زار
کون سی شے ہے نہیں جسکا جواب

ہوگئے چپ سن کے وہ میرا سوال
کیا دیا ہے واہ در پردہ جواب

تجھ سے فرخ پوچھا گر روز حساب
یہ بتا کمبخت کیا دیگا جواب

ہوں غیر وصل یار سے دل شاد یا نصیب
اور ہوں ہمارے واسطے بیداد یا نصیب

سو سو پیام غیروں کو آتے ہیں آپکے
بھولے سے بھی نہ ہمکو کرو یاد یا نصیب

آنے کا وعدہ بھول گئے وہ تو غم نہیں
کرتی نہیں اجل بھی ہمیں یاد یا نصیب

اک دم بھی دیکھنے نہ دیا اوسکو وقت قتل
تھا بسکہ تیز خنجر فولاد یا نصیب

یارب نہ کم تہی آفت قید قفس سے مجہے
نامہربان ہے تسپہ وہ صیاد یا نصیب

غیروں کو بوسۂ لب لعلین سے ہو نصیب
ہمکو ملے ہین سو لب فریاد یا نصیب

قسمت مین تہا یہہ ہی ترے فتح لکہا ہوا
پہلے ہی سے یہہ بگڑی تہی افتاد یا نصیب

اوسکا مکہڑا ہے چاند سا کیا خوب
زلف شب گون کی ہے گہٹا کیا خوب

اوسہی کہنچ گیا وہ بت ہمسے
جذب دل کا اثر ہوا کیا خوب

عوض بوسہ گالیان شاباش
سیکہے ہو تم نئی ادا کیا خوب

عمر بہر ساتہہ مغبچون کے رہے
اب ہوئے آپ پارسا کیا خوب

ساقیا لا شتاب جام شراب
ٹہنڈی ٹہنڈی چلی ہوا کیا خوب

حال دل سنکے وہ بت کافر
ہنسکے کہتا ہے واہ وا کیا خوب

رام کرنا بتون کو دل دیکر
سیکہا فتح ہنر نیا کیا خوب

نت ستانا ہمین بہلا صاحب
ہمین بندہ کا کیا خدا صاحب

ایک بوسہ پہ گالیان لاکہون
دل مین تو سوچئے ذرا صاحب

کیجیے کیا گلہ رقیبون کا
اپنی تقدیر کا گلا صاحب

حال غم سنکے ہنسکے کہتے ہین
ہان ذرا پہر کہے کیا کہا صاحب

غیر جانے ہی دو ہے کیا تکرار
تم ہی اچہے ہو مین برا صاحب

لیکے دل قصد جان کرتے ہو
آپ کا ہے یہہ حوصلہ صاحب

دل دیا تمکو کی خطا مینے
کہو جو کچہہ وہ ہے بجا صاحب

سر تسلیم خم ہے بیان تہہ تیغ — آ گئے جو آپکی رضا صاحب
بات کیا ہے وہ مدعا کیا ہے — کس لیئے ہو گئے خفا صاحب
ذوق ہے قتل کیجیے کا مجھے — ہان یہہ ہی ہے میری سزا صاحب
کیا کیا مینے کیون بگڑتے ہو — کچھہ بیان کیجیے ماجرا صاحب
جسکو پی چاہے وہ سہاگن ہے — غیر اچھے ہین مین برا صاحب
دوستی سے کسے ڈراتے ہو — تم نہین ہو میرے خدا صاحب

ہو کے دل تمنے پایا کیا فرخ
مین یہ کہتا تھا بارہا صاحب

درد دل سے یہہ حال ہے صاحب — زندگی اب وبال ہے صاحب
دل کا دینا نہین ستم ناصح — جان دینی کمال ہے صاحب
خط کے آنے سے ہوگیا اندھیر — حسن کو اب زوال ہے صاحب
دو ہے گالیان سناتے ہو — یہہ کوئی بول چال ہے صاحب
دل عشاق صید کرتی ہے — زلف ہے یا کہ جال ہے صاحب
زلف ناگن کو دام کون کہے — لام لفظ جمال ہے صاحب
جان دیدین تمہارے قدمون پر — رات دن یہہ خیال ہے صاحب

چھوڑ دو اب بھی کہتا ہون فرخ
عشق کار محال ہے صاحب

جور و ستم اٹھانے مین یہہ طاقت کہان ابھی — بیطاقتی سے ناز بتان بھی گران ہے اب
ایکدل تھا اپنے پاس سو وہ بھی نہین رہا — دل لے ہمارے مفت مین کیون آسمان ہے اب

ہم کوئے یار چھوڑتے ہیں زاہدا کہیں
دوزخ سے ہے زیادہ نظر میں باغِ جنان اب

کس سے کرون مین گردشِ ایام کا گلہ
جو مہربان تھا اپنا سو نامہربان ہے اب

دیکھین تو کیسے کھینچکے لاتا ہے شوخ کو
اے جذبِ دل اثر کا تیری امتحان ہے اب

راتون کو چین سے کوئی سوتا نہین ہے شب
نالون سے اپنے عام یہہ شور و فغان ہے اب

کیا کیا ملے ہین خاک مین ذیشان ذوی الکرم
باقی کسی کا کچھ بھی نہ نام و نشان ہے اب

اتنا کوئی یہہ پوچھے ذرا اوس سے جا کے
بیمار دردِ ہجر ترا نیم جان ہے اب

جاتے رہے ہیں فرح اک دل گیا گیا
کیون مبتلائے رنج جی کا زیان ہے اب

ردیف باے فارسی

کس کے سایہ کا ہوا ہم پہ اثر آپسے آپ
ہوش آتا نہین کیون دو دو پہر آپسے آپ

ہان ذرا جذبہ دل کچھ تو اثر دکھلا دے
آئین وہ شوق سے دوڑے میرے گھر آپسے آپ

او مسیحا ترے بیمار کا حافظ ہے خدا
آج جس طرح اوٹھا دردِ جگر آپسے آپ

ہاتھ کیا آگیا تیرے غمِ ہجران مبتلا
تنگ ہے جان سے یہہ شوریدہ سر آپسے آپ

شدتِ عشق نہین جان کے خواہان فرح
شوق سے دیتے ہین مشتاق مگر آپسے آپ

کہئے نہ میرے شانے کو کچھ خوف و خطر آپ
کیا ہوگا قیامت مین اگر جائین مکر آپ

کہتے ہو کہ باندھی ہے کمر قتل پہ میرے
کیا باندھی ہے دکھلایئے پہلو تو کمر آپ

بیمارِ تپِ ہجر ہون بچتا ہون نہین سے
اے رشکِ مسیح آئین عیادت کو اگر آپ

اوسوقت ستاتا مرا معلوم صاحب
میری طرح دل دیکے ہون مفتون اگر آپ

کیا جانتے تہے لوگ میرا سوز نہانی
طوفان اوٹہاتے ہین میری دیدہ تر آپ

آتے نہین ہکانے سے غیرونکی مری پاس
دکہلاتا مرا جذب محبت کا اثر آپ

فرخ ہمین معلوم نہین لگ گیا کیا روگ
سینہ مین سلگتا ہی جگر دو دو پہر آپ

شیدا ہے یار ہوکے دل ناصبور آپ
بیٹہے بٹہاسے تونے اوٹہایا فتور آپ

نادم ہے تیرے رخ سے تجلی طور آپ
وہ ایک روشنی تہی سراپا ہین نور آپ

پہچان جائین غیر برے ہین کہ ہم برے
منصف اگر ہون دل مین ذرا بہی حضور آپ

عاشق ہون جن نہین ہو جہپٹ جاونگا نہین
رہتے ہین کسلئے مری جان دور دور آپ

دکہلا دیا جو آئینہ مین تماشا دوسرا
جاتا رہیگا آپکا سارا غرور آپ

بوسہ کے بدلے گالیان ٹک دلمین سوچیو
فرمائیے کہ کسکا ہے پہلے قصور آپ

دینے کو دل تو دیدیا اوس شوخ کو ولے
پچتائینگا حضرت فرخ ضرور آپ

نہ زیادہ مجہے ترسائی آپ
بہنگے کہڑا ذرا دکہلاسے آپ

سر بہی موجود ہے جان بہی حاضر
جو کچہہ ارشاد ہو فرمائے آپ

دم کوئی دم کا ہے مہمان اپنا
مہربان وقت ہے گر آئے آپ

حضرت ناصح نہ دل سمجہے کا
چاہین جس طرح سے سمجہائے آپ

ڈال دیجے رخ روشن پہ نقاب
مہر رخشان کو نہ شرمائے آپ

سنگ کے ہتا ہے میرا درد فراق
کوئی دن اور بہی غم کہائے آپ

لب سے شہد ٹپکتے ہین جان آپکا ہم
بوسہ دینا ہے تو دلوائیے آپ

ہوویگا یہان ہونا ہے جو کچھ
ذوق سے جاتا ہے گرجائیے آپ

نہ رہیگا یہہ زمانہ یکسان
کیجیے شکر نہ گھبرائیے آپ

در پے قتل ہو کیون فرخ کے
کہین ایسا نہ ہو پچھتاتے ہے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تجھ بن یہہ دل نے دھوم مچائی تمام رات
پہر دن ہی جان تن مین نہ آئی تمام رات

تمام فراق ہاتھ سے تیرے دل حزین
دیتا رہا خدا کی دوہائی تمام رات

ہم بوسہ مانگتے تھے وہ دیتے نہ تھے ہمین
تکرار یہہ رہی کہ گنوائی تمام رات

خنجر گلے پہ پھیرتے یا زہر کہاتے
تجھ بن نہ دل مین کیا کیا سمائی تمام رات

غدر و جفا کے شکوہ شکایت کہان تلک
اب باتین کیجیے صلح کی آئی تمام رات

ورکے سے روز ہجر کے میری شب وصال
اوڑتی رہی ہین منہہ پہ ہوائی تمام رات

نالہ کیا کبھی کبھی اختر شماریان
القصہ یون ہی نیند نہ آئی تمام رات

فرخ تو کیسی نیند مین سویا ہی بیخبر
افسوس تو نے مفت گنوائی تمام رات

رہی تجھ بن یہہ بیقراری رات
زندگی ہو گئی تھی بھاری رات

دل کے داغون کا جب حساب کیا
تارے گنتا رہا ہون ساری رات

ہم بغل ہو کے سوئین یار کے ساتھہ
ایسی دکھلا فلک پیاری رات

ایسی صفت مین دشمن ہوا فلک اپنا ۔ مین اب تلک تو کوئی اس سہی ہی مین کی بات

پرائے نام کو اپنا جب کہدا تا ہے
پسند ہمکو ہی فرخ یہ لبس کہین کی بات

دل لیتا ہے پہلو مین میری جان کہٹ پٹ ۔ یا رب کہین محبوس بلا ہو سے یہ نٹ کہٹ
جسطرح ملاتے ہین سے تند مین پانی ۔ ہم خون جگر آنسوؤن مین کرتے ہین غٹ پٹ
پانی سکے لئے دوڑتے ہین آگ لگا کر ۔ اللہ رے کیا طفل سرشک اپنے ہین نٹ کہٹ
کیونکر نہ بہلا رشک سے دم اپنا فنا ہو ۔ رہتی ہے سدا غیرون سے اوس شوخ کی سٹ پٹ
اسے ابر ذرا دیکہہ تو اشکون کا مرے تار ۔ کیا نام خدا موتی برستی ہین یہ پٹ پٹ
آیا نہ عیادت کو مرے رشک مسیحا ۔ آ موت کہین تو ہی خدا کے لئے جھٹ پٹ
کسطرح نہ گردش ہو بہلا اوسکو شب و روز ۔ رہتی ہے سدا آہ میری چرخ سے کہٹ پٹ
مرنا ہے تو پہر ڈرنا ہی کیا آئیگا جب دم ۔ قاتل کو لگا لینگے ہم چھاتی سے جھٹ پٹ

فرخ تمہین کیا ہو گیا کچہہ منہ سے تو بولو
دل دیتے ہی دو روز مین کیا ہو گئی چٹ پٹ

پہونچی کب اوسکو خنجر و تیر و تبر کی چوٹ ۔ اے دل بڑی ہی یار کی ترچھی نظر کی چوٹ
کچہہ درد سا کلیجہ مین اوٹھتا ہی بار بار ۔ بتلاؤن اوسکو مین نادان کدہر کی چوٹ
سوزش فزون ہے داغون کی سینہ مین چارہ گر ۔ ہم آپ سینک لینگے اپنے جگر کی چوٹ
وہ بات کر کسا دہو دل ورنہ ناصحا ۔ پتہر سے ہی سوا ہی کلام بشر کی چوٹ
اوڑ جائینگے دہوئین تیرے اکدم مین دیکہنا ۔ کب سہ سکیگا چرخ تو آہ جگر کی چوٹ
فصل بہار آئی ہے پہر کچہہ کسک سی ہے ۔ لا ساقیا شراب کہ سینکین جگر کی چوٹ

پوچھا نہ ایکدن بھی بتِ سنگدل نے آہ
فرخ بتا کہ دکھتی ہے تیری کدھر کی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہائے ہمسے ہو گئی رخصت دل و جان الغیاث / مفت دشمن ہو گیا ہے چرخِ گردان الغیاث

زلف شیدہ کی محبت مین دیا اسلام چھوڑ / کیا ہی پچھتاتے ہین کھو کر دین ایمان الغیاث

جان و دل سب پھنک چکے اب ضبط کا یارا نہین / جل گیا سینہ سراپا ہی سوزِ پنہان الغیاث

بس کرا نہ بہرِ خدا غل کر رہے ہین چرخ پہ / حاملانِ عرش اب تو آہِ سوزان الغیاث

ہم کو فرخ ہے تکلیف بہت ہجر مین
دم لبون پہ ہے مری آ شامِ ہجران الغیاث

ہر دم کی آہ و زاری دل زار ہے عبث / بہتا ہمیشہ چشم گہربار ہے عبث

اک بوسہ دہن پہ یہ ششپنج اسقدر / اے جان ہیچ چیز پہ تکرار ہے عبث

پھر کیا کرو جو دیکھین تصور سے ہم تمہین / ہمسے حجاب آپکو اے یار ہے عبث

افشاے عشق زیب نہین ہے ہر ایک سے / اس دردِ دل کا عام سے تکرار ہے عبث

جیتا رہا ہون ہجر مین ہو نہین وہ سخت جان / گردون تو میرے درپئے آزار ہے عبث

قسمت کی نارسائی کسی کا قصور کیا / گلہ رقیب و طعنہ اغیار ہے عبث

صیاد ہے ہنوز محبت سے بیخبر / ناحق کا شور بلبلِ گلزار ہے عبث

حاضر ہین سر کے دینے مین گر شوقِ قتل ہے / جب دل دیا تو جان سے انکار ہے عبث

بھولے سے بھی نہ تیری عیادت کو آئینگے

سمجھو مریض عشق کی کچھہ بہی خبر ہے آج
عیسیٰ بہی اوسکے بالین پہ نوحہ گر ہے آج

مہمان ہین کوئی دم کے تو ارمان نکال چک
شام فراق صبح تک اپنا سفر ہے آج

ڈرتا ہون جان جائے نہ اپنی کہین نکل
کچھہ بے طرح سے درد جگر بیشتر ہے آج

کس بیگنہ کی قتل کا سامان ہے سنگدل
خنجر یہہ کس کے واسطے زیب کمر ہے آج

بہ ہو بہ ہو ہو چکا نبٹینگے یہہ قصہ روز کا
قاتل کی تیغ تیز ہے اور اپنا سر ہے آج

اے حاملان عرش سنبہلنے کا وقت ہے
بالائے بام کوٹھے پہ وہ جلوہ گر ہے آج

کل تک پتا ملیگا نہ تیرا فلک کہین
مت جانیو کہ نالہ میرا بے اثر ہے آج

کہاینگے زہر تھوڑا سا منگا کر ضرور ہم
قصہ شب طویل کا بس مختصر ہے آج

رہتا تہا یا تصور جانان کا یہہ مقام
یا رنج و غم نے دل مین کیا اپنا گہر ہے آج

بیٹھے بٹھائے حضرت فرخ یہہ کیا ہوا
کیون آہ سرد لب پہ ہے اور چشم تر ہے آج

جور و ستم کا بدلا ہے چرخ کہن سے آج
ٹہیرا ہے وعدہ وصل اوس گلبدن سے آج

سوز جگر بدو کمر ہوا ہے مقابلہ
اس آہ شعلہ بار کا چرخ کہن سے آج

دیکہینگے کیا تماشا بت سرو کے ہم قدم
دکہلا کے ہاتھہ پوچہینگے یہہ برہمن سے آج

وعدہ پہ اوسکے کہینچے ہین کیا رنج انتظار
ایدل ضرور بگڑے گی پیمان شکن سے آج

اے بیکسی تو ہمکو اکیلا نہ چھوڑنا
رخصت ہوئے ہین اپنے ہم اہل وطن سے آج

خنجر برہنہ دیکہی ہے قاتل کے ہاتھہ مین
باہر ہین شوق قتل مین ہم پیرہن سے آج

فریاد نے نہ شور نہ نالہ ہے سنگدل
ناحق اوٹھاتے ہین مجھے کیون انجمن سے آج

ہو ادعا سے ہمسری کیا کبہی نہ باغ مین
غنچہ کو ہم ملائینگے تیری دہن سے آج

فرخ علیل طبع تپ عشق سے ملہ
شعلہ سے کیون نکلتے ہین تیرے بدن سے آج

ہوتی ہے جیسے ماہ کو اختر کی احتیاج
ہے اوس جبین نور کو جوہر کی احتیاج

گہٹنے سے چاند ہوتا ہے معیوب و بدنما
جو ہے حسین نہین اوسے زیور کی احتیاج

دیکہا جدہر کو قتل کیا دم کے دم اوسے
ابرو ہین انکو نہین خنجر کی احتیاج

ساقی لگا لون موبنہ سے اوٹہا کے خم شراب
کم ظرف مین نہین جو ہو ساغر کی احتیاج

گہبرا گیا ہون خانۂ زنجیر دیکہکر
جوش جنون مین کب ہے مجہے گہر کی احتیاج

کیونکر نکالین سینہ سے داغون کے ہم درم
وہ کون ہے کہ جسکو نہین زر کی احتیاج

دیوے خدا خدائی بہی لیوین نہ ہم وسلے
ہے ایک ہمکو چہ دلبر کی احتیاج

گرد ملال کافی ہے رکنے کیواسطے
دل مین نہین ہے سد سکندر کی احتیاج

نام نکوئی اونکا ہے فرخ سدا بلند
کرتے ہین رفع جو کہ برادر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

خورشید قیامت ہی میرے داغ سے کم ہیچ
محشر کا تیرے چال سے ہے خوف و خطر ہیچ

کس خوبی پہ اترائی ہو مبتلا تو صاحب
کیا بات ہے خوبی کی دہن ہیچ کمر ہیچ

کیون سر پہ عبث اپنے اوٹہاتی ہے فلک کو
بس دیکہ لیا ہمنے تیرا آہ اثر ہیچ

کیا لیگی ڈبو کر تو بہلا اے فنا کو
مشہور ہے یہہ آپ ہی اے دیدۂ تر ہیچ

دیکہو تو سہی اوس رخ روشن کے مقابل
کیا ہوتی ہے معلوم بری روی قمر ہیچ

فرخ نہین جہان دل کا ٹھکانا نہین [illegible]
اس ہستی کو کہتے ہین سبھی اہل خبر ہیچ

ردیف حائے حطی

کچھ مضطرب ہے آج دلِ زار بے طرح
آتی ہے لب پہ آہ شرربار بے طرح

کرتی ہے موت یاد اوسے یا کہ گور جو
لیتا ہے ہچکیان تیرا بیمار بے طرح

خالق بچائے خلق کو اوٹھا ہے ابکی پھر
سیلاب اشک چشم گہربار بے طرح

کس بیگنہ کی قتل کا ہے عزم جان جان
زیبِ کمر ہے آج جو تلوار بے طرح

لب آشنائے خندہ نہین ہوتی خوشے
پیچھے پڑا ہے چرخِ ستمگار بے طرح

کیونکر بچے گی جان الٰہی کہ دور سے
کرتی ہے وار ابروے خوندار بے طرح

چھپتی ہے بزم غیر کی بادہ کشی کہین
ہین چشم مست آپکی سرشار بے طرح

گر ہو عذابِ گور گوارا ہے اے اجل
لیکن بلا سے جان ہے شب تار بے طرح

آتی ہے کیا ہی اوس دہنِ تنگ کے حضور
بو تیرے مونہہ سے غنچۂ گلزار بے طرح

کیا اعتبار عرض کا اپنے ہوئے اگر
بہکانے والے آپکے اغیار بے طرح

جان بر ہوا نہ کوئی بہی فرخ مریضِ عشق
ہے دشمنِ حیات یہ آزار بے طرح

ردیف خائے معجمہ

جیسے لب لعلین ہین تیرے غنچہ دہن سرخ
ہوتے ہین کہان ایسے بہلا لعلِ یمن سرخ

جان دادۂ مستی دست حنائی کا ہون یارب
ہو بعد فنا بہارستان اپنا کفن سرخ

خون سر پہ چڑہا اوسکے شہیدان ستم کا
کب رنگ شفق سے ہے ولا چرخ کہن سرخ

گلدستہ تیری الفت مین یہہ گل کہائی ہین ہمنے
ہے کثرت داغون سے یہان سارا بدن سرخ

کب سرخی گلہائے چمن ہوتی ہی ایسی
ہے آتش فریاد سے بلبل کے چمن سرخ

جسطرح کہ فانوس مین ہو شمع روشن
یون داغ دل اپنے ہین عیان زیر کفن سرخ

فرخ نہین معلوم ہوا کیسے چٹے ہین
کیون رنگ یہہ لائے ہین تیرے زخم کہن سرخ

ردیف دال مہملہ

آتی آتی ہجر مین رستہ مین سو جاتی ہے نیند
اے صنم تجہسے زیادہ مجہکو ترسالی ہے نیند

خواب راحت کے عوض آنکہون مین دم آیا مرا
اے پری رو کیا یہہ ہے فرقت مین کہلاتی ہے نیند

یاد قامت مین نہین لگتی پلک سے کیون پلک
یون تو کہتے ہین کہ سولی پر بہی آجاتی ہے نیند

وصل مین اکرات ترسایا تہا تو نے اسی
فرقت دلدار ہو اب ہمکو ترساتی ہے نیند

موت کا آنا تو مشکل ہے شب فرقت مین آہ
خفتگی بخت برگشتہ سے پہر جاتی ہے نیند

وصل مین کس شوق سے آنکہون مین جاتی تہی ہم
کیون خدایا ہجر مین اب ہمسے شرماتی ہے نیند

سیکہی ہین شرم وحجاب یار کی انداز کیا
آتے ہی بس آنکہ کے پردہ مین چہپ جاتی ہے نیند

آنکہین پتہرائی ہین وعدے پر ترے غفلت شعار
تو نہ آیا نا تو ظالم اور نہ اب آتی ہے نیند

دیدہ بیدار ہین کیونکہ مشتاق وصال
سو طرح کے ناز سے شوقانہ وہ کہاتی ہے نیند

ہجر مین سونے نہین دیتا یہہ ورد دل مجہے
اے صنم فرقت مین کس کا فکر اب بہاتی ہے نیند

بل بے سوز ہجر آنکھون مین جو آتی اتنا گرم ۔ صورت سیماب بنکر صاف اوڑ جاتی ہے نیند

ہوکے فرخ دل تمہین سے خواب راحت کی طلب
جسکا کچھ کھو یا گیا ہو اوسکو کب آتی ہے نیند

بھول جاؤگے یہہ سب جور و جفا میرے بعد ۔ کس پہ بیداد و ستم ہونگے بھلا میرے بعد

قتل کیون کرتے ہو پچتاؤگے دیکھو اے جان ۔ کسکو دکھلاؤگے پھر ناز و ادا میرے بعد

اے شب ہجر غنیمت ہی سمجھ دم اپنا ۔ پھر ستائیگی بھلا کسکو سدا میرے بعد

مرگیا مین تو ہوئی چین سے خلقت آباد ۔ چشم تر کوئی نہ طوفان اوٹھا میرے بعد

گور دل دادہ رخ پاندیدہ ہے یہہ ۔ میری تربت پہ لکھانا یہہ پتا میرے بعد

اب تو کچھ قدر نہین کرتے ہو صاحب لیکن ۔ یاد آئیگی تمہین میری وفا میرے بعد

انتظاری مین مری جان لبون پر آئی ۔ اب نہین آتے ہو تم آؤگے کیا میرے بعد

جیتے جی بھول گئے اپنے شفیق و مونس ۔ یاد لائیگا تجھے کون ولا میرے بعد

یہی تقدیر مین لکھا تھا یہہ فرخ سب کچھ
مرض عشق کسیکو نہ ہوا میرے بعد

نصیب کہ آپ سنین اپنے مہربان فریاد ۔ تمہین کہو کہ کرین جاکے پھر کہان فریاد

عبث اوٹھایا ہے نالون سے سر پہ گلشن کو ۔ سنے ہے کون تیری مرغ بوستان فریاد

مین تنگ آیا ہون جینے سے تیرے ہاتھون سے ۔ بروز حشر مچاؤنگا آسمان فریاد

ہوا ہے ضعف سے یہہ حال تیری فرقت مین ۔ کہ سینہ سے نہین آتی ہے تا زبان فریاد

پہنچا اسکو اثر تک ہوا ہے کالے کوس ۔ ہوئی ہے ضعف سے ازبسکہ ناتوان فریاد

ہوا ہو سانس بھی لینا جسے صنم دشوار ۔ تو لاسکے خاک زبان تک وہ نیم [illegible]

ناداں ہیں وہ جو واقفِ فنا ہیں لگائیں دل
کیا اعتبار ہستیٔ ناپائدار کا

طوطیٔ حسن عازمِ پرواز ہے مگر
یا خطِ سبز نکلا ہے رخسارِ یار پر

ہمکو جلایا غیروں نے مرنے کے بعد بھی
لاتے ہیں اونکو ساتھ ہماری مزار پر

فرخ ہوا ستم سے انہونکی بعد مرگ
جلتا نہیں چراغ ہماری مزار پر

تیغ کیوں کھینچتے ہو آگ بگولا ہوکر
کام جلاد کا کرتے ہو مسیحا ہوکر

دل پہ ہوتا ہے کہیں ناصحِ مشفق قابو
کیسے ناداں ہے جاتے ہو دوانا ہوکر

اللہ اللہ رے میری آہِ رسا کی تاثیر
رہ گیا عالمِ بالا تہ و بالا ہوکر

دل جو دیں مفت سے گر کچھ نہ لگا ہاتھ اپنے
ہائے پچھتاتے ہیں کیا آپکے شیدا ہوکر

گرمیٔ داغ سے جراح سبا و اتیرا
جل اوٹھے مرہم کا فوراً فتیلا ہوکر

اٹھو ہمتیں ہی مرا اپنا کیا ہے سینہ
دل میں جو آرزو ہے حورِ خودآرا ہوکر

بزمِ رنداں میں جو بھولے سے بھی جا ہیں کہیں
شیخ جیو رقص کریں آپ جھومرا ہوکر

گرمیٔ عشق نے پھونکی یہ جگر میں آتش
دل بیتاب جو تھا اڑ گیا پارہ ہوکر

بود و نابود مساوی ہے تمہارا فرخ
کونسا کام کیا آپ نے پیدا ہوکر

نہیں شکوہ جفا کر یا وفا کر
صنم راضی ہیں جو تیری رضا کر

جو چاہا قتل کو خنجر اوٹھا کر
کیا تسلیم ہمنے سر جھکا کر

یہ مشتِ خاک اوس کوچہ میں لیجا
خدارا ہمپہ احسان یہ صبا کر

ہمارا دیکھ کر یہ حال مضطر
گری بجلی فلک سے تلملا کر

چرا کر نقدِ دل میرا ستمگر
چلا ہے اب کہاں موںہہ کو چھپا کر

مرے کے وہ دل کی سچائی کے موہنہ سے
پہونچی نہ خدا جان پہ فرخ کے قدر اور

دھری ہی آنکھ ہی ہوئی ہے لب جان بخش جانان پر
گہٹا یہ دہوم سے چہائی ہوئی ہے آب حیوان پر

ہوا پیدا ہے تا کہ پہین اوسکے سیل اشک اپنا
بہروسا ہے ہمین کیا کیا نہ اپنی چشم گریان پر

قیامت ہے اگر پیدا ہا اوٹھاون زخم سینہ سے
ابھی خورشید محشر کا گمان ہو داغ سوزان پر

ہوا جوش جنون پہر تازہ شاید فصل گل آئے
الٰہی ہاتھ کیون جانے لگا اپنے گریبان پر

نمود خط سے تیرا مصحف رخ رشک گلشن ہے
گلستان کو تفوق ان دنون ای جان ہے قران پر

شہیدان تیغ کی ہوئی تھی پیاس سے پانی پلایا ہے
ہے احسان آبلون کا اپنے لب خار بیابان پر

لبے بہ قتل کہینچتا سپر پے امکان ہو
ہماری مشتعل یون سخت دل مین نوک مژگان پر

بتا دین حال اپنا تجھے کیا سخت مشکل ہے
نکلتا ہے دم اپنا ناصحا اک شوخ نادان پر

اسیران محبت جہانک کر دیکھین نہ گلشن کو
لگا دین قینچیان بے رحم نے دیوار زندان پر

رخ روشن سے یون زیر نقاب اوس ماہ تابان کا
کہ جیسے ابر چہایا ہو مہر درخشان پر

سپر تہا سینہ تیغ ابرو کا اب اپنا خدا حافظ
نگہ سے اور مژہ سے نوبت آئی تیر و پیکان پر

بکہا پانا مین وہ مول تم لیتے ہو ابسون کو
یہی تو فوق تکو اے صنم ہے ماہ کنعان پر

ہوا دو چار ہی چشمکی مین خالی واے کمظرفی
ہمارے زخمون کا طعنہ ہے تیرے خندۂ نمکدان پر

سلامت ہو رسکے تجھکو ترے اقبال ہی اپنا
تسلط ہوگیا اے ضعف اب شہر خموشان پر

نہین خال سیہ فرخ یہ ہے آنکھ روی روشن پر
کوئی دیو سیہ قابض ہوا تخت سلیمان پر

وبال دوش ہے مدت سے ہمکو اپنا سر تن پر
خدا کے واسطے کہینچ قاتل [illegible]

ہاتھ سے تیرے جنون اب یہی باقی ہے لیکن — زیر پا فرش زمین عرش معلے سر پر

دم گذرنے کو سمجھ قطع حیات ای فرخ
موت ہر وقت کھڑی ہے لئے تیغا سر پر

ابر تر محجوب ہووے جسکو گریان دیکھکر — گر پڑے بجلی تڑپ کر اوسکو خندان دیکھکر

نے مروت نے وفا نے رحم نے خوف خدا — دل دیا اوس شوخ کو کیا تو نے نادان دیکھکر

چھپ گیا مہر درخشان ابر مین شرمندہ ہو — اے صنم رخ پر ترے زلف پریشان دیکھکر

جوش وحشت مین ہمارا رنج و غم دونا ہوا — یاد مجنون آگیا خالی بیابان دیکھکر

یدن رکتا ہے دم میری سینہ مین فرط گریہ سے — ٹھیر جائے جس طرح بارش کو مہمان دیکھکر

بل بے کم ظرفی وہ دو چشکی مین خالی ہو گیا — ہنستے ہین زخم جگر ظرف نمکدان دیکھکر

اک تماشا جانتا ہے قتل عاشق کو وہ شوخ — دل مین خوش ہوتا ہے کیا بسمل کو غلطان دیکھکر

باغبان سرسبز رکھے حق سدا تیرا چمن — شادمان جاتے ہین ہم سیر گلستان دیکھکر

کیا ہی کیا حالت ہوئی فرخ تیری دنیا مین آہ
رحم آتا ہے تجھے ہر وقت گریان دیکھکر

الف دعوے ابر کو ہے دیدۂ خون بار پر — آنکھ کو میرے شرف ہے ابر دریا بار پر

عمر گذری انتظاری مین نہین جھپکی پلک — آفرین کہئے ہمارے دیدۂ بیدار پر

ہے تعجب حافظ قران اب ہندو ہوئے — خال کاجل کا بنایا یار نے رخسار پر

شکر ہے صیاد کچھ ہو گیا ہے مہربان — شاد ہون کنج قفس مین اب نہین درکار پر

لاغری نے کر دیا ایسا بہ رنگ مو مجھے — ہے کمر کا تیرے دہوکا میرے جسم زار پر

آگ پر سر سبزی سبزہ کبھی ممکن نہین — خط طلسم طرفہ ہے ایجان تیرے رخسار پر

کردیا سیراب فرخ تشنہ لب تہی کب سی یہہ
اپنون کا اپنے احسان ہے زبان خار پر یہ

کیا ہی دل شاد ہے وہ بیتاب دل شیدا لیکر
لڑکے خوش ہوتے ہین جسطرح کہلونا لیکر

جو ستے ہین تیرے آہ رسا ہوتی تک
اسے فلک چہوڑینگے ہم بہی کبہی بدلا لیکر

نہین امید بچے تیرا مریض فرقت
نبض کو ہاتہہ مین روتے ہین مسیحا لیکر

کیا کیا ہر خدا اتنا بتا دے قاصد
میرے نامہ کو جب اوس شوخ نے دیکہا لیکر

جان بلب ہون لب جان بخش کی الفت مین صنم
امتحان کیجئے بچ جاؤنگا بوسہ لیکر

گر یون ہی دہیان تشنیا ہجر رہا زلفون کا
جان چہوڑیگی ہماری شب یلدا لیکر

جی مین آتا ہے اسے پہینکدین پہلو سی نکال
کیا کرینگے دل پر داغ خدایا لیکر

مفت برباد کیا خاک مین روندا اوسکو
کیا کیا آپنے دل جان ہمارا لیکر

دل کی دل ہی مین رہی حسرت و ارمان فرخ
ہائے دنیا سے چلے لاکہون تمنا لیکر

ردیف رائے ہندی

ناصح نکر تو مجھ سے چہیڑ چہاڑ
کیا چاہیے میان کسی شمشیر سی چہیڑ چہاڑ

دامن پکڑتے ہین کبہی تلوے کہجاتے ہین
رکہتے ہین خار کیا تیرے مضطر سی چہیڑ چہاڑ

پہونکا ہزار بار جلایا ہے لاکہہ بار
رکہتی ہے آہ چرخ ستمگر سی چہیڑ چہاڑ

آنے سے روکتا نہ دلا طفل اشک کو
اچہی نہین ہے کودن و ابتر سی چہیڑ چہاڑ

اللہ رے لاغری نہین ملتا پتا کہین
ہیکیا قضا کو ہے میری بستر سی چہیڑ چہاڑ

ہے تیغ تیز لوٹیان اوڑجائینگی تیری
اے دل نہ کچھو ابروے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

کیون روٹھتے ہو شکوہ تمہارا نہین کیا
ہم کر رہے ہین اپنی مقدر سے چھیڑ چھاڑ

اوسکی گلی سے کوسون ہی لیجاتی ہے مجھے
باد صبا کو ہے تن لاغر سے چھیڑ چھاڑ

فرخ سے لے نہ بوسہ تو دشنام ہی سہی
ہان کچھ ضرور چاہئے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

ردیف زائے معجمہ

بزم مین اوسکے ہے بغیر فتنہ گر کا امتیاز
یہ نکالا ہے نیا اوس نے کدھر کا امتیاز

بوئے گل تک بھی نہین لاتی چمن سے تا قفس
اپنی نظرون سے گرا باد سحر کا امتیاز

نامہ بر یہ کہکے میرے اونگلی دیا ہو اوس نے خط
قابل تحسین ہے اپنے نامہ بر کا امتیاز

خود تو ڈوبے آسمان کو بھی ڈبویا اپنی ساتھ
دیکھنا ہمدمے اس چشم تر کا امتیاز

حور بت کے سامنے کیونکر کرین ترک صنم
زاہدا تجکو نہین حور و بشر کا امتیاز

تیرا شیشہ ہم پرست سب سچ ہی تو کچھ تم کہو
سخت مشکل ہے کہ عیب و ہنر کا امتیاز

ذبح کرتا ہے مجھے اولٹی چھری سے دیکھنا
ہمدمو کیا ہے ناوان فتنہ گر کا امتیاز

ہیچ ہین دونو ہی میرا جسم اور اون کی کمر
سب برابر اپنا اور اونکی کمر کا امتیاز

جام خالی ہمکو غیرون کو دو ساغر بھرے
واہ جی تمنے نیا سیکھا کدھر کا امتیاز

آنکھ بیٹھا ہو شراب بیخود کا تو کیا ہوا
عشق مین رہتا نہین صاحب نظر کا امتیاز

دو ... سر سجدہ کی جا ملتا نہین جب پاؤن
بیخودی مین نے خیال پا نہ سر کا امتیاز

بھول جائیگا تو سب اپنی یہ گفتاریان
چرخ گردان مین نہ سم آہ جگر کا امتیاز

اسفل و اعلیٰ مین کچھ باقی نہین اصلا تمیز
آج کل فرخ ہے سب دنیا مین کا امتیاز

ناز و نیاز سے ہے وہ بت بے خبر ہنوز
واقف نہین ہے حسن سے رعنا پسر ہنوز

کیا جانے جور کیا ہے ستم کیا ہے ظلم کیا
نادان ہے وہ نام خدا فتنہ گر ہنوز

دم آ رہا ہے لب پہ میرے اضطراب سے
شام فراق دور پڑی ہے سحر ہنوز

ارض و سما کو سر پہ اوٹھانے سے فائدہ
پیدا نہین ہے آہ مین اے دل اثر ہنوز

اللہ رے دید عشق کی اپنی حرارتین
سر کٹ گیا ولے نہ گیا درد سر ہنوز

ڈھونڈتا ہے جسے ہستی سے لیکر عدم تلک
لیکن ملا نہ اوسکا سراغ کمر ہنوز

ق
غفلت شعار سے میرے کہنا پیامبر
جاندادگان عشق سے ہو بے خبر ہنوز

آنا ہے گر تو آؤ کہ ہان وقت نزع مین
ٹھیرا ہوا ہے لب پہ دم منتظر ہنوز

فرخ تو دل لگانے کو سمجھا ہوا ہے کھیل
پوچھا نہین ہے جان پہ تیرے خطر ہنوز

ردیف سین مہملہ

بیٹھے جو دیکھا غیر کو اوس فتنہ گر کے پاس
پہلو مین میرے درد اوٹھا ہے جگر کے پاس

جاتی صدائے نالہ او آتی صدائے ناز
اے کاش میرا گھر نہ ہوا تیرے گھر کے پاس

کیا پوچھتا ہے مجھ سے ٹھکانا تو ہمنشین
جون سایہ اوسکے رہتا ہون دیوار و در کے پاس

اللہ رے ناتوانی دل کا سبکر اثر
پہونچی نہ آہ ضعف سے اپنی اثر کے پاس

حیرت مین ہون کہ قاصد جانان کو بھیجے کیا
جز نقد جان کچھ نہین شوریدہ سر کے پاس

اے ابر اپنا رونا بھی بس وہ طلسم ہے
دریا ہے بند کوزہ میں اس چشم تر کے پاس

زلف سیاہ اوس رخ روشن پہ کب ہے یہ
آئی ہے شام ملنے کو اے دل سحر کے پاس

دل میں ترے جو کاوش نہیں ہے تو کس لئے
سو بار آکے تیغ جو آ بیٹھی سر کے پاس

فرخ تمہارے عشق میں مرتا ہے اندنوں
لیجائے یہ پیام کوئی حبیب کے پاس

دوستو بیٹھے ہو کیا مضطر میرے بستر کے پاس
لیچلو مجکو اوس الّراوس پری پیکر کے پاس

پھیلایا ہے تپ فرقت نے اپنا جسم زار
سو و نہ اگر قضا اولٹی پہری بستر کے پاس

تو نہ آوے تو صبا اے ناز ہی آیا کرے
بس تمنا ہے کہ میر اگر ہو تیرے گھر کے پاس

سینہ اپنا ہے کہ لاکھوں داغ جسکے ہیں نہاں
کیا ہوا دو چار گو ہیں لالہ احمر کے پاس

آمد فصل بہاری ہے جنوں کا جوش ہے
ہے عجب دامن پہلے زنجیر آہنگر کے پاس

یوں جبین ناز پر اوسکے ہے افشاں کی چمک
جیسوں ستارے جگمگاتے ہوں مہ انور کے پاس

جیتے جی تک ہیں فرخ مال و دولت دنیوی
کیا رہا بعد از فنا پوچھو تو سکندر کے پاس

ردیف شین منقوطہ

دور کر جوش جنوں جیب و گریباں شاباش
لیچل اے وحشت دل سوئے بیاباں شاباش

اسقدر ہو کے محبت ہرجائی پشیماں تو نے
خوب رسوا کیا مجکو دل ناداں شاباش

ملک سوں کسکے تماشا کوں جو سایہ کرتا
چادر گور ہوا گنبد گرداں شاباش

چرخ کو ہیکنا زمیں پہ ہوا پانی پانی
آفریں سوز جگر دیدہ گریاں شاباش

چادرِ خاک ملیگی ہمین بستر کے عوض

نہ ہو کیا ہمکو ہے سیرِ گلستان سے غرض — ہم ہین وحشی ہمکو ہے کوہ و بیابان سے غرض

خواہشِ فردوس ہے ہمکو نہ جنت کی ہوا — ایک ہمکو زاہدا ہے کوے جانان سے غرض

ایک بوسہ پر عبث تکرار ہے دیدیجیے — مہربان ہونا ہے انسان کو انسان سے غرض

فتنہ سازی سیکھتا ہے اوس پری پیکر نگاہ — آسمان کو نہ کیونکر چشمِ فتان سے غرض

جب سے عاشق ہو گئے ہم اک بتِ دلخواہ کے — دین سے مطلب ہے ہمکو اور نہ ایمان سے غرض

دیکھنے والے ہین اوسکے چہرۂ پر نور کے — اے فلک کیا ہمکو تیرے ماہِ تابان سے غرض

نے زمین کا ہے پتا نے آسمان کا کچھ پتا — جلگئے ارض و سما اک آہ سوزان سے غرض

تنگ ہے کچھ آمدِ فصلِ بہاری کا قریب — پنجۂ دستِ جنون کو ہے جو دامان سے غرض

آگیا وان یاد نقشہ کوے جانان کا مجھے — خوب ہی بگڑی ہی میری جنت مین رضوان سے غرض

ہان اوڑا دے دھجیان اے پنجۂ دستِ جنون — جوشِ وحشت ہے کسی جیب و گریبان سے غرض

کسلئے گھبرا رہے ہین ہم وہ بخشیگا ہے رحیم — زاہدِ نادان تجھے کیا ہے مرے عصیان سے غرض

وصل کے بدلے دعائین مانگتے ہین موت کی — تنگ آئے ہین زبس ہم دردِ ہجران سے غرض

آہ گنتی کی جگہ گنتا رہا ہون رات بھر — کٹ گئی سب شب حسابِ داغِ سوزان سے غرض

کیا لبِ جو پر ہو سیرِ چراغان کیجیے — تختِ دل سے ہمکو ہے اور انکی مژگان سے غرض

اپنی قسمت پر قناعت کر سکے فرخ شادرہ — نے گدا سے رکھتا اونہ سلطان سے غرض

ردیف طاء مہملہ

اس زمانہ مین نہین دیکھا کسی سے اختلاط — ہے مگر داغِ جگر کو دل سے کیا کیا اختلاط

لے لیا بوسہ تو بولا یون خفا ہوکر وہ شوخ
واہ واہ تمنے یہ خوش کیا کا نکالا اختلاط

خاک مین مجھکو ملایا مہربانی نے تیرے
خوش نہین آتا ہے مجھے اے چرخ تیرا اختلاط

گر وہ کہتا نہین جسدم یہ دل کا اثر جائے نکل
اے رقیب روسیہ تیرا یہ سارا اختلاط

وہ یہی سنے دیکھکر ہمکو چھپا لیتے ہو مونہہ
واہ صاحب خوب سیکھے ہو نرالا اختلاط

سو نے مجھے ایسا ہے جو تم دشمنا ہین
عید ہو تمکو مبارک ہو تمہارا اختلاط

ہے تعجب زلف ہندو کو تمہارے جان جان
ہوگیا ہے مصحف رخ سے یہ کیسا اختلاط

کاش مر جائین تو ہم اس رشک سے پائین نجات
غیر سے دیکھا نہین جاتا تمہارا اختلاط

فی الحقیقت ہو فقط فرق ہین سب اپنا ہی دہر
اس نہ ماتہ ہین نہین دیکھا کسیکا اختلاط

ردیف ظاء منقوطہ

لیجیے پھر ہے فغان خدا حافظ
اے تپیدا آسمان خدا حافظ

چشم گریان سے پھر اوٹھا طوفان
اے زمین و زمان خدا حافظ

سینہ اپنا ہوا ہے نذر تنور
دل بے سوز نہان خدا حافظ

پیر گردون سنبھل ہوا اب تو
نالہ اپنا جوان خدا حافظ

مرض عشق یہ بلا ہے روگ
الامان الامان خدا حافظ

آپ سے جائین دل جو ہو مطلوب
جان کا مہربان خدا حافظ

دل تو رخصت ہوا تیرے ہمراہ
جان کا اوسیان خدا حافظ

تیرے بیمار کو ہوا افسوس
دم بھی لینا گران خدا حافظ

ہوگئے خاک جسم و لے اوسکو
ہے وہی امتحان خدا حافظ

جب یہہ مینے کہا کہ جاتا ہون — ہنسکے بولے کہ ہان خدا حافظ

دل مضطر کا اپنے اسے فرخ
اضطراب الامان خدا حافظ

ردیف غین منقوطہ

غم نہین ہے گر نہو اپنے سر مدفن چراغ — گور کے اندر تو ہونگے داغ دل روشن چراغ

جل بے تاب حسن اوس نے یکنظر جانکا جو ہین — ہو گئے ہین پرتو رخسار سے روزن چراغ

خط ہین ہین قطرے پسینہ کے زنخدان کے قریب — پا گئے ہین یہہ کنوین پر خضر نے روشن چراغ

آتش داغ جدائی سے مگر روشن کیا — کیا سبب جو کر رہا ہے اسطرح شیون چراغ

جل بے تاب حسن تاب عارض پر نور سے — کر یک شب تا یا ستے یاتہی گل گلشن چراغ

عہد پیری سے ہین سمجہا یا چاہئے ہان داغ عشق — صبح گل کرتے ہین اکثر وقت دم خفتن چراغ

داغ دل ہے تو اہی فرخ چہپاتا ہی عبث
کب نہان رہتا ہا نادان زیر پیراہن چراغ

دیکہنے فرقت کے صدمے تہا کہان اتنا دماغ — جان دیکر ہو گئی بلبل قید غم سے کیا فراغ

روئے جانان چہپ گیا کہلتے ہی زلفونکی گرہ — سامنے کالے کے ہان سچ ہی نہین جلتا چراغ

رنج و غم درد و الم رہتے ہین دل کو رات دن — غم غلط ہو جائے ساقی دے ہمین بہر کر ایاغ

داغ دل تہوڑے سے ہین سینہ مین ہمارے نہ کا گل — فرقت جانان مین بہاتی ہو کسیہان سیر باغ

رشک یا گل کے ہین مطالعہ مین گلستان بوستان — ہو گئی ہو گی خوشی سے روح سعدی باغ باغ

یار چشم مست آئی ہے کے محبوب سی کی — سامنے سے ساقیا جلدی اوٹہا میری ایاغ

غم نہین تاریکئ مرقد کا ہمکو بعد مرگ
داغ دل روشن رہینگے گور مین مثل چراغ

موت کے پیغام کا رہتا ہے دہڑکا رات دن
یہ تقاضا ہی جو دل چاہے تو ہو جائے فراغ

کثرت غم تل بہی دہرنے کو جگہہ باقی نہین
ہوگیا ہے سوز الفت سے یہ سینہ داغ داغ

کیا رقیب روسیہ کی قدر میری سامنے
کب ہما کے روبرو ہوتی ہے ایجان قدر زاغ

آگ سینہ مین دبی رہتی اپنی جائے دل
بسکہ سوز ہجر سے سینہ ہوا مثل اوجاغ

کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصحا
مفت مین بک بک کے بیہودہ نکر خالی دماغ

اے فلک کجرو تیری چالون سے کیا کیا پیش چشم
دیکھتے ہی دیکھتے لاکہون ہوئے گہر بیچراغ

آفتاب حشر کا موہنہ دم مین فق ہو جائیگا
ہم دکہا دینگے اگر محشر مین اپنے دلکو داغ

اپنے ہی مطلب کا فرخ ہمکو ہی مطلب مدام
سنتی کیا ناصح کی باتون کو نہین اتنا دماغ

تہی اپنے جانے دل کبہی نشو و نما سے داغ
اک آگ سی سلگتی ہے اب تو بجائے داغ

تاریکئ لحد کے لئے ہوگیا چراغ
ہولون گا مین حشر تلک ہی فدائے داغ

بہرکین کے اور مرہم کافور سے ہوا
جراح بالضرور میرے شعلہائے داغ

کیا موہنہ ہے اوسکے رخ سے کرے ہمسری کبہی
جبتک نہ ماہ چہرہ سے اپنے مٹائے داغ

جل جائے گا یقین ہے خورشید حشر بہی
روز جزا جو ہمنے ہی اپنے دکہائے داغ

پوشیدہ زیر داماں رہتا ہے کب چراغ
کن حکمتون سے سینہ مین ہمنے چہپائے داغ

دامن پہ چہینٹے خون کے گواہی ہے قتل کی
گو لاکہہ تمنے تیغ سے اپنے چہڑائے داغ

عریانی جنون نہین پروائے پیرہن
تن پر ہمارے خوب سجی ہے قبائے داغ

دلکو جلایا مفت مین فرخ ہزار حیف

الفت مین کچھ ہوا نہ میسر سواے داغ

ردیف فاء

ستم سے ظلم پر باندہی کمر حیف
نہین کافر خدا کا بہی خطر حیف

چلی جان انتظاری مین ہماری
جواب خط نہ لایا نامہ بر حیف

بجاے سیر گلشن ہاے اپنے
نصیبون مین ہے ہے داغ جگر حیف

فراق یار مین روتا ہون ہر دم
برابر ہین مجھے شام و سحر حیف

عبث جانبازیون مین جان کہوئی
پسند آیا نہ اونکو یہ ہنر حیف

دکہاتے غیر کو ہم بہی تماشا
نہین ہے آہ مین اپنے اثر حیف

شب فرقت ہون مہمان رات کی اشا
سحر سے اپنا دنیا سے سفر حیف

نہین یہان جان تک باقی بدن مین
نہین وہان غیر کو کچھ خبر حیف

حساب داغ دل مین ہم شب ہجر
رہے تارے ہی گنتے رات بہر حیف

ہوے نالون سے اپنے کوہ پانی
ہوا دل مین نہ تیرے کچھ اثر حیف

ستم کیا کیا سہے فرخ نے اوسپر
نہ رحم آیا تجھے بیداد گر حیف

اعلا تہا جوش جنون کہینچے ہے زندان کیطرف
جوش وحشت کا اشارہ ہے بیابان کیطرف

جس نے دیکہا اوسکی پیشانی پہ افشان کیطرف
پہر ہوا مائل نہ وہ سیر چراغان کیطرف

سر جہکا کر زلف ہندو کو کیا ہے بے ادب
پاؤن پہیلاے ہین کیا کافر نے قران کیطرف

زندگی سے دل اوٹہایا ایسا تجہب نے
تشنہ لب ہون پر نہ دیکہون آب حیوان کیطرف

ایتک پانی بہر گیا اسکے آگے شرم سے | چشم کم سے دیکھنا مت چشم گریان کیطرف
مستعد صف بستہ پہرا نہ بہر جگہ استادہ ہین | کس کا سینہ ہے جو دیکھے فوج مژگان کیطرف
دل مین حسرت زخم کہانے کی ہے کچھہ باقی ہنوز | تیر کشتہ کی نظر ہے تیغ بران کیطرف
داغ سینہ کے سوا مین سیر گلشن ہو مجھے | دل بہر آیا نہین سیر گلستان کیطرف
تو ہی خال و خط و ابرو بہلا اوس مین کہان | کیون نہ دیکھین چشم کم سے مہر تابان کیطرف
اے نمک پاش جراحت دے چھڑک یکبارگی | دیکھتا ہے زخم دل ظرف نمکدان کیطرف
رو بقبلہ ہو مون لے کر جو دفنایا مجھے | قبر مین پہر گیا مونہہ کوے جانان کیطرف
آج کل ہے تیرے دیوانہ کا یہہ کچھہ اضطراب | پانون پڑ کر لے گئے زنجیر زندان کیطرف
دیکھون کیا آمد فصل بہاری ہے قریب | ہاتہہ کیون جانے لگا اپنا گریبان کیطرف
کسقدر جانباز شوق قتل مین قاتل ترے | حسرتون سے دیکھتے ہین تیغ عریان کیطرف

بخشنا فتح کو تو اپنے خدای ذوالجلال
رحم پر اپنے نظر کرنا نہ عصیان کیطرف

ردیف قاف

جان کو امرض لا دوا ہے عشق | ہیچ جو پوچھو تو اک بلا ہے عشق
جور ہے ظلم ہے جفا ہے عشق | دشمن زندگی سدا ہے عشق
یاس و غم درد و رنج مین کیا کیا | کیا انہین سے بنا ہوا ہے عشق
جسکو کہتے ہین لوگ بن آئی | در حقیقت وہی قضا ہے عشق
سیکڑون خاک مین لائے ہین | گردش چشم فتنہ زا ہے عشق

دارِ فانی سے دارِ باقی کو
رہنمائی تو رہ نما ہے عشق

لیکے دل مانگتا ہے جان اپنی
کیا ہٹیلا کوئی گدا ہے عشق

ملتا ہے اس سے مدعا اصلی
بس حقیقت کا رہنما ہے عشق

تھا عدوئے حیات دل اپنا
دل کا دشمن میرے ہوا ہے عشق

جیتے جی وہ یہہ ساتھ جاتا ہے
بیوفا حسن با وفا ہے عشق

آنکا دل کہین جو آجائے
تب ہو معلوم تمکو کیا ہے عشق

بھاگتے ہین وہ نام عاشق سے
جانے اونکی بلا کہ کیا ہے عشق

جان جاتی ہے دل کے آنے سے
دوستو کیا بڑی بلا ہے عشق

فائدہ پند و وعظ سے ناصح
وجہِ غم اور بیان سوا ہے عشق

ناصحو دل کہین لگا دیکھو
جیسے کیا پوچھتے ہو کیا ہے عشق

کیونکہ مبتلاؤن شوخ ناداں کو
پوچھتا ہے وہ جیسے کیا ہے عشق

دین و دنیا کو بھولے ہم فرخ
جبسے اک بت سے ہو گیا ہے عشق

ردیف کافِ تازی

شبِ فرقت نہین چھوڑیگی سحر ہونے تک
دیکھئے جان بچے کیسی لب پہ ہونے تک

فائدہ شور و فغان سے دلِ نادان آخر
دم نکل جائیگا کافر کو خبر ہونے تک

کیون خفا ہوکہ ہون مہمان کوئی دم شبِ وصل
زندگی اپنی ہے ایجان گجر ہونے تک

جان کے لالے سرِ شام پڑے ہین افسوس
کون بچتا ہے شبِ ہجر سحر ہونے تک

کھینچکر دم کو ہی ساتھ اپنے لیے جاتی ہے
جینے دیگی نہ ہمین آہ اثر ہونے تک

خونِ دل لختِ جگر ہی کبھو ٹپکا تجھسے
بس مشیخت سے تیری ابر گہر ہونے تک

صاف کر شوق سے ہان خنجرِ خونخوار کے تئین
سر کو پیٹینگے ہم ٹکڑے جگر ہونے تک

خاک ہوجائینگے ہم پیسکے برنگِ سرمہ
نگہِ لطفِ صنم تیری ادہر ہونے تک

ناصحا ترکِ محبت کا تقاضا ہے عبث
دل تمنا لے کا میان جان سکے ضرر ہونے تک

بند کر اشکون کو آنکھون مین صدف کی مانند
قدرِ قطرہ نہین اسے چشم گہر ہونے تک

گردشِ چرخ سے فرخ نہین معلوم ہمین
اور کیا رنج ملین عمر بسر ہونے تک

انکار کب ہے آپ سے تاب و توان تلک
دل چیر کیا ہے نذر ہے ایجان جان تلک

پتھر نہین جگر میرا انسان ہی تو ہون
ہر روز کے ستم یہ میری جان کہان تلک

ذاتِ خدا صفت تیری نازک کمر کی ہے
ڈھونڈا ہے پر نہ پایا پتا لامکان تلک

آہون سے یا تو سر پہ اٹھاتے ہتے ہم زمین
یا نالہ ضعف سے نہین آتا زبان تلک

ماہی سے لیکے ماہ تلک غرقِ آب ہین
سیلابِ اشک پونچا کہان سے کہان تلک

بچھڑا ہون قافلہ سے ثوابِ عظیم ہے
پونچا دے کوئی بہرِ خدا کاروان تلک

تاناکہ قدر ہوگی میری امتحان کے بعد
لیکن امیدِ زیست کسے امتحان تلک

جب خون ہی نہ ہووے تو فصاد کیا کرے
نشتر تو جاچکا ہے میری استخوان تلک

وصفِ کمر مین باندہی گئے شاعرون سے ہم
عشقِ بتان مین ہو گئے لاغر میان تلک

لگ جائے آگ لائین زبان پہ جو گفتگو
سوزِ نہان بیان کرین اپنا کہان تلک

دارِ فنا سے سیکڑون فرخ گذر گئے

باقی نہیں کسیکا بھی نام و نشان تلک

عیش خلقت کا منغص رہے تا کب تک
شورِ فریاد و فغانِ اہلِ نالان کب تک

صحبت مصحف عارض سے تمہاری دیکھیں
زلف کا فتنہ نہیں ہوتی ہے مسلمان کب تک

دیکھئے گردش دوران کے ہاتھوں سے رہیں
یوں سراسیمہ و سرگشتہ و حیران کب تک

ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ موت آجائے
روز کے صدمے سہوں اے شبِ ہجران کب تک

دیجئے بوسہ نہیں دینا تو کیجے انکار
اے شہِ حسن یہ ہر روز کی ہوں ہاں کب تک

خط کے آنے پہ یہ بل تیرے نکل جائینگے
پیچ یوں کھائے گی تو زلفِ پریشان کب تک

انتظاری میں ترے آگیا دم آنکھوں میں
راہ دیکھیں تیری آنے کی میری جان کب تک

یہ تو بتلا دے کہ اغیار کے بہکانے سے
قتل پر میرے رہینگے ترے سامان کب تک

لب پہ لانا نہ خبردار تو فرخ شکوہ
جور سے اپنے نہ ہونگے وہ پشیمان کب تک

ہے خدا آپ کا پایا نہیں ہمرنگ اب تک
کسی محبوب کا دیکھا نہیں یہ ڈھنگ اب تک

جوہرِ حسن کی میزان میں تیرے غیرتِ حور
چڑھ گئے چرخ پہ لیکن نہیں پاسنگ اب تک

ضعف سے سانس ہی لینا ہوا مشکل ہمکو
منزلِ عشق ہے باقی کئی فرسنگ اب تک

بعد مردن بھی رہی شہرتِ وحشت اپنی
لڑکے برساتے ہیں مدفن پہ مرے سنگ اب تک

حالت رنجِ بیمار کی تیرے ظالم
تیری غفلت کا نہیں بدلا ہے کچھ ڈھنگ اب تک

سرکشی قد سے ترے سرو نے کی آخر کار
ہے گرفتارِ بلا باغ میں وہ لنگ اب تک

آ اگر آنا ہے او رشکِ مسیحا تجھکو
زندہ ہے فرخ سرگشتہ دلِ تنگ اب تک

ردیف کاف فارسی

جسطرح آہ پھونکی میری جان و تن مین آگ
خوش ہون اگر لگے یون ہی چرخ کہن مین آگ

کیا فایدہ ہے شور سے تاثیر گر نہ ہو
لگ جائے آہ و نالہ سے بلبل چمن مین آگ

میری طرف سے کیا کیا لگاتے ہین شوخ سے
پھر دیکھیو رقیبون کے یارب دہن مین آگ

ہم ضبط آہ رکھتے ہین اسے قیس اسلئے
ہے خوف لگ نہ جائے کہین پیرہن مین آگ

گر داغ دل دہکتا رہا یون ہی بعد مرگ
لگ جائیگی یقین ہے اپنے کفن مین آگ

اللہ رے سوز عشق کہ ققنس کیطرح سے
نالون سے لگ اوٹھے میری بیت الحزن مین آگ

ہے سوز دل عیان ترے مضمون گرم سے
فرخ غضب ہے تیرے تو شعر و سخن مین اگ

بلبل کو جسطرح سے ہے کہ ہو وے چمن سے لاگ
اسطرح ہمکو رہتی ہے اوس گلبدن سے لاگ

دیکھین تو کون ہوتا ہے دونو مین کامیاب
ہے آہ شعلہ بار کو چرخ کہن سے لاگ

ہم کرتے ہین سفید یہ کرتی ہے سیاہ
ہے شام ہجر کو میرے بیت الحزن سے لاگ

اک تار چھوڑتا نہین باقی بدن پہ کیا
ہے پنجہ جنون کو میرے پیرہن سے لاگ

ہم مر رہے ہین آپ شب غم کی فکر مین
کیا چاہیے فلک تجھے اس خستہ تن سے لاگ

جوش جنون جو بعد فنا بھی یون ہی رہا
ہاتھون کو اپنے ہو دیگی تار کفن سے لاگ

جاتا ہون مین جہان وہین ہوتا ہے اک ہجوم
لڑکون کو ہے ہماری یہ دیوانہ پن سے لاگ

کسکو پسند زیست ہے ایسی برائے نام
عنقا کو ہو گئی ہے تمہارے دہن سے لاگ

فرخ اک اور تازہ غزل کہہ کے لائینگے

ہو بہی ہولی ہے بس میں جن کے لال

ردیف لام مہملہ

کس سے کرون مین جا کے بیان ماجرائے دل
دشمن کو بہی نہ میری طرح سے ستائے دل

ایسا کیا ہے مین نے بتا اس نے دوستو
وہ ناچ ناچتا ہون جو مجہکو نچائے دل

لکہا ہوا یہی تہا میری سرنوشت مین
ناصح قصور میرا ہے کچہہ خطائے دل

اٹہکیلیون کی چال بت سنگدل نہ چل
قدمون تلے کسیکا تیری پس نجائے دل

معلوم ہو کہ لذت الفت ہے چیز کیا
میری طرح تمہارا کسی پر جو آئے دل

مت چہیڑ ہو تیری ہنسی سے ڈرتا ہون تہما
پہلو مین ایک پہوڑا ہے میرے بجائے دل

فرخ بتاؤ کیا ہوا کس نے چرا لیا
چہاتی پہ ہاتہہ رکہہ کے جو کہتے ہو ہائے دل

ناحق مجہے خراب کیا تو نے ہائے دل
خوش ہون جو اسکی تو بہی جزا خوب پائے دل

کہنا مرا نہ مانے تو پہر تجہکو کیا غرض
ہو جائے خاک یا کہ جہنم مین جائے دل

سچ ہے کسی کی آنچ مین پڑتا نہین کوئی
ہان خود یہہ میرے دل کی لگی کو بجہائے دل

پیاسا میرے لہو کا یہہ دشمن بخیل کا ہے
مدت سے دور ہووے یہہ حق ہی رضائے دل

تم کو تو کہیل ہے دل عاشق کا روندنا
سکتے کہان سے روز نیا کوئی لائے دل

سنتون مجہکا اپنا سر تن پہ بار ہے
خنجر کا وار کیجئے حاجت روائے دل

اے آہ شعلہ بار نہ جا چرخ کیطرف
بیچارہ بیقصور ہے سب ہے خطائے دل

کرتے نہین کسی پہ ترحم سوائے ظلم
پہر کس امید پہ کوئی تمسے لگائے دل

[illegible] جو ہے [illegible]
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

فریاد و زاری ہے ہر دم نوائے دل
آئینہ اور دیکھئے کیا رنگ لائے دل

آئینہ گر بنایا تو قابل نہین ہین ہم
ٹوٹا ہوا کسی کا سکندر بنائے دل

مین ہی نہین ہون کشتۂ انداز دلبری
بیٹھے ہین تمنے ناز سے لاکھون چرائے دل

سنگین دلون کے ظلم و ستم کب تلک سہون
پتھر ہی کاش پہلو مین ہوتا بجائے دل

داغون کا باغ ہو رہا ہے سینے کے متصل
سمجھے دل لگی ضرور تھی آخر بنائے دل

ہاتھون سے اسکے ناک مین دم آگیا مرا
دشمن بغل کا ہو گیا ہے اپنا ہائے دل

باقی رہی ہے وصل کی شب تھوڑی سی بچان
فرمائیے تو کہدون جو ہے مدعائے دل

شیفتہ ہو میرے حال پریشان کو دیکھکر
توبہ کرے کسی کا کسی پر نہ آئے دل

ہو خیال تمکو ہے یہ علی الدوام
آفت کوئی نہ جیسی اوٹھائی اوٹھائے دل

راضی ہین جیسے ہم ہی کہو پر رضائے دل
بیٹھے کا ڈھونڈھا ہمکو ہی لیکن بہانۂ دل

آکر وہ کار لفظون مین بیچارہ پھنس گیا
بخشو خدا کے واسطے صاحب [illegible] دل

اپنے ہی دل کا کہنا سمجھے ہو گیا عذاب
وہ بھی تو ہین جو رکھتے ہین لاکھون چرائے دل

کھویا گیا ہے دل کہین بتلاؤ تو ہمین
چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے جو تھے [illegible] دل

مدت سے اسکے ہاتھ کی تمکو نہین خبر
کیا لطف زندگی جو کسی پر نہ آئے دل

اس زندگی سے موت ہے بہتر [illegible]
مدت سے شب فراق کے کب تک اوٹھائے دل

کچھ آگئی ہے خیر [illegible] جان
کیجیے [illegible] علاج [illegible] بیٹھا جائے دل

ورنہ نہین ہے جان بہی جانے کے ابہی نشان

پہر تو یہ وہ لگے دیتے ہے فرخ کرینگے ہم
اسکے بلائے عشق سے خالق بچائے دل

ہر لحظہ تازہ ہوتا ہے کیون خطر ازل
کیا ہو گیا جو رہتا ہے یون بیقرار دل

کہونے ہین اکدل کے ملا لطف کسقدر
یارب بڑا مزا تہا جو ہوتے ہزار دل

جینے سے تنگ آگیا ہمدم کے درد سے
صدمے سے کہان تلک ہے بسمل و فگار دل

تو نے چہوڑا پایا اسکو بہی اے گردش فلک
باقی رہا تہا اپنا یہہ بہی غمگسار دل

نازِ بتان اوٹہانے کی طاقت نہین رہی
یہانتک تو ہو گیا ہے نحیف و نزار دل

ڈرتا ہون رنگ لائے نہ یہہ بعد مرگ کچہہ
مرقد سے میرے کہینچو علیحدہ مزار دل

یارب تیری خدائی مین بندہ ہے اور بہی
کیا میرے ہی نصیب کا تہا داغدار دل

یارب نکال عشق کے پہندے سے تو اسے
اپنے کئے سے آپ ہے اب شرمسار دل

دار فنا ہے اسکا نہین کچہہ بہی اعتبار
فرخ لگائیو نہ یہان زینہار دل

کسواسطے مچلتا ہے اتنا فتور دل
جینے سے تنگ کرتا ہے کیون بے شعور دل

رسوا کیا ذلیل کیا دربدر مجھے
پڑ جائے صبر تجہہ پہ ارے ناصبور دل

کیا کیا تہے حوصلے دلِ زار اشگاف کو
اے شیخ صبر تو نے مٹایا غرور دل

اکدل ہو بیکسی مین مجھے چہوڑ کر چلا
دو چار اور بہیجدے رب غفور دل

انکہین لڑی تہین اوس بت چاردنگاہ سے
بیچارہ مفت مارا گیا بے قصور دل

ز خف نہین ہے ناصحا تو واپیہ عشق سے
قابو کے ہو سکے ہین کوئی نادان حضور دل

فرخ یہ آہ سرد جو ہر بار ہے تو مدام
گم ہو گیا ہے پہلو سے تیرے غرور دل

عشق مین کچھ بھی نہین جان کا جانا مشکل
دل نہ خود رفتہ کا لیکن ہے پہر آنا مشکل

طفل اشک اپنے پہڑکتے ہین اگرچہ پانی
لیکن اس آتش دل کا ہے بجھانا مشکل

بات کے ساتھ نکلتا ہے دہوان سینہ سے
ہو گیا سوز دل زار چھپانا مشکل

کیا ہوا تو نے جو آئینہ کو توڑا جوڑا
ہے سکندر دل اشکستہ بنانا مشکل

شدت ضعف برا ہو تیرا طاقت نہ رہی
بات کا لب پہ ہوا ہے میری آنا مشکل

کوچہ زلف مین ہین پیچ اندہیرے کے سوا
دل گم گشتہ کا ہے کہوج لگانا مشکل

انخون سینہ خراشی وہ کہان ہے اب تو
کثرت غم سے ہوا سر بھی کہجانا مشکل

اعتبار آئے کا کسکو ہے جو کہاتے ہو قسم
جہوٹی قسمین تمہین ایجان نہین کہانا مشکل

حالت نزع کو کہنا ہی عشق آیا ہے اسے
ایسے بیدرد کو ہے حال سنانا مشکل

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین بوقت گریہ
آگ پانی مین ہے ہر چند لگانا مشکل

غیر کمبخت کو ہم پہلو جو بیٹھے دیکہا
ہو گیا شرم سے اوسکے ہمین آنا مشکل

جہوٹے وعدون پہ ترے دو نہین تسکین ممکن
ایسے دیوانہ کو ہے ہوش مین لانا مشکل

حسرتین کیا کیا ترے دل مین بہری تہین فرخ
ہو گیا تیرے جنازہ کا اوٹہانا مشکل

گل پہ ہستا ہے شراب خجل
او پسینے سے ہی گلاب خجل

اوسکے سایہ سے ماہتاب خجل
رخ روشن سے آفتاب خجل

ایتیرے مقابلہ ہے آج
نکرین ویت پہ آب خجل

دل میں وہ نار عشق ہے اپنے
جس سے دوزخ کا ہو عذاب خجل

دل تو ہے بیٹھے حضرت ناصح
پھر ہوئے ہم بہت خراب خجل

بیخودی میں فراغ سے کیا کیا
توبہ سے ہیں خراب خجل

ذرہ آنکھیں اوٹھا دو تو فرخ
دیکھئے بیٹھے ہوا جواب خجل

ردیف المیم

بسکہ فرط ناتوانی سے گئے ہیں ہار ہم
ہو گئے اب تو قضا تیرے گلے کے ہار ہم

گر قضا ہو وہ سے تو پائیں مشکلوں سے پار ہم
ناتوانی سے ہوتے اپنے نحیف و زار ہم

است قضا ہی فرقت جانان میں تیرا انتظار
دیکھتے ہیں موت دمبھر کو اوٹھا ہر بار ہم

تار بھی باقی نہ چھوڑا تو نے اے وحشت جنون
دل نہیں لگتا کریں کیا ہو گئے بیکار ہم

تشنہ لب ہوں پر نہ دیکھیں آب حیوان کی طرف
زندگی سے ہو گئے ہیں اسقدر بیزار ہم

سوئے ہیں سکھ نیند ایسے جان و دل کو بیچکر
ہو اگر شور قیامت بھی نہوں بیدار ہم

ہاتھ میں پتھر لئے پھرتے ہیں لڑکے ساتھ ساتھ
کس تجمل سے نکلتے ہیں سر بازار ہم

ہاں میں سچ ہے دل نہ دیتے ہم کبھی گر جانتے
پر کریں کیا وہ لگے ہاتھوں ہوگئے ناچار ہم

وہ عیادت کو نہ آئے سوچ رہتا ہی رہی
ہائے کس بیدرد پر فرخ ہوئے بیمار ہم

کیا کریں تو ہی بتا دے اے ستم ایجاد ہم
روز و شب کیونکر سہیں تیرے بھلا بیداد ہم

[illegible] ہمکو کریں اونکو نہ لائیں یاد ہم
طرفہ رسم عشق دل میں ہے کریں ایجاد ہم

دل نے قید زلف میں ہمکو پھنسایا تھا ولے
نقد جان دیکر ہوئے اس قید سے آزاد ہم

بیکسی میں اے غم فرقت نہ تجھسا چھوڑنا
کس سے بہلائینگے اپنی خاطر ناشاد ہم

اہل محشر محو ہو جائینگے اوسکو دیکھکر
سوچ ہے کس سے کرینگے حشر میں فریاد ہم

دام میں ہمکو پھنسایا طالع برگشتہ نے
کیا اسیری کا گلہ سمجھے کہیں صیاد ہم

آہ ہوتا ساکسیکا قفس میں آشیان سے یاد
جاکے کیا گلزار میں دیکھینگے شمشاد ہم

گر مکافات ستم کا ہو فلک ہمکو خیال
تیر نالہ میں اوڑا دینگے تیری بنیاد ہم

اک جست پر جاتی کو دل دیکھے فرخ منفعت میں
جا پہنچا رسوا ہوئے اور ہو گئی برباد ہم

ایذائے جگر اوس نے سہا بھی کبھی سر ہم
ذرات کی سوزش سے ہو گئی نفتہ جگر ہم

بال آنکی زلفون کے ہوا ہی سے ہوئے ہم
کیون سمجھے اناالحق کو ابھی ہو گئے بر ہم

بیرخانہ دل تنگ گرایا تو گرایا
اب دل میں کسی اور کے کر لینگے گہر ہم

دکھلا کے ہمین کرتے ہو تم حور پہ تلطف
کبتک سہین یہ ظلم ہین آخر تو بشر ہم

طوفان وہ برپا ہو کہ غرقاب ہو عالم
ارشاد کرین دیدۂ پر آب کو گر ہم

ایسے ہی اگر کیلئے تو ور سپنے آزار
نے اہل ستم میں نہیں ہوا صابر ہم

کیون ہے ہی ضد سے تجھے اوسکا فریبکیش
سب لطف کے قابل ہین نہین ایکا مگر ہم

سجدہ میں گنہ انکو وہان کون گنے گا
کچھ دل میں نہیں کہتے ہین محشر کا خطر ہم

اب کوئی سنائیگا بھلا کیا ہمین فرخ
پہلو میں نہ دل ہے تجھے ہین اپنے جگر ہم

والد نہ بتون کو چاہینگے ہم
کیون ہی ستم اوٹھائینگے ہم

دلدار نیا بنائینگے ہم
اب اور ہی روپ لائینگے ہم

جل جائے گا آفتاب محشر
گر داغ جگر دکھائینگے ہم

آیا کہین آپ کا اگر دل
کیا عشق ہے تب بتائینگے ہم

لائینگے نہ تیرا شکوہ لب پر
گر جان سے گزر ہی جائینگے ہم

غم مرینگا لاغری سے کہو یا
ڈھونڈیگی قضا نہ پائینگے ہم

بوسہ جو طلب کیا تو بولے
چھیڑو گے تو روٹھ جائینگے ہم

کیا جائیگا جانے سے تمہارا
یہان جان سے مفت جائینگے ہم

گر مے کو برا کہے گا زاہد
خوب اسکا مزا چکھائینگے ہم

دیوانہ ہے باولا ہے ناصح
باتون مین نہ اسکی آئینگے ہم

گر بچ گئی اب کے جان فرخ
پھر دل نہ کہین لگائینگے ہم

ابر تر کو کیا ہی شرماتے ہین ہم
آنکھ مین گر اشک بھر لاتے ہین ہم

آیا ہے اپنی عیادت کو وہ شوخ
آپ مین اب کب بھلا آتے ہین ہم

آجکل میدان ہے خالی ہجر مین
یاد وعدہ تجھکو دلواتے ہین ہم

یاد ہے تیرے دل شیدا کو ہم
اے صنم دن رات بہلاتے ہین ہم

کیا ہی سہلاتے ہین تلوے خار دشت
جوش وحشت مین جو بہک جاتے ہین ہم

یار کے کوچہ مین پھیل اے صبا
منتین کب سے تیری کہاتے ہین ہم

سیر کو جاتے ہو تم غیرون کے ساتھ
رشک سے یہان جان سے جاتے ہین ہم

کیا ملا جور و ستم تیرے سہین
دل کوئی پتھر کا بنواتے ہین ہم

...ہے ہین ہو چکا ہوا جو ہے | ...اب یار بیا اسے ہین

خوف سے گردون نہ جیسا کر خاک ہو | آہ بہی لب تک نہین لاتے ہین ہم

ہین سر مژگان جو اپنے طفل اشک | نیزہ بازی انکو سکہلاتے ہین ہم

اپنے اصل مشرب کا پوچھو نہ ڈہنگ | خون دل پیتے ہین غم کہاتے ہین ہم

چھوڑ کر تنہا نہ دم بہر کو گئی | بیکسی کو قدر بہاتے ہین ہم

زیست سے اپنی بہی کشتی کا سفر | بیٹھے بیٹھے ہی چلے جاتے ہین ہم

ہے غنیمت یہہ بہی اسے دور فلک | اونکے جان بازون مین کہلاتے ہین ہم

اوسکے مضمون کمر کے شوق مین | اب سوے ملک عدم جاتے ہین ہم

دل نہ کہوتا ہاتہہ سے فرصت نہین
تجہکو اسے کمبخت سمجہاتے ہین ہم

اب چھلا لوٹنا اشکون کو سکہلاینگے ہم | یاد رکہنا اسے پری اب پاؤ پہیلاینگے ہم

اسے غم فرقت خدا کے واسطے تنہا نہ چھوڑ | خاطر محزون کو کہین سے بہلاینگے ہم

محفل اغیار مین بیٹھے جو دیکہینگے تمہین | دیکہنا پہر روپ کیا کیا جان مین لاینگے ہم

کیا ہوا گر روٹھ کر جاتے ہین وہ جاوین دو دو | جذبہ دل سے انہین پہر کہینچکر لاینگے ہم

بیکسیان تو الفلک بہتا پہرے مثل حباب | ایکدو آنسو بہی گر آنکہون مین بہر لاینگے ہم

عشق کیا شئے ہے اگر پوچھینگے وہ ہمسے کبہی | قصۂ جان سوز اپنا کہہ کے بتلاینگے ہم

ہو اگر منظور پردہ تمکو چشم غیر سے | آنکہہ کے پردہ مین ایجان تمکو بٹہلاینگے ہم

پہر دیکہو تیغ کو اکبار گردن پر سے | اک تماشا لوٹنے کا تمکو دکہلاینگے ہم

آفتاب حشر کا مونہہ دم مین فق ہو جاییگا

گرمائین لب پہ آہ جگر شعلہ زن کو ہم
دم مین جلائین خاک مین چرخ کہن کو ہم

مدت سے تیرے کوچہ مین قاتل بشوق قتل
پھرتے ہین اپنے سر سے لپیٹے کفن کو ہم

سینہ مین داغہائے دل اپنے ہین رشک گل
کیا جائین سیر کے لئے نادان چمن کو ہم

اے موت آ کہین کہ یہ قصہ تمام ہو
کب تک سہین فراق کے رنج و محن کو ہم

ہرچند مثل خار ہوئے غم سے سوکھ کر
لیکن کھٹکتے ہین ابہی چرخ کہن کو ہم

بزم طرب مین ہمکو بلاؤ نہ مہربان
آزردہ دل کرینگے یونہی انجمن کو ہم

چاہ ذقن مین دل نے ڈبویا ہی تہا ہمین
لیکن پکڑ کے زلف کی سنبہلے رسن کو ہم

اپنے سوال بوسہ لب کے جواب مین
کن حسرتون سے تکتے ہین تیرے دہن کو ہم

بس بس نہ چھیڑ ناصحا تو ہمکو بار بار
دل دے چکے ہین اب تو کسی گلبدن کو ہم

سودے مین تیرے کاکل پرخم کے اے پری
زنجیر سمجھے زلف شکن در شکن کو ہم

فرخ بقول آپکے حسرت یہہ دل مین ہے
کس روز جا کے دیکھینگے اپنے وطن کو ہم

دیکھنا گر لائے لب پہ نالہ سوزان کو ہم
خاک کر دینگے جلا کر گنبد گردان کو ہم

روز کے جھگڑون سے بہتر ہے یہی اے دل کہ آج
دیکے جان آزاد ہو جائین شب ہجران کو ہم

جان نذر ناتوانی دل ہوا ہے نذر یار
سخت شرمندہ ہین کیا دین اب جانان کو ہم

ناصحا سود و زیان عشق سب سمجھے مگر
کسطرح سمجھائین اپنے اس دل نادان کو ہم

بار سر تن سے اوتارا کیا سبکدوشی ہوئی
دیتے ہین کیا کیا دعائین خنجر بران کو ہم

زندگی سے یہانتلک ہم عشق مین بیزار ہین
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھین چشمہ حیوان کو ہم

[illegible] سے پانی بہرے
[illegible] ہوا ہے پہ دیدۂ گریان کو

دشت وحشت دوڑتا ہے پہاڑ کہانے کو ہمین
ایسے جنون نے چل بسایا ہین خانۂ زندان کو ہم

زاہدا چل دیکہہ تو کیا کیا مقام کیف ہین
کسطرح جنت سے بدلین کوچۂ جانان کو ہم

خانۂ دل مین میرے آیا ہے مہمان انکا
اپنے سینہ سے نکالین کس طرح پیکان کو ہم

آفتاب حشر کا فرخ گمان ہو جائیگا
کہولکر دکہلائین گر داغ دل سوزان کو ہم

بلبلین کہتی ہین کہا کہا کے گلستان کی قسم
تجہسا گلرو نہین دیکہا گل خندان کی قسم

قامت یار سا بوٹا کوئی دیکہا تو سنے
سچ بتا قمری تجہے سرو گلستان کی قسم

زلف اس رو کے کتابی پہ تمہارے ایجان
واہ کیا سورۂ واللیل ہے قران کی قسم

نہ کبہی کہیچو کشش مین ہمارے سر کے
خنجر ناز تجہے ابروے جانان کی قسم

پیرہن مین نہ کوئی تار بہی رکہنا باقی
پنجۂ دست جنون تجہکو گریبان کی قسم

ایسا بیمثل طرحدار نہ دیکہا نہ سنا
ماہ تابان کی قسم یوسف کنعان کی قسم

دیکہہ تو چلکے کسی روز تو میخانہ ہمین
زاہدا لذت بادہ تجہے ایمان کی قسم

سخت دل ہے کبہی عمر تلک بہی سمجہے
ابر تر کہنا تجہے دیدۂ گریان کی قسم

دل کہان کہو یا بتا دہی یہہ خدا را ہمکو
تجہکو فرخ ہے تیری ہی دل نالان کی قسم

رشک و اندوہ و الم حسرت و ارمان تمام
آج کل خانۂ دل مین ہین یہہ مہمان تمام

قتل لا یقتل و نزاکت پڑہی ہے قاتل
دیکہئے کسکے ہو گردن پہ یہہ گردان تمام

اللہ اللہ رے اقبال ترا وحشت دل
ہو گئے زیر نگین کوہ و بیابان تمام

ابرو و [illegible] ہین تیرے [illegible] | [illegible] دل ہی مین [illegible]

ابرو و گیسو و مژگان و نگاہ خونخوار | در پے جان ہین ترے یہہ دلِ ناداں تمام

بھول کر اپنا سبق یاد سدا کرتے ہین | مصحفِ رخ کو ترے طفلِ دبستان تمام

پارۂ خنجر ہے سرمہ نہین آنکھون مین ڈلا | ہو چکے قتل کے ابتو ترے سامان تمام

تار ہی باقی نہین ہو گئے بیکار سے ہم | پھٹ چکے دستِ جنون جیب و گریبان تمام

کرین آزاد اگر زلف کی زنجیر سے آپ | سر پہ دیوانے اوٹھالین ابھی زندان تمام

سرکشی کی ترے قامت نے زمین مین گاڑا | کیسے سیدھے ہوئے اب سروِ گلستان تمام

نہ ہنسو دیکھ کے فرخ کی شکستہ حالی
ایک ہی طرز کے ہوتے نہین انسان تمام

ردیف نون

سرمہ آنکھون بیچ کچھ ہم پہ جفا ہوتے ہین | ہے یہہ تقصیر کہ کیون تم پہ فدا ہوتے ہین

خاطرِ ناز کا خوبان سے عذر کرتے ہین | ورنہ نالہ تو تجھے یون کے بلا ہوتے ہین

کس رعونت سے کہا ہنس کے جو مانگا بوسہ | لیے در پہ ترے لاکھون ہی گدا ہوتے ہین

دل دیا جان بھی لو عذر ہے کسکو صاحب | کون سی بات ہے کیون آپ خفا ہوتے ہین

غیر سے پیار کرین ہم سے گلے ہین والین | ہاتھ گردن پہ مرے اونکے صفا ہوتے ہین

ہجرِ جانان سے بہ تنگ اسکے یہہ قولِ روح ہے | قالبِ خاکی سے تو ہم ہی جدا ہوتے ہین

یہہ نہین ہو جو پھرو قول سے اپنے سو بار | کب پھرین عہد سے جو اہلِ وفا ہوتے ہین

کچھ نہین خوفِ خدا کرتے ہین جو چاہتے ہین | اپنے وقتون کے یہہ بت آپ خدا ہوتے ہین

ناخنون پا ہین صنم کے یہہ فلک پر ایہ ل | ناخنون کے جو انگشت نما ہوتے ہین
طفل اشک اپنے یہہ ابتر ہین مچلتے ہین جب | جتنا روکو انہین اوتنے ہی سوا ہوتے ہین
تہامنا انکو اسے چرخ نہ اوڑ جائین دہوین | نالہ ابتو دل محزون کے رسا ہوتے ہین
کیا قصور انکا ہے اپنے نصیبون کا لکہا | غیر پر لطف و کرم ہمپہ جفا ہوتے ہین

دل ہوا جاتا ہے خون سنکے یہہ مصراع فرخ
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین

لگا روگ کیسا خدایا ہمین | کہ جینے سے مرنا ہی بہایا ہمین
پڑے صبر اس دل پہ ارمان کا | رقیبون نے اوس سے چہڑایا ہمین
خبر ہو اگر رشک عیسے ہو جانے | تپ غم نے دیکہو جلایا ہمین
یہہ ہی سے دعا تمسے سبہے خدا | بتو تمنے ناحق ستایا ہمین
کسیطرح سے دل بہلتا نہین | یہہ کیا ہوگیا ہے خدایا ہمین
نہین تاب اوٹہنے کی اب ضعف سے | اوٹہا لیجیو تو خدایا ہمین
عدم سے یہان آکے دیکہا تجہین | کہان سے کہان شوق لایا ہمین
یہہ تعظیم کانٹون نے صحرا مین کی | کہ دو دو قدم پر بٹہایا ہمین
کسی کی خطا کیا کہ یون خاک مین | ہمارے ہی دل نے ملایا ہمین
شب غم جو جاگے تو وقت سحر | لحد نے بغل مین سولایا ہمین
گیا نخل دل سے نہ گردون کبہی ہاتہ | ہوئے پر زمین مین دبایا ہمین
جہان جاؤن لڑکون کا ہے اک ہجوم | بتون نے تماشا بنایا ہمین

زمانہ مین الفت ہے فرخ کہان

سمجھتے ہین اپنے پرایا ہمین

جو نالہ ہجر مین تیرے ہے دل افگار کرتے ہین
تہ و بالا زمین و آسمان یکبار کرتے ہین

جو ہین حضرت سے عیسے نہین ممکن شفا اپنی
علاج ضعف دل مین سعی کیون غمخوار کرتے ہین

نہین معلوم کیا شش و پنج ہے اک بوسہ لب پر
کبھی اقرار کرتے ہین کبھی انکار کرتے ہین

خدا حافظ لگاتے ہین وہ سرمہ آج آنکھون مین
مبارک اے اجل پھر تیز وہ تلوار کرتے ہین

فلک سے کار بیداد ہی نگاہ ناز نے چھینا
قضا و موت کو غمزہ تیرے بیکار کرتے ہین

صدائے ناز سے کہتی ہین گھونگرو اوسکی یون اہل
قیامت سے جو غافل ہین اونہین ہشیار کرتے ہین

نہین ہے کچھ شکایت آسمان کی اور نہ قسمت کی
وہی ہوتا ہے جو فرخ تیری کرتار کرتے ہین

بتون کو ظلم و ستم سے کچھ انفعال نہین
خدا ہی جانے کہ کیون خوف ذوالجلال نہین

لپیٹا خط کا جتاتا ہے آپ شوق وصال
ہماری غرض کو کچھ حاجت سوال نہین

مین خوب جانتا ہون ناصحا جو کہتا ہے
پہ کیا کرون کہ مجھے دل سے کچھ مجال نہین

تمہین نہین ہو جو اترا کے روٹھ جاتے ہو
بلا سے اون حسینون کا ہی تو کال نہین

زبان حال سے کہتا ہے ماہ نو ہر دم
نہین کمال جسے آخرش زوال نہین

حرام توبہ کہ ہم جانتے ہین او زاہد
سوائے بادہ یہان کوئی شئے حلال نہین

ہمیشہ کنگھی و چوٹی مین اولجھے رہتے ہو
تڑپ تڑپ کوئی مرتا ہے کچھ خیال نہین

وہ قتل کرکے مجھے کہتے ہین بصد تمکین
جو جان عشق مین جائے تو کچھ کمال نہین

دکھا دکھا کے جو غیرون پہ لطف کرتے ہو
ہمین خدا کی قسم اسکا ہی ملال نہین

تمہین غرور ہو کیونکہ حسن پر اپنے
کہ اور تمسا کوئی صاحب جمال نہین

جو پوچھا فرخ بیمار سے مسیحا نے
ہے آس جینے کی کچھ بولا وہ ٹال نہین

عندلیب زار سن کیا فائدہ فریاد مین
رحم آتا ہے کہین نادان دل صیاد مین

رات ساری ہی مین کٹی اور دن کٹا فریاد مین
حال اپنا کیا ہوا ہے ہاے اوسکی یاد مین

اوسپہ انسان شیفتہ ہین اوسپہ شیدا حور
فرق یہ ہے قامت جانان اور شمشاد مین

یون دم رخصت دیا مجھکو دلاسا شوخ نے
مونہہ سے نکلے ہی پڑے رہنا ہماری یاد مین

ابر گریان اوس سے چھپتی ہے جھجک دیکھنا
چشم تر کی بحر ہین در پردہ سب امداد مین

حسن گندم گون پہ مرنا واعظا کیا عیب ہے
کیا نہین ہین حضرت آدم کی ہم اولاد مین

اے اجل تھوڑی سی مہلت اور دینی چاہیے
دیکھنے کی اوسکے حسرت ہے دل ناشاد مین

چرخ گردون کانپتا ہے اوسکے جور و ظلم سے
واہ کیا نام خدا یکتا ہین وہ بیداد مین

کب ستارے ہین فلک پر میری آہ گرم سے
لاکھون رخنے پڑ گئے ہین چرخ کے بنیاد مین

دیکھکر نقش رخ جانان کا محو ہو گئے
تاب کیا تھی کھینچنے کی مانی و بہزاد مین

اوس لب شیرین کے بوسے سے ہوئے لب اپنے بند
کب حلاوت اسقدر ہو کوزہ قناد مین

ترک الفت کے سوا اے حضرت ناصح مجھے
کچھ نہین ہے عذر تعمیل آپکے ارشاد مین

دل سمجھتے تھے جسے اوسکی اٹھی دھوم تھی
جسکو چیرا خون نکلے دو اک قطرے تھے تعداد مین

تمنے دامن سے جو دھویا خون کا دھبا کیا ہوا
خون عاشق لگ رہا ہے خنجر فولاد مین

مجھکو کہتا تھا یہ مجنون گرچہ ہون ظاہر مین دور
لیک دل سے ہون مین حاضر خدمت استاد مین

ہم تو آپ ہی مر رہے سہتے یہ کچھ جور و ظلم
ہاتھ کیا آئیگا ظالم اسقدر بیداد مین

اوسنے کی خارا شگافی پھوڑتا ہون سر کو مین
فرق کیا باقی رہا ہے مجھ مین اور فرہاد مین

دام کاکل سے اوسجہنا روز کا اچہا نہیں ‏ ‏ ‏ دل پہنسیگا اک نہ اک دن پنجۂ صیاد مین

دینگے ہم فرخ دوہائی یون خدا کے سامنے
چین اکدن بہی نہ پایا عالم ایجاد مین

ہے اضطراب جو کہ دل بیقرار مین ‏ ‏ ‏ سیماب و شعلہ مین ہی نہ برق و شرار مین

مجبور ہے نہ دل ہے نہ جان اختیار مین ‏ ‏ ‏ اچہا ہے موت آئے اگر ہجر یار مین

اے موت تو ہی آ کہ کہین دلکو ہو قرار ‏ ‏ ‏ پتہرا گئی ہین آنکہہ شب انتظار مین

بیٹہے ہین سیاہ پہ پستان یار پر ‏ ‏ ‏ پیوند فالسہ کو کیا ہے انار مین

اب فایدہ ستانے سے ظالم ہی کیا تجہے ‏ ‏ ‏ باقی نہین ہے جان تلک جسم زار مین

کیونکر اوٹہیگا اپنا جنازہ پس فنا ‏ ‏ ‏ حسرت بہری ہوئی ہین دل بیقرار مین

اوٹہی گہٹا ہے دہوم سے ساقی شراب لا ‏ ‏ ‏ بادہ کشی کا لطف ہے ابر بہار مین

کہتے ہین ایکبار پہ لاکہون ہی دل وہان ‏ ‏ ‏ یہہ داغدار دل ہے بہلا کس شمار مین

اتنا کوئی بتا دے کہ تدبیر کیا کرون ‏ ‏ ‏ جب دل کسیطرح سے نہ ہو اختیار مین

ہمکو یقین ہے یہہ دل مضطر ہی بعد مرگ ‏ ‏ ‏ رہنے نہ دیگا چین سے کنج مزار مین

مضمون لاغری ہین کہ پونہچے ہین گاہ ہو ‏ ‏ ‏ باد صبا کے ساتہہ مین ہم کوی یار مین

دل لیکے بیوفا نے دغا کی ہے روز حشر ‏ ‏ ‏ کہہ دینگے ہم پکار کے سو مین ہزار مین

فرخ اگر عقیل ہے ہرگز نہ سمجہیو
دل بستگی تو ہستی ناپایدار مین

بیمار عشق ہوتے ہین جینگے بہلا کہین ‏ ‏ ‏ اوس درد جان گزا کی نہین ہے دوا کہین

آئے قضا تو جسکے سبب صدمون سے ہو نجات ‏ ‏ ‏ جلدی یہہ قصہ فیصلہ ہووے خدا کہین

باتین ہین پیچ پیچ حضرت ناصح کی جناب
معلوم ہوگا آپکو گر دل دیا کہین

غفلت شعار سے مری کہنا یہہ نامہ بر
چلکر خبر شتاب سے بہر خدا کہین

ق

حالت بدل گئی ترے بیمار عشق کی
ساقط ہے نبض دم کا نہین ہے پتا کہین

ہین غیر نامراد سدا افسانہ المرام
ہو مستجاب اپنی بھی یارب دعا کہین

ہون ناتوان مین ضعف سے مانند برگ کاہ
لیجاے کاش کوچہ مین تیرے صبا کہین

دو چار دن کے حسن پہ اتنا غرور ہی
اے گل بہار رہتی نہین ہے سدا کہین

اس کجروی کی چال نہ چل ہے اے فلک
ڈرتا ہے اولٹ کے رکہدے نہ آسما کہین

اس عشق کے نہ لے ہر اک جا پہ ونگ مین
آفت کہین غضب کہین قہر خدا کہین

دل دیدیا ہے تو نے بت شوخ وشنگ کو
فرخ نہ تیری جان پر آے بلا کہین

کیا جانے کیا لکہا تہا اوسے اضطراب مین
قاصد کی نعش آئی ہے خط کے جواب مین

بہر کر شراب جام مین دکہلا دیا ہے کیا
ساقی نے آفتاب ہمین ماہتاب مین

ممکن شمار انجم گردون سے چارہ گر
لیکن نہ داغ دل ہین مرے آئین حساب مین

کیون بال خورہ کا ہے خط یار مین گمان
کہتے ہین ہم کہ کیڑا لگا ہے کتاب مین

اک روز دیکہہ تو سہی لطف اسکا زاہدا
کیا موجتی ہے دور کی کیف شراب مین

ہے ضبط گریہ اپنا بہی اک صنعت عجیب
دریا کو ہمنے بند کیا ہے حباب مین

ناصح خدا کے واسطے مت چہیڑ تو ہمین
ہم مبتلا ہین اپنے ہی حال خراب مین

اوٹہی خرام ناز مین [illegible] لگ گئی تہی آنکہہ
دیکہا کہین ہے شور قیامت ہی خواب مین

پیدا کیا ہے [illegible] تنگ [illegible]
خورشید ڈوبے شرم سے اک چاہ آب مین

جیسے دیا ہے دل بتِ ناداں کو ہمنے آہ
ہے مبتلائے آفت دل جان عذاب مین

پیاسا ہون آبِ تیغ سے سیراب کیجئے
اتنی ہی دیر کیا ہے میان کارِ ثواب مین

واعظ عجب ہے کیا جو دیا ہمنے دل کہین
باتین ہوا ہی کرتی ہین ایسی شباب مین

فرخ شبِ فراق کے صدمہ نہ مین ہون
ہر صبح یہہ دعا ہے خدا کی جناب مین

بس ستا اب نہ دم چند کا مہمان ہون مین
اور دو چار گہڑی کا شبِ ہجران ہون مین

ہر بنِ مو سے نکلتے ہین شرارہ کیا کیا
سوزِ الفت سے ترے سرو چراغان ہون مین

ترک ہوتا ہے کہین کوچہ جانان ہمسے
واعظا تجھسے زیادہ کہین نادان ہون مین

ضبط گریہ نہین طوفان ہے نہان آنکہون مین
ابر تہ غرق جہان ہووے جو گریان ہون مین

پیچہ ہوتا ہے کسطرح بچایا مجھکو
ناتوانی تیرا پہر کیون نہ ثنا خوان ہون مین

دشمن زیست نہین اور قضا ہین دونون
تسپہ زندہ ہون عجب طرح کا انسان ہون مین

کسطرح دور ہو یہہ درد دل اپنا یا رب
دل زلف دادہ ندیدہ رخِ جانان ہون مین

مار رکہا ہے سرِ راہ شتا سے اوتار اتونے
کیا ہی مشکور تیرا خنجر برّان ہون مین

مجنون کیا ہی فراغت تہی علایق سے مجھے
جی مین آتا ہے کہ پہر راہی زندان ہون مین

عشق مین سونپا ہے خالق نے یہہ اقبال مجھے
مالکِ مملکتِ کوہ و بیابان ہون مین

خاک ہے دوش صبا پر مری اے رشک پری
مر کے الفت مین ترے رشک سلیمان ہون مین

ورد کرتا ہون ترے مصحفِ رخسار کو روز
گرچہ نا خواندہ ہون پر حافظِ قران ہون مین

غیر کو قبلہ کر بتِ کافر میرے
رشک سے مجھکو جلاتا ہے مسلمان ہون مین

خون سفید ہو گئے ابناے زمان کے فرخ

حالتِ دہر سے انگشت بدندان ہوئین

میری مرقد پہ جب وہ آتے ہین
جائے گل تیوریان چڑہاتے ہین

کس قدر ہین شہیدِ طفلِ سرشک
آگ پانی مین یہہ لگاتے ہین

نہین معلوم یہہ ستم پیشہ
اور جلتون کو کیون جلاتے ہین

کیون ہی رنجِ ہجر سے ہردم
ہاتھہ ہم زیست سے اوٹہاتے ہین

جوشِ وحشت مین خارِ دشت مجھے
پاؤن پڑپڑ کے کیون بٹھاتے ہین

طلبِ بوسہ کے جواب مین وہ
تیغ ابرو سے مجھے دکھاتے ہین

ق
جھوٹے ہین وعدے سب دلِ نادان
چٹکیون مین تجھے اوڑاتے ہین

نہ کبھی کیجیو اعتبار اون کا
وعدہ کرکے وہ بھول جاتے ہین

یہہ ہی چرچے نامِ رخصت سے
ہر گھڑی مجھکو وہ رلاتے ہین

کارِ جلاد کرتے ہین گل رو
تیغ ابرو سے سر اوڑاتے ہین

ق
جب وہ جاتے ہین سیرِ گلشن کو
اک نہ اک تازہ گل کھلاتے ہین

قمریان سرو سے بگڑتی ہین
گل و بلبل کو وہ لڑاتے ہین

دل نہ مانے گا صنعتِ ناصح
آپ کیون مفت سر پھراتے ہین

آتشِ ہجر کم نہین واعظ
ذکر دوزخ کسے سناتے ہین

کوئے جانان کو جاتے ہین فرخ
ہم ہی اب قسمت آزماتے ہین

گر کبھی آہ لب پہ لاتے ہین
ہم زمین آسمان ہلاتے ہین

لکھہ کے ہم خطِ شوقِ وصل اوسے
اپنی قسمت کو آزماتے ہین

شب فرقت مین انجم گردون
آنکھ کیا کیا مجھے دکھاتے ہین

ہر قدم پر خرام ناز سے وہ
فتنۂ خفتہ کو جگاتے ہین

ایسے ناوان نہین ہین اے ناصح
تیری باتون مین ہم کب آتے ہین

جب نہ ملتا ہے بیکسی مین کوئی
موت کو ہم گلے لگاتے ہین

قصد جان نامہ بر ہے کھیل اوسکا
پر کبوتر کے وہ اوڑاتے ہین

جان دینگے ہاونہ غیرون سے
ہم جو کہتے ہین کر دکھاتے ہین

کسنے مارا کہ اپنے طفل سرشک
سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین

خیر تو دیکھو جب مین روتا ہون
گدگدی کرکے وہ ہنساتے ہین

آسمان و زمین سے مجھے فرخ
کسلئے خاک مین ملاتے ہین

حد سے زیادہ بڑھ چلی ہے بیقراری ان دنون
یاد رہتی ہے بہت جانی تمہاری ان دنون

رشک و حسرت یاس و حرمان رنج و فرقت درد و غم
سب کرم کرتے ہین ہم پر باری باری ان دنون

ضعف سے بستر پہ کروٹ بھی بدل سکتا نہین
ہے تپ غم سے بری حالت ہماری ان دنون

بیطرح رہتی ہے دلکو آہ و زاری ان دنون
سوزش دل کر رہی ہے غمگساری ان دنون

اب اگر آئے اجل مرہون منت ہون تیرے
زندگی ہم پر ہوئی ہے اپنی بھاری ان دنون

توبہ سے زاہد افضل ہماری ہین کہان
[illegible] ان دنون

خوف ہے ہر دم یہی طوفان نہ آجائے کہین
دیدۂ تر کو ہے شغل اشکباری ان دنون

سورۂ اخلاص گل پڑھتا ہے بلبل کے لئے
باغ کو جاتی ہے کیا اونکی سواری ان دنون

رنج فرقت نے گھلایا یہہ سارا جسم زار
شکل [illegible] ان دنون

حضرت فرخ بتاؤ تو تمہین کیا ہو گیا
اشک کیون تھمتے نہین ہین یون آنکھون سے جاری خون

سانس لینے کی بھی طاقت دل رنجور نہین
اسطرح جینا تو اب ہمکو بھی منظور نہین

اے فلک تو ہی بتا سنگ ستم سے تیرے
کونسا شیشۂ دل ایسا ہے جو چور نہین

بوسۂ لب ہی اگر دو تو گوارا ہو ستم
مفت مین ناز اوٹھاؤن کوئی مزدور نہین

کچھ وہی کرتا ہے کیا کیا یہہ ستمگر ہے
لے خبر آہ جگر چرخ بہت دور نہین

صبح اور شام مین یہہ پیار سے ہوتا ہی ملاپ
دونو زلفون مین یہہ اوسکا رخ پرنور نہین

قیس و فرہاد کے قصہ سے سوا چرچا ہے
کون سی جا پہ فسانہ میرا مشہور نہین

ہان نکلتی ہی نہین ہے کبھی منہ سے تیرے
کس سے سیکھی ہے یہہ تو نے بتا مغرور نہین

عرض کی بیٹھے تڑپتا ہون ذرہ دیکھہ تو لو
بولے کیا خوب یہہ خوش اپنا یہہ دستور نہین

قابل عفو نہین ہون مین اگرچہ فرخ
بخشش سے اپنی کرم وہ تو کچھ دور نہین

محو ایسا کسی کا ہو رہا ہون
معلوم نہین کہان مین گیا ہون

اوس گل سے جو ان دنون جدا ہون
بیگانہ ہر ایک سے ہوا ہون

دعوی ہے خدائی کا بتون کو
مین شان خدا کو دیکھتا ہون

ہے ناصحا جان عزیز سب کو
وہ جان ہے کیون آہ نہ چاہون

الجھی ہین دم مین چرخ افلاک
سینہ سے جو آہ کھینچتا ہون

آ جلد کہ جان لب پہ آئی
اس زیست کو کب تلک نباہا ہون

کب تک کرون انتظار تیرا
اب راہ عدم کو دیکھتا ہون

کہتا ہے یہ مگر کے چشم سے تر کہا | کیا خاک مین ملنے کو بنا ہون

فرخ

کہتا نہین کچھ بھی ہے جب
مین جینے سے اپنے کیون خفا ہون

دل وہین لے کے وعدہ دیا کرتے ہین | رنج ہم ہول لیا کرتے ہین

وعدۂ وصل پہ جیتا ہون الہی | دم وہ جھوٹے ہی دیا کرتے ہین

انجم چرخ مرے دانتون کی | راتون تقلید کیا کرتے ہین

سخت دل کیا ہین قاتل ہم | خون دل اپنا پیا کرتے ہین

بیٹھ کر یاد جنون آگر ایدل | پیتا صدا جور کیا کرتے ہین

کیا لیا اسکا سے جینے ناصح | کیون خفا آپ رہا کرتے ہین

فرخ

خاک جینا ہے ہمارا
تم ہی کہتے ہو جیا کرتے ہین

مالک ہین آپ جور کرین یا جفا کرین | کیا ہے کون ہم جو کسی سے گلا کرین

لیکر جواب نامہ نہ آیا ہے یا مسیر | اب انتظار آمد پیک قضا کرین

شکِ علاج میرا عبث کرتے ہین طبیب | کیا درد مرض کی اپنے وہ پہلے دوا کرین

ہر چند دم لبون پہ ہے لیکن جو آئین آپ | ہم اور دم کے ساتھ کوئی دم وفا کرین

آئینہ مین جو کاکل پرخم کو دیکھ لو | اپنی طرح سے آپ پریشان رہا کرین

کج بحثیان ہین حضرت ناصح نہین ہین خوب | ناحق نہ آپ مجھ سے ہی بحثین کیا کرین

بندہ ہون اونکا جو کہ محبت پرست ہین | کیا کام لاکھ صاحب دولت ہوا کرین

غیرون کے خط کا بھیجتے ہو تم جواب شوق | اور یون ہمارے نامہ کے پرزہ اوڑا کرین

الفت مین ان بتون کے گنوائی تمام عمر
آ فرخ اب تو بیٹھ کے یاد خدا کرین

مہربان تم پہ دل و جان جو فدا کرتے ہین
تم ہی فرماؤ کہ کیا ہم یہ برا کرتے ہین

کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصح
ہنس کے سیکڑون اس طرح سے بکا کرتے

ہے بجا آپکا فرمانا و لیکن حضرت
ابتدا سے کہین بگڑے بہی بنا کرتے ہین

سر کے کٹوانے کو راضی ہین تیری سر کی قسم
ہم بہی لے حق محبت کو ادا کرتے ہین

جبکہ کرتے ہین علم تیغ دو دم ناز سے وہ
زخم اوچہے میرے بے طرح ہنسا کرتے

چاک کا فکر لگا رہتا ہے اے دست جنون
ہم گریبان سدا اپنا سیا کرتے ہین

ہو نہ مغرور کہ ہون صاحب دیوان فرخ
جو ثمرور ہون انکو ہی نخل جہکا کرتے ہین

یار صورت اپنی دکھلاتا نہین
ہمسے بن دیکھے رہا جاتا نہین

تلخ جینا دل نے اپنا کر دیا
کیون یہہ ہمکو نکل جاتا نہین

تم کہین اور ہم کہین اے جان جان
اسطرح جینا ہمین بہاتا نہین

کاغذ نامہ ہوا آتش زدہ
سوز دل اپنا لکہا جاتا نہین

تنگ ہون ایسے ہی سے بار ہا
لیک بن آئی مرا جاتا نہین

مجکو ہی سمجہاتے ہین سب ناصحا
فتنہ گر کو کوئی سمجہاتا نہین

رو برو اوس رخ کے خورشید فلک
بیحیا کتنا ہے شرماتا نہین

رو دئے ہین دشمن میری حالت کو دیکہ
رحم اوسکو پر تجہے آتا نہین

کبتلک کہینچین یہہ رنج انتظار
سو سہی ہے آج یار آتا نہین

پل ہے سو ہجر تیری گریبان
ہم کو آنکہون مین اشک آتا نہین

ردیا غیر دن ٹپا وگے تو کیا
ایسی باتون سے مین گہبراتا نہین

عشق مین کیا کیا اوٹہائی ذلتین
پر دل کمبخت باز آتا نہین

کیا بنی فرخ تیرے دلپر بتا
ایکدم جو تجہکو چین آتا نہین

ہم اونکی واسطے سب کچھہ لٹا کے بیٹھے ہین
جو ہمسے آج تلک مونہہ چھپا کے بیٹھے ہین

فلک پہ انہ بہت تہک ہکا کے بیٹھے ہین
طرح طرح کی مصیبت اوٹہا کے بیٹھے ہین

نہ کیونکہ درد اوٹھے آہ میری پہلو مین
رقیب یار کا پہلو دبا کے بیٹھے ہین

ہزار شکر مبارک ہو اسے اجل تجہکو
وہ میری قتل کا بیڑا اوٹہا کے بیٹھے ہین

قرار و صبر و شکیب و دل اوسکی الفت مین
ہم اپنے ہاتھون سے سب کچھہ لٹا کے بیٹھے ہین

بس اب خدا کے لئے تنگ کر نہ وحشتِ دل
بہت سی دشت کی ہم خاک اوڑا کے بیٹھے

اوٹھینگے خاک ہی ہوکر بسانِ نقشِ قدم
گلی مین ہم تیری بستر جما کے بیٹھے ہین

الٰہی موت لکھی ہے نصیب مین کہ نہین
ہم انتظار مین کب سے قضا کے بیٹھے ہین

چرایا گر نہین تمنے ہمارا القصہ دل
تو آپ کس لئے آنکہین چورا کے بیٹھے ہین

کہڑے سے جو کہین روئے ہجر یار مین ہم
تو ہم بہت سے گہرون کو بہا کے بیٹھے ہین

دل و جگر کو تو رو بیٹھے عشق مین اوسکے
بچی ہے جان سو اوسکو بچا کے بیٹھے ہین

اوٹھائے دیکھین تو طوفان وہ کہ دیدۂ تر
یہ شرط ابر سے ہم بہی لگا کے بیٹھے

قسم خدا کی پیاسے ہین سب لہو کے میرے
جو پاس اوس صنمِ پرجفا کے بیٹھے ہین

امیدِ زیست کسے ہے شبِ فراق کہ ہم
بلا کے سامنے مونہہ مین قضا کے بیٹھے ہین

یہہ ہی مآل تہا آغازِ عشق کا فرخ
جو آپ جینے سے اب ہاتہ اوٹہا کے بیٹھے ہین

جس طرف چشم تر گیا ہون مین
سوکہے ڈہیرون کو بہر گیا ہون مین

کوئے قاتل مین گر گیا ہون مین
اپنے سر سے گزر گیا ہون مین

جان دیدی تیری نہ آنے سے
دیکہہ بن آئی مر گیا ہون مین

تیری فرقت مین داغ دل کی قسم
سیر گلشن کو کر گیا ہون مین

جلد آ کہین وہ رشک مسیح
زندگی سے گزر گیا ہون مین

نہ ملا بار ہا بہ ملکِ عدم
پٹے وصفا کر گیا ہون مین

بیخبر جلد میری اے شب وصل
شام فرقت سے ڈر گیا ہون مین

ہاتہ اوٹہایا جو عشقبازی سے
کیا بگڑ کے سنور گیا ہون مین

ختم عشق تہا مین اے فرخ
نام دنیا مین کر گیا ہون مین

جب وہ ذوقِ شراب کرتے ہین
دلِ عاشق کباب کرتے ہین

نہ کیا تیغ یار نے سیراب
کب سے ہم آب آب کرتے ہین

کس لئے آپ مجھکو حضرت دل
ساتہہ اپنے خراب کرتے ہین

کیا غرض اس سے واعظا تجکو
ہم گنہ یا ثواب کرتے ہین

ق
حسرت رہ سیاہی باقی ہے
شیخ صاحب خضاب کرتے ہین

دیکہنا ضد وہ بعد مردن بھی
جسد کیا کیا عذاب کرتے ہین

لا کے مرقد پہ ساتہہ غیرون کو
میری مٹی خراب کرتے ہین

روز بک بک کے حضرت ناصح | ق ہمپہ کیا کیا عتاب کرتے ہین

کہیل لڑکون کا ترک عشق ہوا | کیسی باتین خراب کرتے ہین

اپنی رفتار ناز سے وہ بہیا | روز روز حساب کرتے ہین

خط نکلنے پہ بہی وہ اے فرخ
وہی ہمسے حجاب کرتے ہین

ہے حسن کی یہہ گرمی بازار کوئی دن | ہے گرد تیرے مجمع اغیار کوئی دن

جیتے ہین ترے عاشق غمخوار کوئی دن | کر لے یہہ ستم او بت عیار کوئی دن

گردش یہہ ہی ہین تو نظر آتا ہے ہمکو | مہمان ہے پہلو مین دل زار کوئی دن

جراح غنیمت ہے اگر زخم مین خندان | ہنسنے دے یونہی زخم ستمگار کوئی دن

ہے چشم رمائی ترے خط آنے پہ اے دل | زلفون مین ہے تو اوسکے گرفتار کوئی دن

مقتل مین جو منظور ہو بسمل کا تماشا | حاضر ہون مقرر کئے مین سرکار کوئی دن

غالب ہے جو سد الحت جگر اب ہی ہے سین | تعلیم دے گریہ خونبار کوئی دن

کونین کو فی النار کریگی یہہ مقرر | گر زور و نہہ ہے آہ شرر بار کوئی دن

ہنستے پہ مرے رو تے ہین غمخوار یہہ کہکر
فرخ نہ رہا ہے تو بیمار کوئی دن

ردیف واو

جی اوٹھا ہوا دنیا سے ہی دو بہر کہیں مجھکو | اس قدر غم نے کیا ہے مری لاغر مجھکو

زندگی اپنی ہوئی مرگ سے بدتر مجھکو | ہو گیا جیتے ہی جی گور میسر مجھکو

شب فرقت مین بہلا چین ہو کیونکر مجھکو | آنکھین دکہلا کے ڈراتے ہین یہہ اختر مجھکو

ہو سکا کام کوئی بہی نہ رضا کا تیرے | کسلئے پیدا کیا خالق اکبر مجھکو

آنکھ سے دیکھا جو کانون سے سنا تھا نہ کبھی
اور کیا دیکھئے دکھلائے مقدر مجھکو

نام سے توبہ کے کرتا ہون مین توبہ سو بار
ساقیا بھر جو ادے کوئی ساغر مجھکو

بیقراری سے مری ہو گیا سیماب خجل
ابر مین برق بھی دیکھ کے مضطر مجھکو

دل ہے شیشہ سے بھی نازک سمجھ اے ناصح
سخت باتین یہ تیری لگتی ہین پتھر مجھکو

بزم مین آتا ہون تو کہتے ہو باہر باہر
مہربان سمجھے ہو کیا آپ سے باہر مجھکو

وائے تقدیر کہ جس لب کا ہین بوسہ غیرا
نہین اوسکی کبھی گالی بھی میسر مجھکو

کون تھا کاتب تقدیر یہ پوچھون گا ضرور
پوچھا فرخ جو کسینے دم محشر مجھکو

آج وہ اوٹھتے ہین محفل سے اوٹھالے ہمکو
کل تکلف سے جو اٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

کیون خفا ہوتے ہو لو جاتے ہین لو جاتے ہین
سر سلامت تو بہت اور ٹھکانے ہمکو

اے طبیب اور ہوا درد دل زار دو چند
فائدہ خوب کیا تیری دوا نے ہمکو

کوئی بھی بت نہ پڑا کام یہ نمایان ہمسے
کسلیئے پیدا کیا ہاے خدا نے ہمکو

روز محشر جو کوئی پوچھیگا کیا دیگی جواب
گھر مین پاؤن چلے نہ بنا نے ہمکو

دم دیا شیخ جو بہا کے یہ بتایا اونکو
آج آتے تھے کرامات دکھانے ہمکو

غمزہ و ناز نے لوٹا تھا متاع دل و دین
جان سے مارا صنم تیری اداؤن نے ہمکو

وہ دیا دل کہ ہوا ہے نہ قابو جسمین
کس مصیبت مین پہنسایا ہے خدا نے ہمکو

اور اوبھاؤ مین اولجھاؤ ہوا ہے فرخ
یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو

مطرب بحر مین کیون چھیڑتے ہو تم مجھکو
ساز خوش آتا ہے نغمہ نہ ترنم مجھکو

اب شب وصل نہ کیوں آئے تعجب مجھکو
شب فرقت مین ڈراتے تھے یہہ انجم مجھکو

ہائے کیا پوچھا ہے ظالم نے میرا درد جگر
جب نہ کچھ باقی رہی تاب تکلم مجھکو

کو پیچ بالے کی جو اوس زلف مین بہی دیکھی
مار پیچان نظر آیا یہہ وہ کژدم مجھکو

فاتحہ پڑھنے ہی آسے نہ میری قبر پہ حیف
دو ہی دن مین میری جان بھول گئے تم مجھکو

مین وہ مے نوش ہون مرجاؤن اگر مے نملے
جی اوٹھون گر لب مینا کہے قم قم مجھکو

قدح بادہ دکہاتا ہے مین کم ظرف نہین
کم مین دو چار ہی دے ساقیا گر خم مجھکو

جب چلے دنیا سے فرخ تو یہہ بولی حسرت
آسے کسکے چلے چھوڑ یہان تم مجھکو

تب فرقت نے ترے ایسا ستایا مجھکو
ملک الموت نظر آیا مسیحا مجھکو

چشم بد دور دکہایا ہے دوبارہ مجھکو
بلبلون کا یہہ خوش آتا ہی تماشا مجھکو

شوق دیدار مین دم میرا لبون پر آیا
ہائے ترساتا ہے کیون اذیت ترسا مجھکو

غم فرقت کو یہہ بہائی ہے رفاقت میری
کہین جاتا نہین وہ چھوڑکے تنہا مجھکو

وحشت پیمائی کی حسرت ہی ابہی وحشت دل
منع کرتے مین عبث آبلہ پا مجھکو

دل گیا صبر گیا تیری بلا سے ناصح
جان بہی جائے تو اصلا نہین پروا مجھکو

چشم بدمست کسیکی مجھے یاد آتی ہے
ساقیا بہاتا نہین ساغر صہبا مجھکو

ابر تر ہوویگا پہر نوح کا طوفان بپا
یاد رکہنا جو کبھو آگیا رونا مجھکو

ہیبت شام جدائی نے ڈرایا ایسا
بھول کر خواب مین بہی خواب نہ آیا مجھکو

ساغر بادہ دیا ہاتھہ پہ رکہکر اوس نے
گویا موسی نے دکہایا ید بیضا مجھکو

فکر فردا نہ ٹلا ایک گہڑی بہی فرخ

...جھکو

اوس سے کیون دور کر دیا مجھکو
زندہ در گور کر دیا مجھکو

کثرت داغہائے سوزان نے
شمع طور کر دیا مجھکو

نگہ مست نے تیرے ساقی
خوب مخمور کر دیا مجھکو

فکر وصف کمر نے آنکھون سے
سب کے مستور کر دیا مجھکو

چشم بد نہ تھا یہین اے صاحب
کس نے دور کر دیا مجھکو

یون تو سب جانتا تہا پر ناصح
دل نے مجبور کر دیا مجھکو

تپ فرقت نے تیرے رشک مسیح
کیا ہے رنجور کر دیا مجھکو

خوار و رسوا ذلیل کہہ کیکر
خوب مشہور کر دیا مجھکو

ہائے میری سیاہ بختی نے
شب دیجور کر دیا مجھکو

بولے آئینہ ہاتھ مین لیکر
تو نے مغرور کر دیا مجھکو

گردش چرخ نے ہمکا فرخ
بے طرح چور کر دیا مجھکو

نہین درکار خدائی ہی خدایا ہمکو
اوسکی دیوار کا بس چاہئے سایا ہمکو

ملنے کی کچھہ غرض باقی ہے اصلا ہمکو
وہ گیا وقت جو رہتی تہی تمنا ہمکو

ارض سے تا بہ سما ہو گیا پانی پانی
شب فرقت مین اگر آیا ہے رونا ہمکو

فصل گل آنے نپائی تہی مقدر دیکھو
لیچلا جوش جنون جانب صحرا ہمکو

پھر نیا ظلم کا انداز نکالا صاحب
بھیجنا غیر کو خط اور لفافا ہمکو

خود بخود آنکھون سے کیون اشک رواں ہین
نہین معلوم ہوا کیا یہ خدایا ہمکو

[illegible]

دلِ کمبخت برا ہو تیرا تو نے کیا کیا
دربدر کوچہ بکوچہ کیا رسوا ہمکو

طلبِ بوسہ پہ شرما کے وہ فرماتے ہیں
خوش نہیں آتا یہ ہر دم کا تقاضا ہمکو

مرگ ہی سے کہین ہو وصل ہمارا یارب
شبِ فرقت نے بہت اب تو ستایا ہمکو

حال رہتا ہے پریشان جو ہمارا **فرخ**
کیون نہ دیوانہ کہے ایک زمانہ ہمکو

خاک مین اس دلِ شیدا نے ملایا ہمکو
ہائے اس دشمنِ تعجیل نے ستایا ہمکو

لے اوٹھا دنیا سے اسے بارِ خدایا ہمکو
اب تو اس شوخ نے نظرون سے گرایا ہمکو

ناتوانی کے ہین مشکور کہ اس نے سب سے
ق کس طرح موت کی نظرون سے چھپایا ہمکو

آکے سو بار پھرا ایک اجل بالین سے
ناتوانی سے جو بستر پہ بٹھایا ہمکو

پاس کیا اپنے تہا جو کرتے نثارِ فرقت
جان دینے کے سوا کچھ نہ بن آیا ہمکو

ہم ترے عاشقِ شیدا ہین ہمیشہ سے
شوقِ ہستی مین عدم سے ترا لایا ہمکو

جور بہت ہوینگے نہ اے چرخ ستمگر تیرے
شاد غیرون کو کیا اور رلایا ہمکو

ہائے روتے ہی کٹے عمر کے ایام تمام
گردشِ چرخ نے اکدم نہ ہنسایا ہمکو

کوہ و ہامون و بیابان و جبال و دریا
مرحبا جوشِ جنون کیا کیا دکہایا ہمکو

انتقام اسکا کہین جلد دلائے اللہ
اے شبِ ہجر بہت تو نے ستایا ہمکو

خاک ہی مین جو ملانا تہا ہمارا منظور
اسلئے خاک سے خالق نے بنایا ہمکو

نہین اب تاب کہ ہم صدمے سہین فرقت کے
موت آجائے شتابی سے خدایا ہمکو

فاتحہ پڑہنے بہی آیا نہ کوئی قبر پہ حیف
کیون سمجھنے لگے سب اپنے پرایا ہمکو

دل نے فرخ ہمین آفت مین پہنسایا ہوتا
یار سے صد شکر کہ خالق نے بچایا ہمکو

وہ ماہ رو جو رخ سے اولٹ دے نقاب کو
تاب مشاہدہ نہ رہے آفتاب کو

مدت ہوئی کہ فرقت دلدار مین کبھی
آنکھون نے خواب مین بھی نہ دیکھا ہے خواب کو

ہم میکشی سے توبہ کرینگے ہمیشہ ا
آب بقا سے بدلین نہ جام شراب کو

دل سے مٹایا گر نہ حسینان نے خوش شمر
فرصت کسے جو دیکھیگا میرے حساب کو

میری طرح سے آپ کہین گر ہون مبتلا
معلوم ہو دل لگی کا مزا ہو جناب کو

فریاد و شور کرتے ہی ہنسکر سنینگے ہم
پہلو سے چیر کر دل پر اضطراب کو

ہم داغ سے اوٹھائینگے پیالا جو حشر مین
چڑہ جائیگی یقین ہے تپ آفتاب کو

اسکا مزا چکہائینگے اکدن تجہے ضرور
جو کہہ رہا ہے شیخ برا تو شراب کو

بے خوف کر دیا تیری طرز خرام نے
کیا لائینگے خیال مین روز حساب کو

قصد روانگی جو کیا جان زار نے
تیار طفل اشک ہوئے پا تراب کو

بجلی تڑپ رہی ہے فلک پر جو اسطرح
دیکھا ہے اوس نے میری کہین اضطراب کو

اشکون سے اپنے لگتے ہین طوفان لیے
کیا روگ لگ گیا میری چشم پر آب کو

اکدن بھی چین ہمنے نہ پایا ہے الفلک
کیا یاد ہم کرینگے تیرے انقلاب کو

ہم قدر و شیب کر کے منفعل
برباد کر دیا میرے عہد شباب کو

عشق بتان مین آپنے فرخ ہزار حیف
ناحق ملا یا خاک مین عہد شباب کو

ہاتھ سے جاتا رہا ہو جسکا دل
زیست کی اوسکو توقع خاک ہو

ذلزلہ ہے کیون زمین کو دمبدم
مضطرب عاشق نہ زیر خاک ہو

آرزو ہے تجھسے اتنی اے صبا
کوچۂ جانان مین اپنی خاک ہو

رنج فرقت کب تلک پایا سہین
دم نکل جاوے تو قصہ پاک ہو

خانۂ دل ہو نہ کر اے طفل اشک
آپ سمجھاتے ہو بڑے چالاک ہو

خون عاشق کو سمجھتے ہو حنا
واہ وا کتنے بڑے سفاک ہو

گلشن عارض سے خط کٹواے
باغ کیا جسمین خس و خاشاک ہو

خیر ہے فرح نہین کیا ہو گیا
چشم تر ہو کیون گریبان چاک ہو

حسن مین ماہ ہو اور یوسف کنعانی ہو
الغرض خوبی و محبوبی مین لاثانی ہو

بستر غم پہ تڑپتا ہون نہین نیند آتی
موت آجاے کہین آج جو کل آنی ہو

نزع کا وقت ہے دم ہونٹھون پہ ہے کوئی دم
راہ دیکھون تمہین تشریف اگر لانی ہو

بیمروت ہو جفا جو ہو ستمگر تم ہو
اور کیا کچھ کہون سب ظلمون کے تم بانی ہو

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹین اگر آپ میرا
آپکی مشق ستم ہو مجھے آسانی ہو

کیا میری آنکھون سے ہمچشمی کریگا اے ابر
نالہ کھینچون تو ابھی رعد کا دل پانی ہو

ساتون افلاک تہ و بالا ہون پانی بہ جاے
قلزم اشک اگر اپنا بہ طغیانی ہو

کون دشمن ہے اگر حق ہے نگہبان اپنا
کسکا ڈر کیجے اگر رحمت ربانی ہو

اہل خواہش بہی رہے کتنے تمنا فرح

تختِ تابوت ہو یا تختِ سلیمانی ہو

کردیا بیگانہ دل آرام کو
کوسون ہین کیا گردشِ ایام کو

پوچھو نہ کیا کیا ہوئی وقت مین آہ
رنج والم اس دلِ ناکام کو

قتل نے میری بہت بیداد کر
کردیا مشہور تیرے نام کو

ہمسری اوس چشم کی آسکے
ہو رہے ہین دیدہ ہاے بادام کو

انکو دیکھا تو کیا کیا قصور
دیکھتے ہو کسلئے صمصام کو

ناصحا مجبور ہین ہم کیا کرین
کوستے ہین اس دلِ خودکام کو

عشق کے آغاز کو اسے ہمدمو
مرگئے سب پاسکے انجام کو

مرگ پہ کسکے کوئی روتا ہے دل
روتے ہین سب اپنے ہی آلام کو

شومی طالع رہی مشہور فزون
نام ہے فرخ میرا نام کو

ناصحا ننگ کو سمجھون نہ مین رسوائی کو
فائدہ پند سے کیا ہے دلِ سودائی کو

صنعتِ دست سکت ہے نہ مقابل ہوکر
کیا باطل ہے ترے کیا دعوی یکتائی کو

جوشِ وحشت ہے پسِ مرگ کفن مین کیا کیا
پانون ملتے ہین میرے بادیہ پیمائی کو

جان بلب آچکا بیمار ہے چلکر دیکھو
کام فرماؤگے کس وقت مسیحائی کو

جان جاے کہ رہے اوسکی بلا سے اے دل
رحم آتا ہے کہین اوس بتِ ترسائی کو

جسطرح آنکھ مین پتلی کی سیاہی ہے نمود
میری قسمت مین لکھا یون شبِ تنہائی کو

کیا ہی رسوا ہوئے ہر کوچہ و بازار مین ہم
جیب سے دل نے دیا اک بتِ ہرجائی کو

دیکھ اوصاف عیان گرد فرخ ناله
سہرے ہاتھون کا نہین حلقہ یہ انگڑائی کو

نہین اوسکی ملاقات مقدر مین میرے
ستے ہین صبح و مسا ہو بناوٹ گل رو

صبر ہی دے کہین یارب دل شیدائی کو
خوب آئینہ نے چمکایا خود آرائی کو

گر یہی ہی رونا ہے دن رات تمہارا فرخ
سر پہ دوہر ہاتھون کو تم روؤگے بینائی کو

ہم ہین جانبار کیا ڈراتے ہو
تیغ ابرو کسے دکھاتے ہو

اونکا اعتبار ہے کسکو
کسلئے جھوٹی قسمین کھاتے ہو

ہمنے رفتار یار دیکھی ہے
ذکر محشر کسے سناتے ہو

لب جان بخش سے یہہ پوچھے کوئی
کسی مردہ کو بھی جلاتے ہو

جان اٹھکیلیون کی چالون سے
فتنۂ خوابیدہ کیون جگاتے ہو

زخم سینہ سے کیون نمک چھڑکا
کیا مزا عشق کا چکھاتے ہو

صاف ہون تمسے شکل آئینہ
کیون مجھے خاک مین ملاتے ہو

ہے لطافت سے آشکارا صاف
بات جو دل مین تم چھپاتے ہو

اٹھا بیٹھا ہون مجھکو محفل سے
بیٹھے بٹھلاسے کیون اوٹھاتے ہو

کیا گنہ کیا خطا ہے کیا تقصیر
مدتون سے نہین تم آتے ہو

ترک الفت نہ مجھسے ممکن ہے
کیون میرا مفت مغز کھاتے ہو

ہے ہنسی پھر ہی کوئی لے لے گر
نام رخصت مجھے رولاتے ہو

یاد رکھنا اوٹھنگے سے فرخ
روز کوچہ مین اوسکے جاتے ہو

یارب کسیکا کسی سے جدا نہ ہو
اس درد جان گداز مین کوئی مبتلا نہ ہو

اے تو یہہ ظلم و جور ہی کرتے ہین بت سدا
کیا جانین کیا کرین جو ہمارا خدا نہ ہو

عیسے سے کب ہوا مرضِ عشق کا علاج
یہہ وہ مرض ہے جسکی دوا جز قضا نہ ہو

لب آشنائے خندہ نہ غم سے ہوئے کبھی
مین ہون وہ غنچہ جو کہ چمن مین کھلا نہ ہو

ایسے ہی ضبط رکھتا ہون مین اسلئے مدام
ڈرتا ہون آہ گرم سے نازل بلا نہ ہو

کیا خاک حال دل کا سناؤن مین ہمنشین
وہ روگ لگ گیا ہے کہ جسکی دوا نہ ہو

شامِ فراق جان کی خواہان ہے جلد آ
اے موت تو ہی اوس کی طرح بیوفا نہ ہو

تو پشت تک ہی سینکے جو تو جور اے فلک
لیکن جفائے یار سے ٹھسک جفا نہ ہو

فرخ خدا ہی خیر کرے دیکھتا ہون مین
سینہ پہ ہاتھ پھیرے کہین دل دیا نہ ہو

مایلِ گریہ اگر دیدۂ خونناب ہو
پھر جدھر دیکھو ادھر عالم سیلابی ہو

حرف سے صرف یقین ہے کہ تڑپ کر ہو جدا
خط مین گر کچھ بھی رقم حالتِ بیتابی ہو

جسطرف چشم گہربار کی لگ جاے جھڑی
کیون نہ وہان کوسون تلک سبزی و شادابی ہو

پھر دو بارا مجھے دیدار خدا را دکھلا
چاند سے مکھڑے کا عالم سحر مہتابی ہو

لبِ جان بخش کی الفت مین ہوا یاد رہے
دوستو پھر کفن جامۂ عنابی ہو

دل کے جانے کی یہہ ہی عام علامت ہے میان
ہوش پر جانہ مین فکر ہو بیخوابی ہو

تنگ اگر یہہ دعا کرتے ہین فرخ اتنا
دشمنون کو بھی نہ اس طرح کی بیتابی ہو

رہتا ہے اوسکا طالبِ دیدار مین کہ تو
اے دل بتا ہے کون گنہگار مین کہ تو

اس پیچ و تاب کا ہے سزاوار مین کہ تو
گیسو مین یار کے ہے گرفتار مین کہ تو

جان کا کرتے ہو ضرر دیکھو

لٹا جب رخ اپنا خدارا اوٹھا دو
تماشائے قدرت ہمین بھی دکھا دو

اگر رشک عیسے ہوا سے جان حیاں تم
مین بن آئی مرتا ہون مجھکو جلا دو

یہہ بھی خوب لٹکا دکھا زلف کی لٹ
جسے چاہو سودائی پل مین بنا دو

ہے قیمت دل مضطرب ایک بوسہ
جو امید تمسے دلاسے دلا دو

غم ہجر جانان و رشک رقیبان
یہہ لکھین نہین قسمت مین میری بلا دو

نظر آئے گا جو مین کل کا تماشا
دیر دل سے پردہ دوئی کا اوٹھا دو

نہ ہے کام دنیا سے نہ دین سے مطلب
کوئی راہ ملنے کی اوسکے بتا دو

گئے قافلے کیا کیا ملک عدم کو
یہہ کس نیند سوتے ہین غافل جگا دو

ہمین دیکھہ غمگین وہ کہتے ہین فرخ
ہے کیا ماجرا کہ ہمین بھی سنا دو

پھر وہی جوش جنون ہے تیری دیوانہ کو
بستیان چھوڑ کے جانے لگا ویرانے کو

مضطرب کب کا ہون تو آئی نہ یار آتا ہے
موت آجائے کہین ہوتا تیری آسانے کو

چشم اوس مست نے نرگس کو دکھائی ہے
کیا کرون ساقیا لیکر تیرے پیمانے کو

موت نے بھی کیا وعدے کو اپنے ایفاء
کیا ترستے ہین شب ہجر مین مرجانے کو

عشق کو پند و نصیحت سے ہمیشہ ضد ہے
کب سمجھتا ہون مین ناصح تیرے سمجھانے کو

آتش عشق نے یہانتک ہے جلایا مجھکو
آنکھہ مین اشک نہین باقی قسم کھانے کو

عمر برباد ہوئی یاد بتان مین فرخ
سمجھیا و خدا چھوٹے بتخانے کو

ردیف ہائے ہوز

آفرین اے وحشت دل کیا ہی دماغ آیا ہے ہاتھ
سنگ طفلان سے بہر صورت فراغ آیا ہے ہاتھ

ہو گیا پرکالۂ آتش جگر جلکر تمام
عشق مین دل کے عوض ہمکو داغ آیا ہے ہاتھ

رشک گلشن ہین زبس سینہ مین ہین داغ دل
عشق کی سرکار سے گویا یہ باغ آیا ہے ہاتھ

جل گئے جاتے ہو جیب جیب گر جہان رانوں کو تم
آگ کا بار سے ہمین ہی اب سراغ آیا ہے ہاتھ

رنگ ایک حالت اب جد گردش ساغر کو ہے
بعد مدت ہاتھ سے اوسکے ایاغ آیا ہے ہاتھ

اسیطرح دست و گریبان کی کشاکش تہی وہان
پھاڑکر سب پیرہن کیا ہی فراغ آیا ہے ہاتھ

واہ قسّام ازل صدقے ہون اس تقسیم کے
دل ہے اورونکو ہمکو ایک داغ آیا ہے ہاتھ

حاملان عرش عشق ہون جسکی صورت دیکھکر
آج اپنے وہ صنم عالی دماغ آیا ہے ہاتھ

داغ دل روشن رہیگا گور مین فرخ مدام
گور ظلمت کے لیے ہمکو یہ چراغ آیا ہے ہاتھ

بگڑا ہی رہا ہے وہ خونخوار ہمیشہ
ٹیڑھی ہی رہی ابرو سے خمدار ہمیشہ

بتلا تو سہی چرخ کہ کیا تیرا بگاڑا
کیون ہے تو میرے درپئے آزار ہمیشہ

ہے کوچہ مرا جائیو ٹک سیر اے دل
اوس کوچہ مین مرتے ہین دو چار ہمیشہ

مردون کو جلا دیتی ہے دکھلاتی ہے کیا کیا
آثار قیامت تیری رفتار ہمیشہ

ہرچند زبان شمع کی مانند ہے لیکن
مونہہ بند ہے اپنا دم گفتار ہمیشہ

قاتل ہے اس سینہ کی قسم آنا بآوک
کیون زیب کمر رہتی ہے تلوار ہمیشہ

شمس و قمر اسطرح جو پھرتے ہین شب و روز
ہین یہ بھی تیرے طالب دیدار ہمیشہ

اب دیکھ لیا اوسکا نتیجہ دل ناداں
سمجھاتے تھے کیا کیا تجھے غمخوار ہمیشہ

بازار کا سودا نہیں یوسف کیطرح سے
یہاں بکتے ہیں خود اوسکے خریدار ہمیشہ

کیوں دلکو لگاتی ہے محبت بلبل ناداں
رہنے کی نہیں رونق گلزار ہمیشہ

کیوں سوکھ کے کانٹا سا بدن ہو گیا فرخ
کس روگ میں تم رہتے ہو بیمار ہمیشہ

گردش چشم فتنہ کو دیکھ
اوسکی جادو بھری نظر کو دیکھ

کیسے چکر میں تجھکو ڈالا ہے
اسنے فلک آہ کے اثر کو دیکھ

ہو کے بے اختیار رو ہی دیا
ابر نے میری چشم تر کو دیکھ

ناصحا تجھکو بھی تو ہو معلوم
چل کے اوس شوخ فتنہ گر کو دیکھ

یار پہلو سے اوٹھ گیا صبح کل
جان ہوا ہو گئی سحر کو دیکھ

ہے کیا کیا نہ تیرے جور و ستم
میری تنہائی میرے جگر کو دیکھ

رخ روشن کے روبرو اوسکے
تجھکو آئی ہنسی قمر کو دیکھ

نگہ ناز لے گئی دل کو
تیرے قربان پر ادہر کو دیکھ

فکر وصف حبیب فرخ
پہلے اوس شوخ کی کمر کو دیکھ

خو گر جو ہوئے جور کے ہم اور زیادہ
کرنے لگے وہ ہیچ ستم اور زیادہ

اک لگا سا تھا مونہ سے ہم زیادہ
کیا پوچھتا ہے ہم سے تو کم اور زیادہ

جب سے وہ چھپانے لگے ہم سے رخ تاباں
مشتاق ہوئے دید کے ہم اور زیادہ

تفتیدہ دل تھا میری مرقد کو کیا سرد
شاباش ہے ہاں ابر کرم اور زیادہ

وحشت مین جو جاتا ہون مین گھبرا کے سوئے دشت
لیتے ہین مرے خار قدم اور زیادہ

قاتل کی رکاوٹ کا اثر بل بے درم قتل
ہر بار رہ کی تیغ دودم اور زیادہ

ہم سر کو نہ موڑینگے کبھی چاہئے جو جتنا
دے چرخ دلی رنج و الم اور زیادہ

گھر بیٹھ گئے سیکڑون طوفان بپا ہی
بس سر نہ اوٹھا دیتے ہم اور زیادہ

بوسہ لب جان بخش کی ہے دل مین تمنا
خواہش نہین کچھہ تیری قسم اور زیادہ

ہر بار ہی گردن پہہ خدا اسکے لئے کردو
حاجت نہین کچھہ تیغ دودم اور زیادہ

یہان رشک سے ہم جان سے جانے لگے فرخ
وہان غیرون پہ ہین لطف و کرم اور زیادہ

افشان رخ روشن پہ ہے انجم سے زیادہ
مہتاب سے کس بات مین ہین بڑھکے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے جو اپنا رخ روشن
حیرت مین ہے خود عاشق خودکم سے زیادہ

اس طرح ہنسانے سے مین بازآیا تیری چرخ
پہلو مین ہوا درد تبسم سے زیادہ

سمجھا ہون تیرے دیکھکے شملہ کو مین اے شیخ
لب تیری مشیخت ہے اسی دم سے زیادہ

آجاتی ہے جان قالبیجان مین ہمارے
گالی ہین دلدار کی ہے قم سے زیادہ

گریہ سے نہین کم کاکل پیچان
ہے نوک مژہ بہی تیری کژدم سے زیادہ

طوفان ابہی بپا ہوا گریہ نہین ہے ابہ
ہین اشک میری آنکھون مین قلزم سے زیادہ

لاغر کی تیرے چھوٹی ہے پہہ تیری کمر سے
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

فرخ تمہین ہے چشم وفا شعلہ رخون سے
ہوگا کوئی نادان نہ بس تمسے زیادہ

مانگی دعا وصل جو ہمنے اوٹھا کے ہاتھ
بولے وہ ہلکو کستے ہم تم اوٹھا کے ہاتھ

چنگا ہون کبہی مین وہ بیمار عشق ہون
اپنی شفا ہے ابتو عزیز و قضا کے ہاتہ

کیون چہیڑتا ہے ناصحا تو ہمکو بار بار
بیٹہے ہین ہم تو جان سے آپ ہی اوٹہا کے ہاتہ

مشاطہ کسکا خون ہوا دست نگار سے
باندہے ہین تو نے کس کے جو مہندی لگا کے ہاتہ

کیونکر اوٹہیگی تیغ دم قتل سوچ سے
نازک ہین لیکن اوس بت نازک ادا کے ہاتہ

بیدار فتنہ خفتہ نہو جائے پہر کہین
بولا میرے جنازہ کو کاف لگا کے ہاتہ

مٹہی مین پوچہا کیا ہے کہا میٹہے دل میرا
بولے کہان ہے مجہکو وہ خالی دکہا کے ہاتہ

دشوار ہے جواب بہی دینا سلام کا
بار حنا سے اوٹہتے نہین مہ لقا کے ہاتہ

آئے تو زندگی ہے نہ آئے تو موت ہے
اپنی حیات و مرگ ہے اوس بیوفا کے ہاتہ

اس درجہ میرے مرنے کا ماتم ہوا کہ ہائے
ہو ہو گئے ہین شل میرے اہل عزا کے ہاتہ

زور آزمائی روز کے کیا غنچہ جنون
لی ڈال جیب و دامان کو دم مین بڑہا کے ہاتہ

جہڑ جائینگی ہتیلیان سب تیری دشت زن
گر چہڑ گئے کبہی تو کسی پارسا کے ہاتہ

کیا خوف حشر سمجہے فرط گناہ سے
ہے آبرو ہماری بہی فخر خدا کے ہاتہ

گردش چرخ فتنہ گر وہ کچہہ
آئینہ اوسکی پہر ہی نظر وہ کچہہ

پہونک دے دم مین عالم بالا
آہ کا اپنے ہے اثر وہ کچہہ

رخ تابان سے اوسکے شرمندہ
شمس وہ کچہہ ہے اور قمر وہ کچہہ

کیا ہے خوبی بتون مین عند اللہ
ہے دہن تنگ اور اور کمر وہ کچہہ

بہول جائے گا نوح کا طوفان
رنگ لائینگی چشم تر وہ کچہہ

تارے گنتا ہون نالہ کرتا ہون
شام وہ کچہہ ہے اور سحر وہ کچہہ

سے بہہ دھوے رواکے اونکو اوٹھون — حال پوچھین اگر میرا وہ کچھہ
سخت دل کب ہین نوکِ مژگان سے — نخل وہ کچھہ ہین اور ثمر وہ کچھہ

عشق اور عیش حیف ہے فرخ
دل تو وہ کچھہ ہوا اور جگر وہ کچھہ

شستگی طالع وکہاتی ہے اثر کچھہ — رحم آتا ہے حالت پہ میری اونکو اگر کچھہ
کب کما ہین ہے اور ستم چرخ دلی کے — اے آہ دکہا تو بہی تو ہان اپنا اثر کچھہ
دیکہہ دیجیو سیماب کو قاصد ہمرِ آتش — حالِ دلِ بیتاب وہ پوچھین ہی اگر کچھہ
تہمت کمر یار پہ ناحق کی ہے ہمدم — دکہلائی نہ دیتی میان ہوتی جو کمر کچھہ
وعدہ کا تیرے کیونکہ بہلا دل کو یقین ہو — گر شام ہے کچھہ اور تو ہے وقت سحر کچھہ
اے غافلو کیا سوتے ہو درپیش ہی منزل — لیلو جو ہمین لینا ہو سامانِ سفر کچھہ
ہے جلد خبر عبرت عیسے تیرے مشتاق — مرتے ہین تڑپتے ہین تجہی بہی خبر کچھہ
حیرت نے کہا دیکہہ کے اون اوہری کچہو کو — نخل قد جانان ہین ہی سکتے ہین ثمر کچھہ
بہہ محو تصور ہون تیرا اے میری پیارے — اب مجکو سوا تیرے نہین آتا نظر کچھہ
قسمت کا لکہا ملتا نہین ہے کسی صورت — لازم ہے کرے شکر نہ دم مارے بشر کچھہ

ہر بار عبث کرتا ہے کیون عمر کو فرخ
ہے روزِ جزا کا بہی تجہی خوف و خطر کچھہ

ہووے کسی کو عشق نہ زلفِ دوتا کے ساتھہ — پالا پڑے کسی کو نہ یارب بلا کے ساتھہ
دلکو معاملہ پڑا اک بیوفا کے ساتھہ — پہر اب مقابلہ ہے الٰہی بلا کے ساتھہ
آتے ہین میری گور پہ غیرون کے ساتھہ آپ — کرتے ہو لطف گرچہ ولیکن جفا کے ساتھہ

اللہ رے بعد مرگ بھی وحشت اپنی خاک — اوڑتی پھرے ہے دشت میں کوسوں صبا کے ساتھ

اولٹی پھری ہے باب اجابت سے بار ہا — کیا خوب ہو گئی الٰہی اثر کو دعا کے ساتھ

کرتے ہیں زندہ حضرت عیسیٰ بہ حکم قم — اوٹھتے ہیں مردہ یار کی آواز پا کے ساتھ

اللہ رے شوخیاں تیری اس چشم مست کی — لڑتی ہی پارساؤں سے کس کس ادا کے ساتھ

بہر عیادت آئے ہیں وہ ساتھ غیر کے — آئی مسیح بالیں پہ لیکن قضا کے ساتھ

دربان تیری ضد سے ہوا ہی ہے گو کہ تاک ہم — اوسکی گلی میں جائینگے باد صبا کے ساتھ

لگ جائے آگ ایسی نیستاں کو یا نصیب — ہم سے لپٹ سکے ہم نہ کبھی مدعا کے ساتھ

پہنچواتے ہیں وہ غیروں سے پیغام شوق — ورنہ وہ جو رکھتے ہیں ناز و ادا کے ساتھ

پھر خدا نام لے جانے کا جان جان — ہم اپنا جائینگے تیری آواز پا کے ساتھ

اچھا ہمیں ہے روز کا قلق نہیں ہے ج دیکھو — اک روز جان جائیگی آہ و بکا کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

ہمنے تیری بیوفائی دیکھ لی — دشمنوں سے بھی لڑائی دیکھ لی

تیری صورت جب کیا دل میں خیال — لاکھ کو تو نے چھپائی دیکھ لی

بعد مردن قبر پر آئے نہ یار — چار دن کی آشنائی دیکھ لی

کرتے ہیں کیا کیا بہت جور و جفا — اے خدا تیری خدائی دیکھ لی

سنتے تھے جو جو اذیت روز حشر — سب وہ اس شام جدائی دیکھ لی

بیکسی میں کون لیتا ہے خبر — اے اجل تو بھی نہ آئی دیکھ لی

بیکلی رہتی ہے کل آتی نہین — جب سے وہ گوری کلائی دیکھہ لی

گرم لون سی بہی نہ اوس دل پہ لگی — آہ و نالہ کی رسائی دیکھہ لی

کیا کرین فرخ کسی کا ہم گلہ

حق نے جو صورت دکہائی دیکھہ لی

اگر ہے یہی ناتوانی ہماری — تو بس ہو چکی زندگانی ہماری

بنے کسطرح تمسے جانی ہماری — کوئی بات بہی تمنے مانی ہماری

نہ مجنون کا قصہ نہ فرہاد کا ذکر — ہے مشہور اتنو کہانی ہماری

نہین دوسرا کوئی محبوب تمسا — نہین عشق مین کوئی ثانی ہماری

جو ڈہونڈے گی پائیگی ہم یار کے گرد — قضا ہی یہہ ہی بس نشانی ہماری

نہ سونپا خدا کو اوسے وقت رخصت — یہہ اللہ رے بدگمانی ہماری

جدا ہوکے ہیہات دلبر سے فرخ

ملی خاک مین نوجوانی ہماری

خو کس لیے بگاڑی تیری اسے فتنہ گر ایسی — ہر بات پہ چہڑکی نہ تہی رشک قمر ایسی

ڈہونڈہا پتا جب نہ ملا پر نہ عدم تک — معدوم ہوئی ہستی ہی اونکی کمر ایسی

بیتابی و زاری مین کٹی اپنی شب ہجر — دشمن کو بہی اللہ نہ دکہائے سحر ایسی

لوہے کا تو انبکی چہاتی میری واللہ — لازم تہی ترے تیر نظر کو سپر ایسی

ہان نام ہی باقی نہ رہے فرخ دلی کا — آہ دل سوزان کوئی تدبیر کر ایسی

دے پہونک ابہی دم مین اگر چاہے فلک کو — ہے نام خدا زوردون پہ آہ جگر ایسی

امید کسے زیست کی اسے فرقت دلدار — بیتابی دل اپنی سے ہر دم اگر ایسی

تیری مشتاقی کا قایل ہوں میں اے پیر فلک
روز اک ظلم تیرا ہم پہ نیا ہوتا ہے

جیتے جی کے ہیں یہ ساتھی پس مردن اے دل
مرحبا یار تو جب ہاتھ جدا ہوتا ہے

نگہ لطف سے کم ہو گئی نقد رو شوکت
ہاں شہ حسن غریبوں کا بھلا ہوتا ہے

اوسکے ناوون سے ملا دیکھئے نسبت کیا ہو
گو ذرا رنگ تیغ جوہر صفا ہوتا ہے

خاک نکلیگا مرے دیدۂ تر کا ارمان
قطرۂ اشک سے طوفان بپا ہوتا ہے

دل کہیں آئے تو معلوم ہو ناصح تجھکو
دل کے جانے میں بھی اک طرفہ مزا ہوتا ہے

جینے دیگی نہ شب ہجر جو آتا ہے تو آ
مفت احسان تیرا ہم پہ قضا ہوتا ہے

شام فرقت ہے خدا جانے سحر ہو کہ نہ ہو
جیتے ہیں مرتے ہیں یاد دیکھئے کیا ہوتا ہے

کوئے قاتل کو جو جاتا ہوں تو آگے آگے
رہنمائی کو مرے پیک قضا ہوتا ہے

شعر بک بک کے نہ کہا ناصح ناداں میرا
عشق وحشت سے نصیحت سے سوا ہوتا ہے

اے اجل زود بیا تنگ ز فرقت ستم
تیرے آنے ہی پہ بس کام مرا ہوتا ہے

دلکو کیوں کہوتا ہے او شیخ نادان مطلق
کس لئے جینے سے تو اتنا خفا ہوتا ہے

ستم سے ظلم سے جور و جفا سے
بتو آخر ہمارا بھی خدا ہے

دل اپنا ہمنے اوس بت کو دیا ہے
ہمارا واعظو کیا لے لیا ہے

ہلال عید جو جلوہ نما ہے
صنم کا ناخن انگشت پا ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
تمہاری چشم جادو فتنہ زا ہے

فلک ٹیڑھی نہ چلنا چال ہم سے
ہمارا اندنوں نالہ رسا ہے

شتابی سے خبر لینا مسیحا
ہمارا دم لبوں پہ آرہا ہے

جو گردش سے زمین و آسمان کو
ہلا سے سینے کو تھما ہے

ترے بیمار کی بالین پہ ظالم
مسیحا نے بھی آکر رو دیا ہے

نہین واقف ستم کیا جور کیا ہے
ابھی نادان صنم نام خدا ہے

نہ ہون اچھے کبھی بیمار الفت
یہہ درد عشق مرض لا دوا ہے

سبب کیا گریہ و زاری کا فرخ
کہین دل تو نہین تو نے دیا ہے

میرا دل جب سے یارب کھو گیا ہی
مجھے دشوار جینا ہو گیا ہے

عجب ملک عدم بھی دل ربا ہی
نہ آیا پھر کے یہان سے جو گیا ہے

نہ دیکھا خواب مین بھی اوسکو افسوس
نصیب اپنا کچھ ایسا سو گیا ہے

میرا رونا جو آیا ابر کو یاد
میری تربت پہ آکر رو گیا ہے

سر عرش عدم سے ناف تیری
معما سنکے گرہ حل ہو گیا ہے

اثر سے طالع خفتہ کے میرے
کہین پہ ایک فتنہ بھی سو گیا ہے

ترے بیمار الفت کی دوا کو
مسیحا بھی جو آیا رو گیا ہے

گیا ہے نامہ بر کیا لیکے خط آہ
کہیں وہ نوجوان سے کھو گیا ہے

میرا مردہ جو دیکھا سب کے بولے
یہہ کیسی نیند غافل سو گیا ہے

مین مارا ہے جس نے تیغ سے تو نے
بہانہ گو قضا کا ہو گیا ہے

نہین تھمتے تیری آنکھون سے آنسو
تجھے فرخ بتا کیا ہو گیا ہے

میرے [illegible] میرے بیارے میرے دلبر کہیدو
ہان کہنا یہہ میرے حلق پہ خنجر کہیدو

یا تو غیروں کو بھی کر قتل کہ دل ہو ٹھنڈا / ہاتھ سے تیغ دو دم ورنہ ستمگر رکھدے

ہے یقین دل کی لگی کو وہ بجھا دے ہمدم / پنجۂ دست حنائی جو مرے دل پہ رکھدے

چشم و گردن کا تصور ہے کسی کے ساقی / شیشۂ مے کو اوٹھا ہاتھ سے ساغر رکھدے

بعد مردن بھی نہ جائیگا دھڑکنا اسکا / قبر میں دل پہ کوئی بھاری سا پتھر رکھدے

سینہ سے آئے زبان تک ہی جو اپنے نالے / ٹکڑے سے چرخ ابھی پھر سے اوڑا کر رکھدے

کون سنتا ہے تری ناصح ناداں چپ رہ / طاق میں پند و نصیحت کو اوٹھا کر رکھدے

ختم ہو جائیگا سب عرصہ اسی میں نہ چکا / فرد عصیان کو پرے داور محشر رکھدے

دھوم اسطرح مچاتا ہے جو دل پہلو میں / چیر کر سینہ کو فرخ اسے باہر رکھدے

قاصد زبانی کہنا یہ غفلت شعار سے / پتھرا گئیں ہیں آنکھ ہماری انتظار سے

اپنا انتظار تیرے کب تلک کریں / جیتے ہیں اب تلک تو اسی اعتبار سے

فرقت میں دم نکلتا نہیں میرا کس لئے / کیا یہ بھی ڈر گیا ہے شب ہجر یار سے

جون بوئے گل نکلکے نہ پہنچے وطن میں ہم / بچھڑے تھے کونسی گھڑی اپنے دیار سے

دیکھیں تو کون غرق زمین و زمان کرے / ہم شرط باندھتے ہیں یہ ابر بہار سے

ناصح میں جانتا ہوں جو ذلت ہیں عشق میں / مجبور ہوں ولے دل بے اختیار سے

ہم اور جوش وحشت و صحرا نوردیاں / کیا کام ہمنشین ہمیں فصل بہار سے

رنج فراق یار نے بیخود کر دیا / گھبرائینگے نہ صدمۂ روز شمار سے

اللہ رے ضعف کہ مر گئے پر بھی اب تلک / دامن بچا کے جاتے ہیں میرے غبار سے

وہ چار داغ رکھتا ہے یہان ہیں ہزار داغ / نسبت نہ لالہ کو ہے دل داغدار سے

پھرلی ہے ساتھہ ساتھہ لئے اپنی روش پہ
الفت صبا کو ہے مری مشت غبار سے

دل کھو کے اپنی پہلو سے تصویر کی طرح
بیٹھے ہین تیری بزم مین ہم شرمسار سے

فرخ ہوا ہون محو چہ تصویر کی طرح
مجھکو خزان سے کام نہ مطلب بہار سے

سلطنت درکار ہے نے ہمکو سامان چاہیے
اک نگاہ لطف تیری جان جانان چاہیے

ہمنشین تکلیف سیر باغ دیتا ہے عبث
جوش وحشت سے مجھے سیر بیابان چاہیے

غرق عالم ہو چکا ہے تیری سیل اشک سے
اب ذرہ تھمنا تجھے اے چشم گریان چاہیے

ہے کفایت اک اشارہ ابروئے خمدار کا
قتل کرنے کو مرے کیا تیغ بران چاہیے

سنگدلی کرتے ہو کیون ہر بار تلوون مین مرے
چھیڑنا وحشی کو کیا خار بیابان چاہیے

مشغلہ اک ہو رہا ہے مجھکو بہر دست جنون
پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامان چاہیے

ہین ادا و ناز دلکش اور غمزہ و لطف بیان
کسطرح سے پھر نہ تجھکو جان جانان چاہیے

عمر سب گزری ہماری روتے روتے ایکدم
مہلت خندہ بھی اے گردون گردان چاہیے

پھر نہ پوچھیگا کوئی تجھکو جو مر جاؤنگا مین
تنگ یون کرنا نہ مجھکو شام ہجران چاہیے

غیر سے سر الگواتے ہو جب ہر دم خطا
پھر ستم مجھپر نہ تمکو جان جانان چاہیے

کچھ نہین اشیاء کی فرخ تجھکو اپنے خبر
عاقبت کا فکر بھی کچھ تجھکو نادان چاہیے

پھینکا لڑکی تیرہ پہ اپنے سخت دل کا مارا ہے
بغل مین اپنے طفل اشک کے رنگین سیپارہ ہے

نہ لینے مین نہ دینے مین ہے تیرا واسطہ نادان
دیا دل جسنے اپنا اوسکو تیرا کیا اجارہ ہے

نہین کیا شوخی طالع محبت آئی نہ پایا آیا
شب فرقت مین سر پیچی وہی دو چشمے تارا ہے

سوالِ بوسہ لب پر وہ کہاتی ہین وہ چین ابرو
براتِ عاشقان بر شاخِ آہو کا اشارا ہے

تہا ایسا کون جو لیتا خبر میری مصیبت مین
شبِ فرقت مین کام آموت کیا تو نی سنوارا ہے

محال اوٹہنا ہوا ہی اقتضا دنیا سے اب ہمکو
نہ دم لینے کا فرطِ ضعف سے باقی سہارا ہے

ستم کرتے ہے کیون نادان غرورِ حسن سے پیہم
سرا ہی دارِ فانی مین کوئی دم کا گذارا ہے

پہر آ کہئے بہلا کہئے دل اب تو دے چکے تمکو
کسی کا کیا قصور اسمین اگر کچھ ہے ہمارا ہے

شبِ تاریک کاکل مانگ خطِ کہکشان اےجان
تمہارا رو ہے روشن چاند ہی او خال تارا ہے

لپٹا ہے یہ فرطِ شوق سے قاصد جتا دینا
میری خط سے تمنا ہی ملاقات آشکارا ہے

ارادہ ہے کہ کہا کر زہر اکدن سو رہین لیکن
ہمین کہانا تیری فرقت مین اےجان کب گوارا ہے

کالین کسطرح سینہ سے اپنے تیرِ جانان کو
بمشکل اس پری کو ہمنے شیشہ مین اوتارا ہے

مریضِ عشق تہا تیرا جو فرخ اکمدت سے
سنا ہے آج بیچارہ سوے جنت سدہارا ہے

جلتا ہون رشکِ غیر سے کیا کیا خدا کرے
میری طرح سے وہ بہی سدا یون جلا کرے

تکلیف دے نہ صانعِ قدرت کو بار بار
کہدو یہ چشمِ تر سے نہ طوفان بپا کرے

اتنا بتا دے ناصحا بہرِ خدا مجہے
قابو مین جسکا دل نہ رہے پہر وہ کیا کرے

ڈر ہے اوڑا کے کوچۂ دلدار سے میری
یہ بادِ مشتِ خاک نہ بادِ صبا کرے

پہر عیادت آئنگا سنتا ہون جانجان
کیا خوب ہو جو دم کوئی دم کو وفا کرے

سو بار آکے موت ہی بالین سے پہر گئی
دکہلائی دون نہ ضعف سے تو کیا قضا کرے

کیا کوسین ہم تجہے تیری بیداد و جور سے
اللہ تیرا او بتِ کافر بہلا کرے

سن سن کے میرا حال یہ کہتا ہے فتنہ گر
کہدو کوئی یہ اوس سے کہ اپنی دوا کرے

سر تن سے دور ہووے نہین اسکا غم و لے ۔۔۔ کوچہ سے تیرے ہمکو نہ کوئی جدا کرے

دل ہوکے جان کو رویگا تو زاہد اگر ۔۔۔ مستی سے اک نگاہ بہی وہ دلربا کرے

لوح مزار پر میرے لکہنا یہہ بعد مرگ

فرخ نہ دل کسی کو کوئی یہان دیا کرے

شرمندہ تیرے چہرہ سے ماہ منیر ہے ۔۔۔ واللہ حسن و خوبی مین کیا بے نظیر ہے

یون ہستی کمر ہے صنم کی کہ جس طرح ۔۔۔ غائب نظر سے ہستی رب قدیر ہے

پانی کو دور سے آگ لگا کر یہ چشم تر ۔۔۔ دیکہو یہ طفل اشک بہی کتنا شریر ہے

تحریر درد دل مین زبان قلم سے آہ ۔۔۔ آواز آہ و نالہ بجائے صریر ہے

چہپتے ہین سرو و شمشاد قمری کے سایہ مین ۔۔۔ قامت سے اوسکے باغ مین کیا دار و گیر ہے

سو تو کر بہانا لہو کو سے یار مین ۔۔۔ اسے کوہکن نہین تو یہہ ہی جوئی شیر ہے

دیتا ہے آہ کیا دل نادان مجہے صلاح ۔۔۔ اللہ بیلی کہ یہہ ہی حال مشیر ہے

جلدی ہی چکا وے داور محشر یہ حساب ۔۔۔ توشہ کم اور دفتر عصیان کثیر ہے

مرگنا ہے ہمارا تماشا نہین کوئی ۔۔۔ کیون نعش پر ہمارے یہہ جم غفیر ہے

سیلی ناف کب سے لطافت سے عکس حباب ۔۔۔ سینہ سے آشکارا مثال لکیر ہے

چالون سے اوسکے ڈرتے ہین اہل بہلا کہین ۔۔۔ نالہ جوان ہے اپنا اگر چرخ پیر ہے

توبہ سے توبہ کرتے ہین جام شراب لا ۔۔۔ ساقی ہوا ہے بادہ و ابر مطیر ہے

ہین پیچ و تاب کیا کیا ہمارے وبال جان ۔۔۔ دل جب سے دام زلف مین اوسکے اسیر ہے

سینہ کارخانہ قدرت حق لایزال ہے ۔۔۔ کوئی غریب ہے یہان کوئی امیر ہے

دروازہ سے اوٹہا لے ہو کسو واسطے آئے

فرخ غریب آپ کے در کا فقیر ہے

خدایا ہم اٹھا لائیں کہاں سے
پھری ہے آہ اپنی لامکاں سے

سمجھتا ہے مرے مرنے کو بھی عشق
ہمیں پالا پڑا کس بدگماں سے

ترے غمزہ نے اے بیداد گر کیا
بچھائیں سیکڑوں ہیں آسماں سے

نکالیں کس طرح پیکاں کو دل سے
مناسب کب ہے لڑنا میہماں سے

یہ ہی گر ضعف ہے فردائے محشر
نہ اوٹھا جائیگا اس ناتواں سے

نہ رحم آئیگا اوس کافر کو اصلا
دلا کیا فائدہ شور و فغاں سے

بنا جوشِ جنوں جیب و گریباں
سیے ہر روز ہم لائیں کہاں سے

ہمارے بوسۂ لب کی طلب پر
نہ نکلا ہاں کبھی تیری زباں سے

تڑپا سے میرے شرمندہ ہے بجلی
خجل ہے اشک چشم خونچکاں سے

نکلے ہیں قافلے کیا کیا عدم کو
اکیلے رہگئے ہم کارواں سے

ترا کوچہ ہمیں اے غیرتِ حور
فزوں ہے خلد سے باغِ جناں سے

دم اظہار سوزِ عشق کیا کیا
زبانہ گرتے ہیں اپنی زباں سے

یہ ہی محشر میں ہم دینگے دہائی
ہوئے ہم خاک جورِ آسماں سے

ہمیشہ ہے یہ ہی گر دردِ فرقت
تو ہم اوٹھ جائینگے اک دن جہاں سے

بتاؤ کسلئے روٹھے ہوئے ہو
صنم تم اپنے فرخ خستہ جاں سے

ہچکیوں سے ہیں جان لب پہ ہمارے آئی
بیٹھے بیٹھے بسلائے جو کل یاد تمہاری آئی

آہ سوزاں نے مرے پھونکا جہاں کو یکسر
الاماں رونے کی اب آنکھوں کی باری آئی

جان ہوا ہو گئی کیا زور ہلایا دل کو
آج بے طرح تپ عشق کی باری آئی

دیکھ لو چلکے خدا جانے بچے یا نہ بچے
کہتے ہین شب تیرۂ ہجر یہ بہاری آئی

دہجیان جیب و گریبان کی اوڑا دی اپنو
مژدہ اے دشت جنون فصل بہاری آئی

ساتون افلاک ابہی غرق ہوا چاہے ہین
چشم تر اپنی سر گریہ و زاری آئی

دیکھ کر میرے جنازہ کو لگے یون کہنے
واہ کس دہوم سے فرخ کی سواری آئی

ہم نے اپنا کیا ہے مر مر کے
رام بت کو خدا خدا کر کے

نہین پابند ہم مقدر کے
ہان بشاکر رضاے داور کے

رحم دل مین نہین ستمگر کے
سچ ہے سب بت ہین ایک پتہر کے

ہوا ہی سیل اشک سے طوفان
آستین چشم اگر سر کے

تیری فرقت مین ناتوانی سے
ہو گئے سوکہہ تار بستر کے

جس نے دیکھا تمہارا طرز خرام
کیا وہ قایل ہون زور محشر کے

تیرے بیمار کے مسیحا بہی
تہک گئے آخرش دوا کر کے

تشنہ لب تہے ہمین کیا سیراب
کیا ہی ممنون ہین آب خنجر کے

الامان فلک خوف سے تیرے ہنسے
نہ اوسے دیکہا اک نظر بہر کے

کیا ہی خود بین کیا حسینون کو
ظلم مین صنعت سکندر کے

تو ہے مفلس غریب اے فرخ
آشنا سیمتن ہین سب زر کے

جفا ہین کرتے ہو کیون مہربان وفا کر کے
کسی کا کیجیے نہ صاحب برا بہلا کر کے

نہ دل گھٹاؤ کسیکا کبھی بڑہا کر کے
نہ مونہہ کو اپنے چھپایا کرو دکھا کر کے

جو پوچھا قتل کو قاتل نے تیغ اوٹھا کر کے
بصد خوشی کہا تسلیم سر جھکا کر کے

نہ کچھہ مریض محبت کا ہو سکا چارہ
مسیح بیٹھہ رہے آخرش دوا کر کے

تمہین بتاؤ کہ کیا آئیگا تمہارے ہاتھہ
کسیکو جینے سے اپنے ہمیشہ خفا کر کے

قصور میرا ہے یا دل کا ہے بتا ناصح
مین دست بستہ یہہ پوچھون ہون التجا کر کے

نہ کیونکہ بندہ بت سنگدل کا ہون زاہد
کیا ہے رام بمشکل خدا خدا کر کے

اوڑایا کوچہ سے اوس گل کے کیا ہوا حاصل
ہماری خاک کو برباد ای صبا کر کے

نہ دینا ہاتھہ سے ہمت کو دیکھنا فرخ
طریق عشق مین رکھنا قدم بڑہا کر کے

چھپ گیا شکل وہ دکھا کر کے
ہائے دل لیگیا دغا کر کے

ہاتھہ کیا آئیگا جفا کر کے
ہنستے ہو تم مجھے رولا کر کے

دل لیا گر نقاب اوٹھا کر کے
جان بھی لو صورت آشنا کر کے

موت آئی ہے چارہ گر اک دن
فایدہ کیا یہان دوا کر کے

مانگتا ہون یہہ ہی دعا ہر دم
ہمین عاشق ہو تم خدا کر کے

تجھ پہ مرتے ہین یا کہ ہم تیر
امتحان کیجے آزما کر کے

بیٹھے بٹھلاتے تو نے وحشت دل
پانو توڑے ہین مرے بہکا کر کے

موت آئی نہ ہجر جانان مین
کیا پشیمان ہین التجا کر کے

کیا بگاڑی ہے خود رقیبون کی
اے صنم تو نے سر چڑہا کر کے

دل سلگتا ہے آہ گرم سے ہم
او سلگاتے ہین ہوا کر کے

یہہ ہی حیرت ہے میرے خالق نے — کیون بگاڑا مجھے بنا کرکے
ہے اثر آہ مین نہ نالہ مین — ہمنے دیکھی ہین بارہا کرکے

بچ گئی جان دل گیا تو گیا
شکر فرخ کرو دعا کرکے

کسے جام و صہبا کی اب آرزو ہے — یہان خون دل ہے جسم مین مشکبو ہے
کہان تک ہے سر کا نمانہ محبت — یہان جان سے ہاتھ دہونا وضو ہے
ہے نکہت صباحت ملاحت و لیکن — وفا کی نہ ان لالہ رویون مین بو ہے
ارادہ ہو کیسا ہی اپنا و لیکن — زبان گنگ اپنی دم گفتگو ہے
ہر اک بات پر ترک الفت کا ہے ذکر — یہہ کیا ناصحا بے محل گفتگو ہے
مری قتل کا غیر کو حکم واہ — یہہ طرز ستم ہی نئی تندخو ہے
بلا دے خدا کے لئے مجکو قاتل — تری آب خنجر کا تشنہ گلو ہے
مرا لیکے دل تو نے کافر وفا کی — پہر فریاد اسد کے روبرو ہے
یہہ پوچہے ہے کیا قتل کس نے — مگر نے کی قاتل نرالی یہہ خو ہے
جگر ہی نہین اور نہ پہلو مین دل ہے — مر اکس لئے پیر گردون عدو ہے
دکھا اب نشتر سے کر قتل مجکو — بدن مین کہان میرے باقی لہو ہے
سنا تہا نہین مرتا بن آئی کوئی — دکھا اے شب ہجر بن آئی تو ہے
ہے شام و سحر ایک شور قیامت — یہہ دہوم اپنے نالون کی اب چار سو ہے
نہ دیکھین کبھی جیتے جی رنج فرقت — خدایا ... یہی آرزو ہے

تو پھر تجھکو ناداں یہ کیا جستجو ہے

خدا قیدِ غم سے شتابی نکالے ‏ پڑے اپنے جینے کے اب جی کو لالے

ادھر بھی ذرا دیکھ لے جانے والے ‏ ترے عشق میں مر رہا ہوں بچا لے

نہیں کان میں اوس پری کے جو بالے ‏ ہیں رخسار مہتاب وہ اوسکے ہالے

گرے اوسکی نظروں سے غیروں کا عشق ‏ خدایا جہاں سے تو ہمکو اوٹھا لے

نہ ناحق وہ کہا دل کسیکا ستمگر ‏ کسی کی نہ اے جان جان لے دعا لے

جو دل مانگا میں نے انگوٹھا دکھا کر ‏ اک انداز سے اوس نے مجھسے کہا لے

ہمارا اور وہ دل جسکی ہنستے ہو صاحب ‏ کسی کے خدا سر مصیبت نہ ڈالے

میرا موہنہ چڑاتے ہو غیروں کے آگے ‏ یہ انداز سیکھے ہیں تمنے نرالے

وفا کیا جفا بھی نہیں چاہتے ہیں ‏ وہ نامِ خدا ہیں ابھی بھولے بھالے

پتا آسمان کا نہ ہو لامکان تک ‏ کریں گر غضب مجھپر وہ چاہنے والے

نہ بس سوز الفت تھا لو ہو میں میرے ‏ پڑے ہیں دمِ تیغ قاتل پہ چھالے

تو مالک ہے کہہ جیسی مرضی ہو تیری ‏ کئے جان و دل ہمنے تیرے حوالے

نہیں عیب ستمبار ایسی الفت کا ہمکو ‏ جو غیروں کو دیکھا تو پہلے نہ پالے

ہے یہ ہوں یہ ہم ہجر جانان میں اپنا ‏ کہیں موت بھی اپنا وعدہ نہ ٹالے

یقین ہے اگر آئے لب تک ابھی اپنی ‏ ابھی آہ سر پر زمین کو اوٹھا لے

نہیں ہمدم دل کوئی خبر گیر ایسا ‏ جو اپنی بلا سے شبِ ہجر ٹالے

دعا اپنی فرخ یہی دمبدم ہے
خدا کام اپنا کسی سے نہ ڈالے

ترے کوچہ مین صنم کتنے ہی سر اوڑ جاینگے ‏— غیر کو آنے نہ دینگے ہی گر اوڑ جاینگے

ہم حبابِ رکہتے مین مانع نہو دربان ہمین ‏— اپنے سیلِ اشک سے دیوار و در اوڑ جاینگے

کیا ہماری چشمِ پرنم گریان سے کریگا سامنا ‏— دیکہنا تیرے دہوئین اسے ابرِ تر اوڑ جاینگے

کیون ہی دل کا دہڑکنا ہے فراقِ یار مین ‏— بالیقین ٹکڑے گریبانِ جگر اوڑ جاینگے

آسمان ہوجائیگا جلکر وہین خاکِ سیاہ ‏— اپنی آہِ گرم کے شعلے اگر اوڑ جاینگے

سنگدل چہینا تو نے بعد ازان چہوڑا تو کیا ‏— کشمکش سے دام کے جب بال و پر اوڑ جاینگے

ناتوانی سے نہونگے ہم کسی کے بارِ دوش ‏— ساتہ ہی دم کے ہم اسے بادِ سحر اوڑ جاینگے

بے یقین گر یہہ ہی شوقِ دید ہے اپنا تو ہم ‏— اپنے مرغِ نامہ بر سے پیشتر اوڑ جاینگے

مانی و بہزاد سے نقشہ ترا کب کہنچ سکا ‏— ہوش تجہکو دیکہکر اسے فتنہ گر اوڑ جاینگے

روئے عالمتاب سے وہ شوخ گر اوٹہے نقاب ‏— مہر و مہ کیا چیز ہین مثلِ شرر اوڑ جاینگے

حضرت دل مین یہہ فرح بند کہنا ورنہ یہہ ‏— صورتِ کافور ناوان خنجر اوڑ جاینگے

بس زیادہ نہ بہا دیدۂ پرنم پانی ‏— ہوگیا چرخ پہ جا تو قدِ آدم پانی

شدتِ پیاس سے کرتا ہی طلب کیا قاتل ‏— دمِ خنجر سے تری بسمل ہے ہر دم پانی

خانۂ دل مین لگی آگ ہمارے شاید ‏— طفل اشک اپنے چہڑکتے ہین جو پیہم پانی

نہ شکایت ہے فلک کی نہ عدو کا شکوہ ‏— ہی مقدر مین اذیت کے یہہ صہبا پانی

اللہ اللہ مری شدتِ گریہ سے سحر ‏— ہوگیا ارض سے تا گنبدِ اعظم پانی

زخم پر چہیڑ نہ جراح لگاتا ہے سہا ‏— سوزشِ داغ سے ہوجائیگا مرہم پانی

دیکہا گلشن مین جو رخ عرق آلودہ ترا ‏— کیا ہی غیرت سے ہوا قطرۂ شبنم پانی

اشک گرتے ہوئے مژگان سے جو دیکھا تو کہا
خس کے پردون سے ٹپکتا ہے چھم چھم پانی

سچ تہا چوٹ لگی کیا تیرے دل پہ فتح
جاری رہتا ہے جو یون آنکھون سے ہر دم پانی

سنتے ہین اوسکی غیر سے کچھہ ان بنی سی ہے
تقدیر اپنی یار سے بگڑی بنی سی ہے

صبح تلک خدا ہی بچائے شب فراق
بیطرح آج درد سے کچھہ جان کنی سی ہے

برباد ہمکو غیر کو آباد کر دیا
طرز روش ستم تیری چرخ دلی سی ہے

کیونکر رفع ہو درد کھٹکتی ہے بار بار
نوک تیرہ تمہاری جگر مین انی سی ہے

کچھہ کہا کے سو رہین کہ ہو سب قصہ فیصلہ
اب تو صنم یہہ جی سے ہی جی مین ٹہنی سی ہے

حالت تیرے مریض کی کہتے ہین غیر سے
ساقط ہے نبض چہرہ پہ کچھہ مردنی سی ہے

کر یا ہے سامین آپ تو فتح یہہ دخت رز
پہر کیون بغل مین آپکے حجت بنی سی ہے

چمن کی سیر کو ہمراہ غیرون کے صنم نکلے
الہی رشک سے سینہ سے اپنے کیون نہ دم نکلے

نہ مانا او دل ناداں ہم کہتے نہ تھے آخر
بت ہرجائی کی الفت مین کیا کیا رنج و غم نکلے

شب ہجران مین اکثر رات بہر گنتا رہا ہون مین
جگر کے داغ زیادہ انجم گردون کم نکلے

نکال ہان دل سے ارمان ستم میری قسم تجھکو
زبان کو کاٹ ڈالونگا اگر اف ہی صنم نکلے

ہمارے گریہ سے دعوے ہے ہمچشمی کا گر اوسکو
یہہ حاضر دیدہ تر ہین کہو ابر کرم نکلے

فراق یار مین اس زندگی سے تنگ آیا ہون
الہی موت آجائے کہین جلدی ہی دم نکلے

ہزارون طرح کے صدمے سہے لیکن نہ موڑا منہ
طریق عشق مین ہم ہی بڑے ثابت قدم نکلے

فلک کو پہونک کر عرش معلی دم مین جا پہونچا
کبہو جو آہ و نالہ سینہ سے اپنے بہم نکلے

وصال یار باعث زندگی ہے
فراق یار مرگ ناگہان ہے

ہمین ساقی ہے اپنی چشم پرخون
تری فرقت مین جام ارغوان ہے

کہین گے ہم بھی گر تم کچھ کہو گے
ہماری بھی صنم منہ مین زبان ہے

کہین دل دیدیا ہے تو نے فرخ
ہمیشہ لب پہ کیون آہ و فغان ہے

ہائے تیغ عشق نے مارا مجھے
زیست نہین اب تو گوارا مجھے

موت نہین آتی ہون جینے سے تنگ
قتل کر اے شوخ خدارا مجھے

قطع ہوئی ہائے امید حیات
دم بھی نہین لینے کا یارا مجھے

ڈوب گیا دل نہ ملا ہائے حیف
بحر محبت کا کنارا مجھے

مفت مین بدنام قضا ہو گئی
فرقت دلدار نے مارا مجھے

بوسہ لب نے ترے رشک مسیح
زندگی بخشی ہے دوبارا مجھے

جیب و گریبان کی اوڑا دھجیان
جوش جنون کا ہے اشارا مجھے

عیش و طرب خواب و خورش چھوڑ کر
ایک تصور ہے تمہارا مجھے

قادر مطلق تری قدرت ہے سب
دل کے عوض بخشا ہے پارا مجھے

ساتھ ہوا چلنے کو تیار کب
پیک اجل نے جو پکارا مجھے

شوق مین دم آنکھون مین آیا مرے
شکل دکھا اب تو خود آرا مجھے

موت سے بدلین گے شب ہجر کو
اور نہین اب کوئی چارا مجھے

فرخ دل خستہ ہون یارب نہین
تیرے سوا اور سہارا مجھے

نہین خواہش ہمین خدائی کی
کیا در پر ترے گدائی کی

اوس نے ہمسے جو بیوفائی کی
طالع بد نے رہنمائی کی

اے بتو یہہ غرور بیجا ہے
باتین کرتے ہو کیون خدائی کی

غیر سے پیار کرتے ہو یہان
یہہ ہی باتین تو ہین لڑائی کی

کس گنہ پر ہون مورد بیداد
دل دیا تمکو کیا برائی کی

موت آجائے غم نہین اسکا
پر نہ آئے گھڑی جدائی کی

پیر زبان یاد خار رکھتے ہین
داستان اس برہنہ پائی کی

ہینسے مر مر کے خاک ہو ہو کر
پار سے دل مین تیری رسائی کی

چکنی باتون سے لیکو دل میرا
باتین کرتے ہو اب رکھائی کی

نہ ہوا اپنا وہ بت پر فن
بارہا بخت آزمائی کی

آخر انجام بیوفا دیکھا
جس سے دنیا مین آشنائی کی

اے شکر لب زبان شیرین سے
باتین کرتا ہے کیون کھٹائی کی

سامنے غیر کے ہے مجھسے جھڑکا
واہ واہ خوب جگ ہنسائی کی

دام کاکل مین پہنس گیا ہی دل
کون صورت ہے اب رہائی کی

مسکدہ چھپ کے جاتے ہو شیخ
باتین ظاہد مین پارسائی کی

کب اوٹھا جو بہلا یہہ ترے قربان ہمسے
صحبتین غیرون سے اور روٹہنا ایجان ہمسے

مانگ لے وعدہ فردا یہ ضرورت ہو اگر
تابش داغ جگر مہر درخشان سے

نہ جگر رکھتے ہین پہلو مین نہ دل رکھتے ہین
لاگ کیون رکھتا ہے او گنبد گردان ہمسے

اوس فسون ساز نے ایسا کوئی منتر پھونکا | دل سے ہم تنگ ہین اور ہے دل نالان ہمسے
خون ہو جائیگا اک روز تمہارے در پہ | روز کرتا ہے جھڑپ آپکا دربان ہمسے
پانؤ پڑ پڑ کے ہر اک گام پہ بہلاتے ہین | آبلے رکھتے ہین نسبت خار بیابان ہمسے
کیا اثر کہتا ہے ناصح ترا کہنا ہمکو | نہ چھٹیگا نہ چھٹیگا در جانان ہمسے
خواب مین بھی نہ ہوا وصل ہمین اوسکا نصیب | بدلے لیتی ہے یہ کیا کیا شب ہجران ہمسے
سر بھی اور جان بھی حاضر ہے جو منظور ہو لو | کون سی بات پہ پھر روٹھے ہو ایجان ہمسے
بال سلجھاکے اولجھتے ہین ہوا سے دیکھو | پیچ پھر لائیگی یہ زلف پریشان ہمسے
شدت ضعف سے ناچار ہین طاقت نہ رہی | نہین اوٹھ سکتا ہے اب بار حسینان ہمسے
تنگ ہین زیست سے ہان تجکو اسی سر کی قسم | نہ کبھی کیجیو تو تنخبہ ہجران ہمسے
کیون نہ مغرور ہو تم حسن پر اپنے ایجان | لاکھون جان دیتے ہین دروازہ پہ انسان ہمسے
سن کے اک نالہ کو آزاد کرے گا صیاد | سیکھ لے طرز فغان بلبل نالان ہمسے
عشق مین جان گئی غم نہین اسکا اصلا | بارے آباد ہوا شہر خموشان ہمسے
جوش وحشت تیرے اقبال سے جیتے میدان | کون سا باقی رہا کوہ و بیابان ہمسے

عمر برباد ہوئی مفت مین فرخ افسوس
کوئی بھی بن نہ پڑا کار نمایان ہمسے

غیر کمبخت تیری بزم مین ہیہات رہے | وا ایم الحبیس خدایا کہین بد ذات رہے
وہ کبھی آنکھون مین ایا کبھی آیا لب پہ | کیا بتائین شب فرقت مین جو حالات رہے
جان پر کھیلین گے غیرون سے نہ ملنے دینگے | سر رہے یا نہ رہے اپنی مگر بات رہے
وہ کبھی برسون مین ہمسے بہ رستے ہین مدام | کیون نہ شرمندہ میری آنکھون سے برسات رہے

آتشِ عشق بھڑکتی ہے نصیحت سے وہ چند
خوب معلوم تمہین قبلۂ حاجات رہے

شبِ تاریک مین آتے تھے نظر تارِ سیاہ
زلف کے سودے مین کیا کیا نہ خیالات رہے

آگیا یاد جو اونکو مجھے گالی دینا
قبر پر آکے بھی پڑھتے وہی صلوات رہے

ایکدہ جام پلا ساقی مے نوش مجھے
تا ابد شاد تیری بزمِ خرابات رہے

فکر عقبیٰ نہ کیا آپنے فرخ کچھ بھی
اوسکے ملنے کی تدبیر مین دن رات رہے

حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے
جان پہ آفت عذاب کیسی ہے

تیری رفتار مین پری پیکر
طرز روزِ حساب کیسی ہے

بلبلے کثرتِ نگاہِ شوق اپنی
اوسکے رخ پر نقاب کیسی ہے

تیغِ ابرو سے کہ شہید مجھے
اسمین صورت ثواب کیسی ہے

اسے پری رو تیرے پسینے مین
ساری خوشبو گلاب کیسی ہے

دم مین آتا نہ تو دلا ہرگز
اوسکی ہان بھی جواب کیسی ہے

جانِ من [illegible] ہے
زیست نقشِ بر آب کیسی ہے

اچپلاہٹ تیری جُت کافر
دل خانہ خراب کیسی ہے

برق و سیماب کی تڑپ فرخ
دل پہ اضطراب کیسی ہے

لیتے ہین بوسہ رخ کے کبھی زلفِ یار کے
کیا کیا مزے اوڑاتے ہین لیل و نہار کے

بہلا نہین تجھکو ناصحا کیا کیونکہ دل گیا
انداز بھی نرالے ہین اوس [illegible] کے

مرقد مین بھی نہ چین ملیگا پس از فنا
اطوار گر یہی ہین دل بیقرار کے

... ... — ... میں ہے ... میں میری جان ...

برباد یان نکر میرے رہنے دے اے صبا — پیچھے پڑی ہے کیون میرے مشتِ غبار کے

ٹہانی ہے دل میں سو میں کچھہ کیا کہو — صدمہ کہان تلک یہ سہین ہجر یار کے

فرخ ہم اپنے دیدۂ خونبار کے حضور
قایل ہین کب بہلا کسی ابر بہار کے

ہم غیرون سے نفرت جو گوارا نہین کرتے — لو جینے کی اب ہم بہی تمنا نہین کرتے

محفل میں رقیبون کے بلاتے ہین مجہے آپ — جلتون کو میری جان جلایا نہین کرتے

کیا دیر ہے دلوائیے بوسہ رہ مولا — جو وعدہ کیا کرتے ہین ٹالا نہین کرتے

جب آتے وہ گلبہ احزان میں گاہے — تب بیرون ہی ہم آپ میں آیا نہین کرتے

اغیار کے بہکانے سے اسے واسقدر — بیداد و ستم ہم پہ وہ کیا کیا نہین کرتے

گر معجزہ آتا ہے تو کیون رشکِ مسیحا — رنجور کا تم اپنے مداوا نہین کرتے

وہ دن گئے شعلہ جو نکلتے تہے زبان سے — اب آہ بہی لب تک کبہی لایا نہین کرتے

ہم کی جدائی بہی گوارا نہ تہی یا اب — ہم آپ سے ملنے کی تمنا نہین کرتے

چل دور ہو پہلو سے میرے دشمنِ بغلی — ہم تیری بہی پروا دل شیدا نہین کرتے

ہاتہہ آئیگا کیا آپکے اس جور و ستم سے
فرخ کو ستاتے ہو کچھہ اچہا نہین کرتے

کب رونے میں عالم کو ڈبویا نہین کرتے — ہم خوف سے طوفان کے رویا نہین کرتے

قاتل مجہے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے — کیون خون کو تلوار سے دہویا نہین کرتے

وعدہ تہا میری قتل کا ایفا ہے اب اوسکا — ہم دیکہتے ہین کرتے ہین وہ یا نہین کرتے

ہارے بھی بیٹھے ہیں بہی داغ دل اپنے
[illegible] نہیں [illegible]

یاد دُرِ دندان میں تیرے اشکوں سے ایاہ
ہم راتوں کو کب موتی پرو یا نہیں کرتے

اقرار وہ بوسہ دہن تنگ کا اپنے
اسطرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہیں کرتے

کیوں جان کا دشمن تو ہوا عشق میں فرخ
دل دیتے ہیں پر جان کو کہویا نہیں کرتے

کچھ تجھسے غرض ہم دلِ شیدا نہیں رکھتے
گر جان بہی چلی جائے تو پروا نہیں رکھتے

کیا روگ لگا ایسا ہیں بار الہا
ہم جینے کی کیوں اپنے تمنا نہیں رکھتے

ہیں بات بنانے ہی کو عیسیٰ لب شیرین
بیمار محبت کا مداوا نہیں رکھتے

کی عرض کہ کیوں ہمسے نہیں رکھتے سروکار
جہنجھلا کے لگے کہنے کہ اچھا نہیں رکھتے

اے کاش کسی اور کی آئی ہمیں لگجائے
اب رنج و الم سہنے کا یارا نہیں رکھتے

ق
ہیں روز کے غم کہانے سے تنگ آیا ہوں قاتل
گردن پہ مرے کیسلئے تیغا نہیں رکھتے

گر خوف قیامت ہو تو کہدینگے وہان بہی
نادانوں سے ہم خون کا دعوے نہیں رکھتے

شعلہ ہیں شرارہ ہیں اور آہوں کا دہوان ہے
ہم سینۂ سوزان میں کیا کیا نہیں رکھتے

کیا خاک وہ طے مرحلۂ عشق کرینگے
جو سانس بہی لینے کا سہارا نہیں رکھتے

اک بوسہ جو مانگا تو وہ جہنجہلا کے یہہ بولے
کچھ پاسِ ادب آپ ہمارا نہیں رکھتے

معلوم ہیں جو رنج ہیں دل دینے میں ناصح
پر کیا کریں دل سے کوئی چارا نہیں رکھتے

خورشید قیامت سے بہی آتش ہے فزون تر
جراح مرے داغ پہ پہاہا نہیں رکھتے

بے مونس و غمخوار ہیں گو نام ہے فرخ
ہم تیرے سوا اور حسد ایا نہیں رکھتے

عرشِ برین جا بجا ہے طوفانِ اشک سے
تاہم نہ خو سے گریہ تیری چشمِ تر گئی

دہوکا ہوا ہے مہرِ درخشان پہ ابر کا
زلفِ سیاہ یار جو رخ پہ بکھر گئی

ہو جائیگا یقین سے فی النار و السقر
اک آہ شعلہ بار فلک تک اگر گئی

الحمد للہ وہ بھی جنازہ کے ساتھ ہین
مر مر کے عاقبت میری بارے سنور گئی

اللہ رے شوخیان تری تیغِ نگاہ کی
بجلی کیطرح سینہ مین میرے اوتر گئی

برگشتگی طالع کہان تک بیان کرین
سو بار آکے موت بہی فرقت مین پہر گئی

بے چین خفتگانِ عدم کو کریگی تو
مرقد مین بہی جو ساتھ میرے [illegible] گئی

رشکِ مسیح زود بیا جاتے دیر نیست
لب پر ہے جان شام گئی یا سحر گئی

سُنکر کہا کہ خوب ہوا دردِ سر گیا
مرنے کی میرے شوخ تلک جب خبر گئی

جینے سے تنگ ہون نہین آتی ہے کیون اجل
ہیبت سے شامِ ہجر کے کیا تو بہی ڈر گئی

روکے سے کوئی رُکتے ہین ناداں جنونِ دل
عقل و تمیز ناصحا تیری کدہر گئی

فرخ حصولِ دین ہے نہ دنیا کی عیش ہے
برباد مفت مین یون ہی ناداں گزر گئی

کہ کبھی پیچ پہ وہ زلفِ دوتا آتی ہے
سر پہ عشاق کے اک کالی بلا آتی ہے

دیکھیے کیسے شبِ ہجر سحر ہوتی ہے
نیند آتی ہے مجھے اور نہ قضا آتی ہے

تارے گننے کی جگہہ داغ جگر گنتا ہون
شب کو فرقت مین بہلا آتی ہے

بعد مردن بہی یہ کیا ضد ہے صبا کو یا رب
اوسکے کوچہ سے میری خاک اوڑا لاتی ہے

ہوتا ہے عالمِ بالا تہ و بالا یکسر
لب پر اپنے جو کبھو آہِ رسا آتی ہے

عزم رخصت ترا سنکر بت کافر میری
جان سینہ سے لبون پہ سمٹ آتی ہے

بوے کاکل تری لیجا کے صبا گلشن مین
اور اک تازہ شگوفہ وہ کہلا آتی ہے

ساقیا دیر نکر جلد لگا دے موہنہ سے
دیکہہ کیا جہومتی ساون کی گہٹا آتی ہے

خط قلوبت کا پیغام کہڑا ہے سر پر
آمد و شد سے نفس کی یہہ صدا آتی ہے

فکر دنیا مین پہنسے رہتے ہو فرح درا
شرم آتی ہے تمہین اور نہ حیا آتی ہے

میرا دل لیکے اوکا فرد غا کی
دوہائی ہے دوہائی ہے خدا کی

ہے میری قتل کا غیرون پہ ارشاد
یہی طرز ستم ہے بیوفا کی

سوال بوسہ پر کہتا ہے وہ بت
تجہے بہی دن لگی قدرت خدا کی

نہین جز مرگ کوئی اور تدبیر
طبیبو اپنے درد لادوا کی

اوڑا لیجا ہے خاک اوسکی گلی مین
کرے ہی مین منتین کیا کیا صبا کی

بتون کے عشق مین جاے دل و دین
یون ہی تہی ناصحا مرضی خدا کی

ہوا اچہا نہ بیمار محبت
دوا کی مدتون برسون دعا کی

اطبا تہی علاج ضعف دل مین
اجل سے یہ گہڑی ہے مدعا کی

چرا یا صاف چلا ہاتہ سے کیا
یہہ شوخی دیکہنا دزد حنا کی

لیا ہے بوسہ کاکل جو سے مینے
حقیقت مین بڑی ہی بار خطا کی

پڑا ہے نامہ بر اتنکا نہ اپنا
قریب آمد ہوئی پیک قضا کی

مین کلا امر ہو نا بادشاہ
ولے یہہ چشم تر ہمدم ہما کی

گو الٰہی مفت فرخ عمر افسوس
نہیں کچھ بھی خبر روزِ جزا کی

وہ بھی کیا دن تھے ہمیں لذتِ آزار نہ تھی
لب پہ یوں آٹھ پہر آہِ شرربار نہ تھی

جب تلک حسن سے واقف طبعِ یار نہ تھی
اپنے بیگانوں سے یوں گرمیِ بازار نہ تھی

مردہ زندہ تیری ٹھوکر سے ہوئے جاتے تھے
اک قیامت تھی ستمگر تیری رفتار نہ تھی

سینہ کاوی تھی جگر خون ہوا جاتا تھا
کون سی بات تھی جو ہجر میں دشوار نہ تھی

رہی موجود سے معدوم ہمیشہ تنائیں
کب بھلا آنکھوں سے پنہاں کمرِ یار نہ تھی

للّٰہ الحمد جنازہ پہ وہ میرے آئے
ایسی امید مجھے طالعِ بیدار نہ تھی

زاہدا توبہ سے زیست میں کس واسطے کی
کیا تجھے چشمِ عفو قادرِ غفار نہ تھی

جھانک کر دیکھ لیا جلوۂ جاناں دل میں
کوئی دیوار وہاں مانعِ دیدار نہ تھی

سچ کہو شوق ہوا کب سے ستمگاری کا
پہلے یوں زیبِ کمر آپکے تلوار نہ تھی

عشق میں جان کے بچنے کا ہے اب فکر عبث
پہلے کیا اسکی خبر تجھکو دلِ زار نہ تھی

نیم بازی نے بھی اک فتنہ اوٹھایا ظالم
چشمِ فتان تیری سوتے میں بھی بیکار نہ تھی

خوف سے موت بھی اگر نہ پھٹکنے پائی
ایک آفت تھی میرے حق میں شبِ تار نہ تھی

گو غزل لکھنے کو تو نے بھی لکھی تھی فرخ
پر تیرے شعروں میں کچھ خوبیِ گفتار نہ تھی

جان جان یاد تیری ہجر میں جب ہوتی ہے
ہچکیوں سے مجھے جان بلب ہوتی ہے

ہوں چراغِ سحری دم کا بھروسا کیا ہے
مفت دشمن میری کیوں ہجر کی شب ہوتی ہے

اور سے شعر میں جو اپنے فدا ہوتا ہے
خوبرویوں کی طبیعت بھی عجب ہوتی ہے

ساقیا موںہہ سے لگادے خم صہبا ایکبار
ایکدو جام سے تسکین مرے کب ہوتی ہے

دل لگا کر کہیں الفت کا مزا تو دیکھو
حضرت ناصح لگی لاگ غضب ہوتی ہے

دل تو مدت ہوئی رخصت ہوا پہلو میرے
تم جو روٹھے ہو تو لو جان بھی اب ہوتی ہے

فکر کرنے سے تجھے فایدہ کیا ہے فرخ
وہی ہوتا ہے جو کچھ مرضی ربا ہوتی ہے

رونے سے چشم تر تجھے دن رات کام ہے
عالم نہ ڈوب جائے خطر کا مقام ہے

الفت بتوں کی واعظا کیونکر حرام ہے
عشق مجاز ہی تو حقیقت کا بام ہے

گیسو سنوارتے ہیں وہ کوٹھے پہ شام کو
گویا کہ مہر ابر میں بالائے بام ہے

مدت کے بعد خواہش گردن بر آئیگی
شکر خدا اگر تیغ تیری بے نیام ہے

تک تک کے مغز خالی عبث ناصحا نکر
قابو میں جب نہ دل ہو تو پھر کیا کلام ہے

ہر بار جاؤں جاؤں نہیں چھیڑ سے ہارے
ہونا جو کل ہے آج ہی ہو لو سلام ہے

جور و جفا اوٹھائیں بھلا کس امید پر
سوچو تو دل میں کوئی تمہارا غلام ہے

دل بستگی ہے جو جب آلام دہر میں
یعنی جہان میں غافلو کب تک قیام ہے

گر تو نے دل دیا نہیں فرخ تو یہ بتا
کیوں آہ سرد لب پہ ترے صبح و شام ہے

شکر خدا کہ آج وہ بت اپنا رام ہے
زاہد اور شیخ کو جا کر سلام ہے

کافر ہو جسکو خواہش جنت ہو زاہدا
تیری قسم ہمیں تو تمنائی جام ہے

مجھ سے خدا ہی جانے کہ کیا ضد ہوئی اوسے
ورنہ رقیب و غیر پہ لطف اسکا عام ہے

اور ابر سے سوا ہو گیا رونا میرا تجھے
طوفان نوح آج تلک کسکا نام ہے

او فتنہ گر خدا ہی چکائیگا فیصلہ
جور و جفا کا روز جزا انتقام ہے

جانا ہے ایکدن تمہین دنیا سے غافلو
پیک قضا کا صبح و مسا یہہ پیام ہے

فرخ ہے ابتدا ہی گھبرا گیا ہے تو
عشق بتان مین عیش یہہ سودائے خام ہے

رہتی ہے تپ عشق کی باری کئی دن سے
ہے زندگی اپنی مجھے بھاری کئی دن سے

کیا نرگس شہلا سے لڑی آنکھہ تمہاری
گلگشت کو جاتی ہے سواری کئی دن سے

کچھہ آنسوؤن کا بہنا نہین آج سے ناصح
دریا میری آنکھون سے ہین جاری کئی دن سے

اے وحشت دل مژدہ بہار آئی ہے سر پر
دیتی ہے خبر باد بہاری کئی دن سے

کیا ہو گیا دلکو میرے یا رب الہا
ہر دم ہے فزون گریہ و زاری کئی دن سے

دم ہچکیان لیتا ہے جو آنا ہے تو آؤ
ہے نزع مین ہی یاد تمہاری کئی دن سے

فرخ کا برا حال ہے ٹک دیکھہ تو جا کے
ہے نزع کی حالت اوسے طاری کئی دن سے

نالہ مین بلند اپنے یہہ بارے کئی دن سے
گردون پہ چمکتے نہین تارے کئی دن سے

او غنچہ دہان تیرے شکورے ہینگے
سر بوجھہ ہے گردن پہ ہمارے کئی دن سے

اندھیرے اغیار کرین زلفون مین شانہ
جلتے ہین ہمارے سینہ پہ آرے کئی دن سے

ای شک مسیحا یہہ ہی موقع ہے خبر کا
بیچین ہون مین درد کے مارے کئی دن سے

بتلا دے مجھے سینہ اگر کچھہ بھی کہا ہو
کیون روٹھہ رہے ہو میرے پیارے کئی دن سے

او کافر بدکیش سمجھے کچھہ بھی خبر ہے
عاشق مین ترے گور کنارے کئی دن سے

تا لاش مین مضمون کر یار سے کہے ہم

فرخ بہی عدم کو ہین سدہارے کئی دن سے

گلگشت کو گلشن مین جو وقت سحر آے
نرگس کو دکہا آنکہہ وہ بیمار کر آے

اوڑ جائین دہوئین عرش معلّے کے یقین ہے
اک نالۂ جان سوز بہی لب تک اگر آے

سکتے ہین کوئی روکسکے او ناصح ناد ان
یہہ حضرت دل ہین جدہر آے اودہر آے

شکوہ نہین اصلا کہ کرے دل پہ روکہائی
افلاس مین ہوجاتے ہین سب اپنے پرائے

سختئ دل سوزان نہین نوک مژہ پر
یہہ نخل محبت مین ہین گویا ثمر آے

وادی مین مجہے دیکہہ کے بولا ادبا قیس
خوش طالع ما قبلہ و کعبہ کدہر آے

جراح مرے زخم پہ پہاہا نہ لگانا
یہہ زخم نہین وہ کہ جو مرہم سے بہر آے

معلوم نہین آے ہین کیون ملک عدم سے
دنیا مین مگر کہانے کو داغ جگر آے

بیمار محبت کو پڑے جان کے لالے
بہتر ہے قضا لینے کو اوسکی خبر آے

جلوہ سے ترے آنکہہ جہپکتی ہے فلک پہ
مونہہ کیا ہے ترے سامنے شمس و قمر آے

دل دینا نہ فرخ تو خبردار کسیکو
ڈرتا ہے نہ کہین تیری بلا جان پر آے

سونے دیتا ہے ہر اک کروٹ ہر اک پہلو مجہے
آج ہی کہا جائیگا کیا اور درد فرقت تو مجہے

جب نہ بت بنتا ہے تیرا ہی تصور ہان ہر
سچ بتا او فتنہ گر کیا کر دیا جادو مجہے

نکہت گل کا گمان ہے میرے جسم زار پہ
کر دیا ہے ضعف نے ایسا بہ رنگ بو مجہے

زندگی سے تنگ آیا ہون خدا کیواسطے
اوسکے ملنے کا بتا ناصح کوئی قابو مجہے

یون جلاتے ہین جو ملکر خال و خط زلف یار
کیا سپہ کار دل جانا مردہ ہندو مجہے

ناتوان ہون ضعف سے ایسی کہ طاقت طاق ہے
بس نہ کہلوا اسقدر تو رنج ہجران تو مجہے

غالباً فرخ تیرا دل جل گیا ہے عشق میں
تیری آہِ گرم سے آتی ہے کچھ کچھ بو مجھے

ہے کچھ پتا ہی خبر تمہین کسیکی
ناحق نہ دو کھاؤ دل کسیکا
ایسے خفا نہ راتدن کہلا غم
آئی نہین پانی لب تلک بھی
پہل پایا نہ سرو نے اکڑ کر
اک بوسہ پہ لاکھون گالیان ہین

ہے قطع امید زندگی کی
لگ جائیگی بددعا کسیکی
کر بات کوئی ہنسی خوشی کی
رہ جاتی ہے بات جی مین جی کی
کیون قد ہے تیرے برابری کی
شیخی ہے یہہ حسنِ عارضی کی

فرخ تمہین موت یون نہ آتی
اچھا کیا تمنے عاشقی کی

ہے موت ہی سے اپنی امیدِ شفا مجھے
ہر دم فزون ہین رنج و الم یاس و درد و غم
صدمے کہان تلک مین سہون ہجر یار کے
چھٹتی ہے کوئی لاگ یہہ دل کی لگی ہوئی
کعبہ کلیسا دیر و حرم جا بجا پھرا
مین ناتوان ضعیف ہون کچھہ بوئے گل نہین

کچھہ ایسا لگ گیا مرضِ لا دوا مجھے
کھلتا نہین ہے کچھہ بھی یہہ کیا ہوگیا مجھے
اس زندگی سے موت ہی دیگو خدا مجھے
کیا پند و وعظ کرتا ہے او ناصحا مجھے
اب تک ملا نہ پر ترے گھر کا پتا مجھے
کیون ساتھ اوڑاتے پھرتی ہے بادِ صبا مجھے

فرخ بقول آپکے کیا فکرِ رزق ہے
رزاق ہے وہ جس نے کہ پیدا کیا مجھے

قتل کرنا ہے تو کر او بتِ بے پیر مجھے
گنہِ عشق کی تاوان چاہیئے تعزیر مجھے

تشنۂ آب شہادت ہوں گلا سوکھ گیا
پانی پلوا تو ہی آب دم شمشیر مجھے

میں کہاں اور کہاں دشت نوردی ایسی
خاک اڑانے کو لیے پھرتی ہے تقدیر مجھے

وحشت دل نے یہ رتبہ مجھے بخشا ہے جنون
پانو پڑتی ہے اگر ملتی ہے زنجیر مجھے

ہمنے لاکھوں ہی کہلائے ہیں بیل کر ہمسے
پیچ میں لائے گی کیا زلف گرہ گیر مجھے

سیر ہے کوہ و بیابان کی دن رات نصیب
حضرت عشق نے بخشی ہے یہ جاگیر مجھے

عذر جو رہ پہ جھنجلا کے جھڑک دیتے ہیں
بولنے ہی نہیں دیتے دم تقریر مجھے

یار جاتا ہے مگر موت نہیں آتی ہے
اپنے مرنے کی نہیں سوجھتی تدبیر مجھے

کھنچ گیا اور زیادہ وہ ستمگر ہمسے
واہ معلوم ہوئی آہ کی تاثیر مجھے

جی میں ہے بھیجوں مصور کوئی قاصد کے عوض
جائے خط تا کہ وہ لادے تری تصویر مجھے

ہوگا فرخ وہی جو کچھ ہے مقدر میں لکھا
خط تقدیر کی معلوم ہے تحریر مجھے

حق بجانب ہے نہیں کوئی بھی ثانی آپ کی
نور حق سے ہے بنی تصویر جانی آپ کی

تاب و طاقت لیگئے رنج جدائی دیکھیے
بس یہی دو تین باتیں ہیں نشانی آپ کی

مونس و غمخوار کہتے ہیں یہی صورت کو دیکھ
ہو گئی برباد کس پر نوجوانی آپ کی

خاطر محزون تمہاری یاد سے غافل نہیں
رات دن رٹتا ہی بیٹھا کہانی آپ کی

کلبۂ محزون دل میں حضرت غم آتے ہیں
خون دل لخت جگر ہیں میہمانی آپ کی

حضرت ناصح خدا کے واسطے رکھئے معاف
خوب بندہ جانتا ہے مہربانی آپ کی

لکھتے ہیں احباب خط میں ہمکو فرخ سب یہی
یاد آتی ہے بہت وہ شعر خوانی آپ کی

خونچکاں غم کی جو کچھ اپنی حکایت ہوگی
سب جور کی اوس بت کی شکایت ہوگی

ترک الفت کا کوئی ذکر نہ کیجے حضرت
اور سر آنکھوں پہ ناصح جو ہدایت ہوگی

نہیں وعدے کہ ہمیشہ مجھے اپنا سمجھو
ایکبار ہی نظر لطف کفایت ہوگی

جان پر کھیلینگے یار رہینگے دیکھو
غیر پر جس سے زیادہ جور عنایت ہوگی

خون دل پیتے ہیں غم کھاتے ہیں عشاق مدام
مذہب عشق میں یہ کوئی روایت ہوگی

مینے رو کر کہا جب غیر کو پان اوس نے دیا
خون ہوگا جو گلوری نہ عنایت ہوگی

فکر دنیا نہ کیجے دن رات بھی فتح اب تو
عاقبت شہر ہی بیہودہ نہایت ہوگی

سبز جنگل ہو گئے دل شاد دہقان ہو گئے
جس طرف عاشق ترے با چشم گریاں ہو گئے

خاک ہو کر جا بسینگے باد صبا کے ساتھ ہم
دیکھنا گر صف پہ تیرے ہم بھی ویران ہو گئے

آرزو ہے زخم جب زیادہ ہوئی پھر نمک
شور بختی سے بھی میرے خالی نمکدان ہو گئے

سے گنوان اس راہ میں خس پوش پیدل دیکھنا
مت سمجھنا مو سے خط گرد زنخدان ہو گئے

فصل گل آدھی ہے توبہ شیخ جی ممکن نہیں
آپ دانا ہو کے حضرت کیسے نادان ہو گئے

چشم گریاں آہ سوزاں سے ہمارے بار ہا
خشک دریا ہو گئے دریا بیابان ہو گئے

حسرت گریہ مرے دل سے نہیں نکلی ہنوز
نوح کے طوفان سے بھی ہفت طوفان ہو گئے

چپ ہیں فرط ضعف سے طاقت نہیں گفتار کی
بیٹھے جی سہم سا کر ہم خموشان ہو گئے

آرزو ہے جو سے شاید دل میں باقی رہ گئی
قتل کر کے کس لئے صیاد پشیمان ہو گئے

تیغ قاتل سے ہوے ہیں سقدر عاشق شہید
شہر ویران ہو گئے آباد ویران ہو گئے

درہم و برہم ہوئے اور کہا کیا کیا پیچ و تاب
بال زلفوں کے ہوا سے جو پریشان ہو گئے

قدرت خالق ہین یہ تم سرو قامت گلبدن | اور بہار عشق کے ہم عشق پیچان ہو گئے

حضرت فرخ لگانا وار فانی مین نہ دل
کیا ہوا دو چار دن گر تم بہی مہمان ہو گئے

ہین رخصت صبر و طاقت و دین ایمان ہو گئے | جب سے ہم مبتلا ہوئے حیران ہو گئے

جس نے دیکہا صاف دو ٹکڑے کیا ہی دور سے | جوہر اوسکی تیغ ابرو کے نمایان ہو گئے

کس ملاحت سے چہڑکتے تہے وہ زخمون پر نمک | لطف کم ہوتا نہ تہا خالی نمکدان ہو گئے

جب تہین بند آنکہین دل مین کیا کیا نقش تہے | کہل گئین جب آنکہہ سب خواب پریشان ہو گئے

بیٹہے ہین جو رستے پر گردش ایام کے | جب سے ہم وارفتہ رفتار جانان ہو گئے

نالہ ہاے سوز لب تک بہی اگر آیا ہے | خاک جلکر دیکہنا گردون گردان ہو گئے

سر بہی حاضر جان بہی حاضر عذر مینے کب کیا | پہر خفا کس بات پر اے جان جانان ہو گئے

اب تو بس کر اے جنون زور آزمائی تا کجا | چاک دامان ہو گئے ٹکڑے گریبان ہو گئے

بوجہ شہادت سے سر تن پر سے ٹل گیا | ہم ترے مرہون منت تیغ برّان ہو گئے

آسمان پر ہے غبار اپنا صبا کی دوش پر | خاک ہو کر عشق مین ہم بہی سلیمان ہو گئے

وا اے قسمت بوسہ اوس لب کا نصیب غیر ہو | اور ہم یون گالیان کہانے کے شایان ہو گئے

سنتا ہے نقار خانہ مین صدا طوطی کی کون | بند نالون سے میری مرغ خوش الحان ہو گئے

کیا ہوا کیونکہ ہوا دل کس طرح سے کہو دیا
آپ تو دانا تہے فرخ کیسے نادان ہو گئے

فصل گل آئی ہے اپنے زخم دل آلے ہوئے | پہاڑے جتنے جڑ چکے تہے سب کے منہہ کہل گئے

انقلاب چرخ سے کیا بہت کچہہ ہو گیا | کیا ہوا گر غنچے چاہتے والے ہوئے

ہم روتے روتے ابرِ بہار بن گئے

میری کس رات جب نہیں ہوتی
پھر تجھے فتنہ گر نہیں ہوتی

اپنی بیتابی کم شبِ فرقت
نہیں ہوتی مگر نہیں ہوتی

ڈرتے رہنا کہ آہِ مظلوماں
اے فلک بے اثر نہیں ہوتی

ہیں کمر بستہ جور پہ سے غلط
دلبروں کی کمر نہیں ہوتی

نیند آتی ہے اور نہ ہوتی صبح
شبِ فرقت سحر نہیں ہوتی

یہاں تڑپتے ہیں جان دیتے ہیں
واں کسیکو خبر نہیں ہوتی

لاکھ وعدہ کرو تم آنے کا
دلکو تسکین مگر نہیں ہوتی

ہے غضب جانگزا سمومِ آہ
شاخِ غم بارور نہیں ہوتی

فائدہ کیا کمال سے ناداں
آج قدرِ ہنر نہیں ہوتی

سخت جانی سے زندگی اپنی
دیکھیں کب تک بسر نہیں ہوتی

تیرے بیمار کے سرِ بالیں
کس کی اب چشم تر نہیں ہوتی

ہر طرف سے برستے ہیں پتھر
دھوم اپنی کدھر نہیں ہوتی

شکر صد شکر تیری اے فرخ
اب کبھی چشم تر نہیں ہوتی

کیوں شیفتہ کاکلِ جانانہ ہوا ہے
اے دل تجھے کیا سوجھی ہے دیوانہ ہوا ہے

کیا خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ تمہارے
جل خاک سیہ شمع پہ پروانہ ہوا ہے

سنتا ہی نہیں قصہ فرہاد کو کوئی
مشہور زبس اپنا یہ افسانہ ہوا ہے

کیوں مفت میں سر کھپایا ہے او ناصح ناداں
دیوانہ کو سمجھاتا ہے دیوانہ ہوا ہے

دیکہا ہے حال ہی کی جا ب تو دم ہل — سے ہی محتسب کا ہم یہہ مردانہ ہوا ہے
دل خون شدہ آنکہون مین سے ابہر کے لنڈہانا — ساقی ہمین حاصل یہہ ہی پیمانہ ہوا ہے
نقد دل مضطر کو دبا بیٹھے ہو صاحب — کیا سودے مین زلفونکے بیعانہ ہوا ہے
اوس کافر بدکیش کا ہے دل مین تصور — یہان خانۂ اللہ مین صنمخانہ ہوا ہے

کیا شکوہ اپنا ہے زبان کیجئے فرخ
جو اپنا یگانہ تہا وہ بیگانہ ہوا ہے

اٹکہیلیون کی چال جو وہ دلربا سے چلے — سامان موت خلق کا لیکر قضا سے چلے
صحن چمن مین وہ گل و بلبل کو باغبان — محو جمال کرکے تماشا نیا سے چلے
ہو خفتگان خاک کو محشر کا اعتبار — وو اک قدم جو ناز سے وہ دلربا سے چلے
ہووے مبارک ہمکو قدم تیرا اے اجل — عیسیٰ بہی میرے علاج سے ہوکر خفا چلے
ہر روز فکر جور مین رہتا تہا تو مدام — لے خوش ہوا تو دنیا سے ہم بیوفا چلے
آتے تہے پہلے آپ ہی گریان عدم سے آہ — ہستی سے اب چلے تو ہمہونکو رلا چلے
سنتے ہی ہم تو دو نو جہان سے گزر گئے — جب دم کہ اوس نے ناز سے ہنسکر کہا چلے
برباد میری خاک کو کرتی ہے کس لئے — آہستگی سے کہدو کہ باد صبا چلے

مطلب ہوا نہ ایک بہی دل کا کوئی حصول
ہم بہی جہان مین فرخ کیا آئے کیا چلے

رنگ او سیماب تہوڑا سا منگایا چاہیئے — حال بیتابی اونہین چل کر دکہایا چاہیئے
تشنہ لب ہون پیاس کی شدت ہی کا ہے شور آب — اے صنم آب دم خنجر پلایا چاہیئے
جیتے جی جز رفتار کے کیا کہ ہمین چہرہ ستم — آہ و نالہ اب تمہین بہی سر اوٹہایا چاہیئے

جو کیا آپکی غفلت نے کیا ہے صاحب
تم جو جلد آتے تو کیون جان سے گزرتا کوئی

دل مضطر پہ اگر ناصح قابو ہوتا
دو کہے یہ دو کہے کسلئے اسطرح سے بہرتا کوئی

واعظا حشر کے دن ہی وہی مین تو ہونگے
ایسی باتون سے میان یہان نہین ڈرتا کوئی

چین سے تم تو پڑے سوتے ہو خلوتخانہ مین
ٹہنڈی سانسین لیں دیوار سے بہرتا کوئی

نزع مین چہوڑا مرا دم نہ نکلتے دیکہا
ایکدو دم کے لئے اور ٹہرتا کوئی

اعتبار اونکو اگر اپنا بڑہاتا ہوتا
نقد دل لیکے ہمارا نہ مکرتا کوئی

والہ و شیفتہ گشتہ و فرخ شیدا
عشق مین نام مجھے کیا کیا ہی دہرتا کوئی

لیا میدان زلف یار نے گلشن مین سنبل سے
چہوڑایا دم مین روئے گلبدن نے گل کو بلبل سے

مقابل روسے انور ہو کہان ہے حوصلہ اتنا
ملاوے مونہہ تو پہلے چہرا اوسکی نقش کے گل سے

ہے ساغر فرقت ساقی مین چشم خونچکان ہمکو
صدا سے آہ و نالہ آتی ہے شیشہ کی قلقل سے

مگر اس راہ سے گذری سواری حضرت دل کی
الہی کیون یہ فوج اشک آتی ہے تجمل سے

یہ موذی کاٹ ہی کہائیگا مار آستین ہوکر
ز الفت کیجیو زنہار اے دل اوسکی کاکل سے

مین ہون دیوانہ نازک فراج اب چارہ گرو لیکن
نکل جائیگا دم اپنا میان زنجیر کے غل سے

نہ دل جلدی سے دیدینا بت کافر کو اے دانا
خدا کے واسطے فرخ توقف تامل سے

امید ورد عشق سے کسکو شفا کی ہے
تاثیر چارہ گر یہان اولٹی دوا کی ہے

اب سے دعا سے جبر ہی مانگا کرینگے ہم
صد گریہ بے اثر سے ہماری دعا کی ہے

پہرتی ہے چار سو مری بستر کے آس پاس
مٹی خراب ضعف سے میری قضا کی ہے

واللہ رے بے نیازیان درگاہِ عشق کی
یہان قدر و شوکت ایک سی شاہ و گدا کی ہے

یہان تک ہوئی ہین جینے سے ہم سیر بن خفا
علیے سے التجا ہے نہ خواہش دوا کی ہے

کیونکر سہین نہ ظلم و ستم چرخ کے دلا
تعلیم جور اوسکو بتِ بیوفا کی ہے

پتھر کا دل مین لاؤن کہان سے تو ہی بتا
کچھ حد بھی اے صنم تری جور و جفا کی ہے

فرقت مین بن بلائے ہی آئی ہے آپ سے
نظرِ کرم یہہ حال پہ میرے قضا کی ہے

اوس بت کی جور سہتے ہین فرخ جو ہم مدام
کسکا قصور کہئے یہہ مرضی خدا کی ہے

نظرِ کرم وہ پہلی سی شفقت نہین رہی
آنکھین بدل گئی ہین وہ اُلفت نہین رہی

جور بتان سہین وہ طبیعت نہین رہی
شکرِ خدا کہ اپنی وہ حالت نہین رہی

سر میرا کاٹ کر گئے فرمانے ناز سے
لو اب تو تمکو ہم سے شکایت نہین رہی

کوچہ مین اوسکے زاہد اب ہے گر ہوا
واللہ ہمکو خواہشِ جنت نہین رہی

شکر سوالِ بوسہ دہن لا جواب ہین
اثبات نفی مین کوئی حجت نہین رہی

منہ مین زبان بند رکھو گالیان ندو
بیجا اوٹھاتے ہین ناز وہ عادت نہین رہی

تاثیر ہم دکھاتے و لے کیا کرین فلک
آہ و فغان کی ضعف سے طاقت نہین رہی

کی عرض ملتے نہین مدتون سے کیون
فرمایا ناز سے ہمین فرصت نہین رہی

فرخ کا دم ہے لب پہ چلو تم بھی دیکھ لو
کہتے ہین کوئی بچنے کی صورت نہین رہی

اثر اتنا نالہ کو میرے خدا دے
کہ دم مین زمین و فلک کو ہلا دے

خدا کے لئے آب خنجر سے قاتل
ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

ہین [illegible] واسطے میرا [illegible] — ہین [illegible]

نہین ضعف سے تاب اوٹھانے کی ساقی — تو ہی جام مے میری منہہ سے لگا دے

بہت شعر اوٹھایا ہے چرخ برین نے — اثر ہان ذرا آہ سوزان دکھا دے

یہہ امید ہے چشم تر سے کہ تیرے — تن زار کوچہ مین اپنا بہا دے

شب ہجر تو ہی چلا چھوڑ ظالم — نہ اے دم مجھے بیکسی مین دغا دے

خدا کے لئے زاہدا ساتھ چلکر — مجھے رستہ میکدہ کا بتا دے

صدا اک بوسہ کی ہے اے شہ حسن — جو مولا دلائے تیرا تو دلا دے

گدا رہے شہنشاہ کو دم کے دم مین — خدا جسکو اک پل مین چاہے بنا دے

سمجھے کیا یہہ سودا ہوا ہائے فرخ
ارے حال دل کچھہ تو اپنا سنا دے

مہربان لب اب نہ ترساؤ مجھے — ہنسکے صورت اپنی دکھلاؤ مجھے

اوس پری تک کوئی پہنچاؤ مجھے — ورنہ اپنے آپ مین لاؤ مجھے

کوئی دم کا اور دم مہمان ہے — دم کے دم ٹک آکے دیکھہ تو جاؤ مجھے

حضرت ناصح نہ سمجھونگا کبھی — جسطرح سے چاہو سمجھاؤ مجھے

کار شیطان ہے نہ واعظ کیجئے — توبہ سے کو نہ بہکاؤ مجھے

کسکو ہے قول و قسم کا اعتبار — جھوٹے وعدون سے نہ بہلاؤ مجھے

حشر مین فرخ جو پوچھے جاؤگے
کیا کہوگے وہان یہہ بتلاؤ مجھے

تپ عشق سے استقدر ہم جلے — پڑے دست نباض مین آبلے

کہین سوزش دل کا کر حال ہم
زبان قلم پہ پڑین ابلے

ملے دل ہزارون کے پانوؤن تلے
جو وو اک قدم ناز سے وہ چلے

جو دینا ہے بوسہ تو دلوائیے
نہین خوب اے جان یہہ آرے بلے

جو کہتے ہین سو کہہ گذرتے ہین ہم
ہٹے ہم ہی جانباز ہین بن چلے

ہے خشک غم سے سدا اشک خار
نہ ہم باغ ہستی مین پہولے پہلے

کرم تیرے کیا کیا رہے رات بہر
شب ہجر رخصت کر اب ہم چلے

نہ چشم حقارت سے دیکہو ہمین
ہین عاشق تمہارے برے یا بہلے

نکلتا ہے یہ وقت شہر سے وہان
بس اے سوز فرقت سے جلے ہم چلے

ہین حاضر ہون سو جو ہین جان و دل
نکال آج ہان دل کے سب حوصلے

کہین باز آتے ہین ہم ناصحا
کدہر سے تیرا ہیان او باد سے لے

مجھے دیکھ عیسےٰ نے رو کر کہا
خدایا کہین اسکی آئی ٹلے

ہو قرطاس آتش زدہ یک قلم
جلین دل کی لکہین جو ہم دل جلے

یہی ہے تمنا یہی آرزو
نکلجائے جی تیرے قدمون تلے

نہ دین کے ہوے اور نہ دنیا کے ہم
یون ہی فرخ آئے تہے یون ہی چلے

جو تیغ اوس نے ہمپر اوٹھائی ہوئی ہے
تو تنے ہی گردن جھکائی ہوئی ہے

رہین تیرے کوچہ مین ہم خاک ہو کر
یہہ ہی دل مین پیاری سمائی ہوئی ہے

بتا مصحف رخ تلک زلف کافر
تیری کسطرح سے رسائی ہوئی ہے

ہوئے دم قتل ہم نہ قاتل
اسیواسطے جان لگائی ہوئی ہے

جو دیکھا تو شکل مہ چہار دہ بھی
ترے رخ کے آگے کجالی ہوئی ہے

خدا را تو آ جلد رشک مسیحا
لبون پر میری جان آئی ہوئی ہے

رولایا مجھے تمنے غیرون کو آگے
بہت اسمین میری ہنسائی ہوئی ہے

سنا ہے جیسے عزم سفر یار جانی
میری جان و تن مین جدائی ہوئی ہے

کیا اوس نے پھر آج شبخون کا سامان
مسی لعل لب پر جمائی ہوئی ہے

وہ سنتا ہے کب حال دل میرا بد خو
رقیبون نے پٹی پڑھائی ہوئی ہے

لگی دیر کیون موت فرقت مین آتی
کہین تونے مہندی لگائی ہوئی ہے

وہ کہتے ہین رُکے ہوئے دیکھ مجھکو
کہین آنکھ تونے لڑائی ہوئی ہے

لگی چوٹ کیا دل پہ فرخ تمہارے
جو رونی سی صورت بنائی ہوئی ہے

نہین مرتکا تو میرے درد کی دوا سوجھی
فضول حضرت عیسے کو اب یہ کیا سوجھی

امید زیست سحر تک نظر نہین آتی
شب فراق مین اپنی ہمین قضا سوجھی

ہے لطف غیرون پہ اور ہم سے پیچ و بیداد
بتا تو اے بت کافر یہ دل مین کیا سوجھی

نشان دانت کا اوس لب پہ دیکھکر ہون خجل
شراب پی کے شرارت یہ دلکو کیا سوجھی

اوڑا اے تو نے جو پرچے تھے جو پھول مرقد پر
تھی یہ چھیڑ تجھے ہمسے اے صبا سوجھی

طبیب اوٹھ میرے بالین سے دم اوکھڑا ہے
مجھے تو موت ہی ہے اپنی اب شفا سوجھی

وہ مکھڑا دیکھ کے دل نے کہا تھا صل علے
جو زلف دیکھی تو کالی غضب بلا سوجھی

ہے میری قتل کا ارشاد غیر پر شاباش
تھی یہ طرز ستم تجھکو بیوفا سوجھی

اگر حرام ہے کیون خلد مین ہے جوئے شراب
بتا تو اولٹی تجھے کیا یہ واعظا سوجھی

پاسِ الفت سے نہ کچھہ خوفِ خدا ہو جس مین — کہو کس بات سے کوئی تمھین اچھا سمجھے
مرضِ عشق نے یہہ تنگ کیا جینے سے — ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھے
نہ مروت نہ وفا ہے نہ ترحم مطلق — غلطی ہے جو کوئی جان تمھین اچھا سمجھے
غیر ممکن ہے لگی جونک کبھی چھیڑ پہ — ناصحا اپنا بھلا کیا دلِ شیدا سمجھے

نیست کہتا ہے کوئی ہست کوئی کہتا ہے
کمرِ یار کو فتح کہو ہم کیا سمجھے

عشق مین اوسکے دلکو کہو بیٹھے — زندگانی سے ہاتھہ دہو بیٹھے
تیرے در پر ہے مجمعِ اغیار — ایک اوٹھا تو آسکے دو بیٹھے
بل بے سیلِ سرشک دیدۂ تر — ہم ترے ہاتھون گھر ڈبو بیٹھے
ہووے اکدم مین شاہ ہفت اقلیم — تیرے کوچہ مین آکے جو بیٹھے
جیب و دامان کو چاک کرکے عبث — کیسے بیکار ہم بہی ہو بیٹھے
جیسے بیکار اوسکو غیرون نے — جان کو ہم ترے دن لگے رو بیٹھے
خاک ہوکر اوٹھینگے وہی تیرے — ابتو ہونا جو ہو سو ہو بیٹھے
ہے سے خاموش صورتِ تصویر — تیری محفل مین ہم بہی گو بیٹھے

کیون سر آپہیر پہرتے ہو فتح
کہو دل کس طرحسے کہو بیٹھے

یار آیا نثار کیا کیجیے — دل سو ہے داغدار کیا کیجیے
حسرت اصبح دل تو دے بیٹھے — ہوکے بے اختیار کیا کیجیے
جان باقی ہے نہان نہ دل باقی — نذر اسے پیکِ یار کیا کیجیے

جانِ زار آگئی ہے ہونٹھوں پہ
اب تو تیرا انتظار کیا کیجے

کم بہت ہوگئے انجمِ گردون
داغِ دل کا شمار کیا کیجے

مر تو آئیگی اپنے وعدہ پہ
التجا بار بار کیا کیجے

لیٹنے دیتا نہیں یہ چین اک دم
دلِ بے اختیار کیا کیجے

پیش آیا نوشتۂ تقدیر
گلۂ روزگار کیا کیجے

طلب بوسہ پہ وہ کہتے ہیں
ق اسے بہرِ کردگار کیا کیجے

ایک بوسہ کی ہیں تمنا میں
لاکھوں امیدوار کیا کیجے

رشکِ گلشن ہیں داغِ دل اپنے
سیرِ گلزارِ یار کیا کیجے

آبلے آپ ٹوٹ جاتے ہیں
منتِ نوکِ خار کیا کیجے

فکر دن رات ہی یہ ہے شیخ
ہیں گنہ بے شمار کیا کیجے

وہ رخِ روشن جو گھونگٹ سے کبھی دکھلائی ہے
ہوگئے نا وہ مہرِ تابان ابر میں چھپ جائی ہے

ناصح مشفق کریں کیا ہم بہت مجبور ہیں
کچھ نہیں چلتا ہے بس جب دل کہیں لگجائی ہے

اکثر ہوتا ہی جگر شلِ کتان بے اختیار
جب وہ تیرا چاند سا مکھڑا صنم یاد آئی ہے

دل میں پہلو میں جگر میں کہیں نہیں تیرا گذر
شوخیان پھر کون طفلِ اشک کو سکھلائی ہے

پھر بہار آئی چمن میں ہوگا پھر جوشِ جنون
داغِ دل پہلو میں اپنے دمبدم گھبرائی ہے

دل پہ اوس کانِ ملاحت کی محبت کا اثر
اللہ ان ہمکو یہ غم کس کس مزہ سے کھائی ہے

دیدنا کانٹوں کا دیگا پانو کو ایذا ضرور
جو شہیدون کو ستاتا ہی آپ وہ دکھ پائی ہے

دیدہ کی مانند ہوتا ہے شنیدہ بھی کبھی
ذکرِ جنت سے تو زاہد کیون ہمیں للچائی ہے

دیکھیے دل یہہ بھی تہا پاس اپنے ‖ کیا رہا اور تند خو باقی

اپنا ساقی حساب ہے جبتک ‖ ہین یہہ جام و مے و سبو باقی

گئے سب دے لکے ساتہہ صبر و قرار ‖ رہگئی جان زار تو باقی

دل مین جو ہو سو کہہ گذر فرخ
رہ نجائے کچھہ آرزو باقی

ناتوانی نے کچھہ جسم مین چھوڑا باقی ‖ رہ گیا نام ہے بس صورت عنقا باقی

لے چکے دل ہے فقط جان تمنا باقی ‖ یہہ بھی لے لیجیے جو ہو آپکا دعوے باقی

صبح مین ہونگا نہ تو اے شب فرقت ہوگی ‖ اور دو چار گہڑی کا ہے یہہ جہگڑا باقی

قتل کر کے مجھے جاتا ہے کہان اے قاتل ‖ ہے ابہی میرے تڑپنے کا تماشا باقی

دیکہکر مجھکو کہا اوس نے میری قسمت کے ‖ رہگئے تھے یہہ بھی اک عاشق شیدا باقی

دیکھنے پائے نظر بھر کے نہ سو سے قاتل ‖ رہ گیا غنچہ خونخوار سے شکوا باقی

اور سب کچھہ تو بد و نیک زمانہ دیکھا ‖ اپنے مرنیکا ہی پہ ایک بکھیڑا باقی

خاک مین مل گئے کچھہ غم نہین اسکا لیکن ‖ اوسکے ملنے کی رہی دل مین تمنا باقی

پیش آیا وہی فرخ جو مقدر مین تہا
ابہی معلوم نہین اور ہے کیا کیا باقی

کہان ارمان گریہ دیدۂ پر نم نکلتا ہے ‖ کہ ہر اک اشک مین طوفان کا عالم نکلتا ہے

کوئی دم اور ٹھیرو دم لبون پر آن پہنچا ہے ‖ تماشا دیکھتے جاؤ ہمارا دم نکلتا ہے

دکہا کر چشم جادو کرتے ہو بیہوش ہر اک کو ‖ یہہ وہ بادام ہین جنسے کہ سحر ہم نکلتا ہے

نہین جلدی سے دم نکلے کہین جلدی سے دم نکلے ‖ فراق یار مین مشکل سے یہہ [illegible] دم نکلتا ہے

کرو کچھ فکر عقبیٰ ابھی کبھی یا یونہیں اے فرخ
کفِ افسوس مل ملکے تمہیں پچھتانا آتا ہے

تمت بالخیر

نامۂ شوق

اے لب یار جانفزا کی — سرمایۂ عیش و کامرانی
اے باعثِ زندگانی من — وے موجبِ شادمانی من
لکھتا ہون تمنا سے پیاری — پر لکھتا ہون حالِ بیقراری
ہر چند ہے لکھنا از بس مشکل — لیکن نہین مانتا ہے اب دل
ہے شوقِ وصال اسقدر مجھکو — لکھنے کی نہین مجال مجھکو
سنئے ذرا گوشِ دل سے دلبر — جو حال گذر رہا ہے دل پر
جس روز سے تجھسے ہین جدا ہون — بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
ہے خواب و خورش حرام مجھکو — دنیا سے نہین ہے کام مجھکو
دریا مری آنکھون سے روان ہے — نالہ کبھی لب پہ گہ فغان ہے
رخصت ہوئے صبر اور طاقت — بس کرتا ہے ایک غم رفاقت
حیران ہون کیا کرون الٰہی — لگتا ہی نہین کسی طرح جی
وحشت سے یہ دمبدم فزون تر — جنگل سے سوا ہوا ہے گھر
ہے صبح ہو دوپہر خرابی — ہر دم سے زیادہ اضطرابی

ہوتا ہے فزون جو رنج دل کو	پڑھتا ہون مین کہکے ہر غزل کو

غزل

اوس گل سے جو اندنون جدا ہون — بیگانہ ہر ایک سے ہوا ہون

بے خود مین یہان تلک ہوا ہون — معلوم نہین کہان ہون کیا ہون

اتنا کہ لب پہ جان ہمیشہ ہے — اس زیست کو کب تلک نبا ہون

ہے ناصحا جان عزیز سبکو — وہ جان ہے کیون اوسے نہ چاہون

ہل جاتے ہین دم مین چرخ و افلاک — سینہ سے جو آہ کھینچتا ہون

کب تک کرون انتظار تیرا — اب راہ عدم کو دیکھتا ہون

کھلتا نہین کچھ بھی بھید فرخ — مین جینے سے اپنے کیون خفا ہون

رہتا ہے سدا خیال تیرا — ابتر ہوا ہے حال میرا

فرقت مین تیری یہ ناتوانی — اب رنگ ہے بدن کی زعفرانی

ہے شام و پگاہ آہ و زاری — ہوتی نہین کم یہ بیقراری

گنتا ہون فلک کے شب کو تارے — دم بھرتا ہون زندگی کے بارے

غم کھاتا ہے مجھکو اور مین غم — مونس ہے کوئی نہ کوئی ہمدم

بیتاب ہے دل کسے سناؤن — بیہودہ تر کسے دکھاؤن

کس سے کہین حال غم جگر دوز — چھٹ بیکسی کون ہے دلسوز

سمجھے کہ ہے نہ کوئی آتا جاتا — دم جاتا ہے اور رونا آتا

سینہ ہے تپا ہجر سے پیارے — لب پر ہین آہون کا دھوان

ہر دم جو زیادہ درد دل ہے — اب ورد زبان یہہ غزل ہے

غزل

ہے کچھ ہی خبر نہین کسی کی — ہے قطع امید زندگی کی

ناحق نہ دکہاؤ دل کسیکا — لگ جاتے گی بد دعا کسی کی

اے چرخ نہ رات دن کہلا غم — کر بات کوئی ہنسی خوشی کی

آنسو نہین پانی لب تلک ہی — رہ جاتی ہے بات جی مین جی کی

فرقت نہین ہونٹ یون نہ آتی — اچہا کیا تُنے عاشقی کی

ہے آہ کبہی کبہی ہے زاری — مشکل ہوئی زیست اب ہماری

گر یون ہی رہی ہے بیقراری — تو ہو چکی زندگی ہماری

کہائیگا یون ہی ہمکو گر غم — مر جائینگے ایکدن یونہی ہم

جینے کا نہین ہے کوئی ڈہنگ ہی — گر یون ہی رہیگا ہمکو غم تنگ

یہہ غم نے کیا ہے آہ تلپٹ — دشوار ہے لینا ہمکو کروٹ

یہہ ضعف نے کی ہے مہربانی — جاتی نہین اپنی ناتوانی

بسمل کی طرح تڑپتا ہے دل — ہے سانس بہی لینا ہمکو مشکل

ہوتی تہی بسر خوشی مین اوقات — کیا جانتے تہے کہ ہائے ہیہات

یون سنج جدائی مین پہنسینگے — دشمن ہی سے جال مین پہنسینگے

بیرحمی چرخ سفلہ پرور — یا اپنا ہی اولٹا ہے مقدر

نیرنگی چرخ رنگ لائی — تم سے ہوئی ہائے یون جدائی

گر جانتے ہم یہ رنج ہجران — دل دیتے ہوئی مفت حیران

پہر رنج جدائی ہم نہ سہتے — دل دیتے نہ رنج مول لیتے

پالی ہے چہین جان مضطر — کہتے ہیں فلک سے آہ بہر کر

ایسے رخ سے جو جان ہو کر — کیون بیٹھے پرائی ہاتھ دہو کر

سنتے تیرا سے رنج کیا کا — کیون لیتے کو یہ ملک دل اجاڑا

سنتے تیرا سے رنج کیا لیا ہے — کیون رنج پہ رنج دہو رہا ہی

تونے ہمین مفت مین ستایا — ظالم ترے ہاتھ کچھ نہ آیا

بیہمی جسے نہ کیجئے غور — ظالم نے ستم کیا ہے زندہ درگور

حالت ہوئی اپنی کیا یہ اے وائے — دشمن کو خدا یہ دن دکھلائے

فرقت تیری ایک تو غضب ہے — تس پہ یہ فراموشی عجب ہے

رہ رہ کے یہی ہی سوچ پیارے — کیون دشمن جان ہو ہمارے

امید تھی مہر اور وفا کی — تونے میرا لیکے دل دغا کی

بہولے ہے کیا نہ یاد ہمکو — کیا ہوتا جو کرتے شاد ہمکو

گر جانتے دوگے رنج فرقت — کاہیکو بڑہاتے تم سے الفت

بہیجا کوئی پرچہ اور نہ نامہ — کاغذ نہ ملا کہ تمکو خامہ

اقرار یہ ہی تہے یاد کیجے — ٹک سوچئے میری داد دیجے

کہتے تہے کہ قول لے قسم لے — بہولینگے نہ دلسی تمکو کاہے

کہتے تہے کہ یاد لائینگے ہم — دل سے نہ تمہین بہلائینگے ہم

گہبراؤ گے گر تو آئینگے ہم — فرقت مین نہ یون ستائینگے ہم

آنا تو ہے در کنار افسوس
ہولے سے کیا نہ یاد افسوس

فرمائیے کون ہو لا پیجان
کہیئے وہ کہاں ہین عہد و پیمان

کہیئے وہ کہاں ہین قول جبا
دو دو نہین گئے ہو بہول عتاب

دو روز ہین تمنے بس ہو لایا
ہولے سے بہی یاد مین نہ آیا

کیون یاد ہو الٹی دل سے یاری
مین جیتا تہا بس اسی سہارے

کیا ایسی ہوئی ہے آہ تقصیر
آفت زدہ کو کیا جو دلگیر

گر ہو سے قصور بخش دیجیے
مرتا ہون مین مجہکو زندہ کیجیے

تہا منتظر پیام تیرا
اس آس مین دم رہا تہا میرا

اب ٹوٹ گئی ہے آس واللہ
تمکو نہین کچہہ بہی پاس واللہ

معلوم ہوا تیری محبت
ہو بہہ دکہنے کی تہی وہ ساری الفت

مرجائے اگر کوئی بلا سے
کیا تمکو غرض میری وفا سے

شادی سے نہیں اور نہ غم کم
جینے کی خوشی نہ موت کا غم

تمکو نہین کچہہ غرض کسی سے
مطلب غرض اپنی ہے خوشی سے

کیا ہوتا جو نامہ بہیجے تم
حالت میری آکے دیکہتے تم

کچہہ شان مین فرق آ نہ جاتا
مین مفت مین جان سے نہ جاتا

پر ہے سے خدا اگر لگتا
پروانہ صفت مین اوڑکے آتا

پر کیا کرون ناتوان ہوا ہون
زندہ مردون سے بہی سوا ہون

آتا نہین تمکو میری پروا
لیکن ہو نہین دل ہے تیرا شیدا

[illegible]
تن ہیر ہے گل ہی خاک جسکو

مین جسم ہون تو ہے جان جانی
بن تیرے ہو کیونکہ زندگانی

کب زیست جدائی مین ہو امکان
رہتا نہین جسم زندہ بے جان

ہون گو کہ لب گور ہی کا اب بھی مہمان
سینہ مرگ سے ہو چکے مین سامان

اب بھی اگر آتا ہے تو آو
مرتا ہون مین مجھکو دیکھ جاو

آئے تو امید زندگی ہے
بچ جاؤن تو بات کیا بڑی ہے

آ جلد کہ جان زار ٹھیرے
اپنا دل بیقرار ٹھیرے

کر رحم جو دل مین کچھ ذرا ہے
مرتا اک بندۂ خدا ہے

گر زیست مری ہے تجھکو منظور
جلد آکے خبر لے غیرت حور

جینے کی نہین ہے کوئی صورت
للّٰہ دکھاؤ آکے صورت

آ جاؤ گے تو زندہ پاؤ گے تم
پچتاؤ گے گر نہ آؤ گے تم

فرخ کوئی دم کا اب ہے مہمان
کی دیر اگر تو حق نگہبان

کرتا ہون مین نامہ ختم اسجا
اب لیجے سلام شوق میرا

حافظ ہو تیرا خدا تعالےٰ
عالم مین سدا ہو بول بالا

خوش شاد رکھے مدام تمکو
تا حشر رہے قیام تمکو

دنیا مین رہو سدا سلامت
با حشمت و جاہ و با کرامت

قطعات و رباعیات

کہا اک دن مین اوس سے دل ہے میرا جانی
ادا و ناز سے ہنس کر لگے کہنے کہ او نادان

خطا بخشو خدا را ہو گئی ہمسے نادانی
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

دیا دل جب سے ہمنے اوس بت کافر کو اے فرخ — کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے خفقانی
مین سمجھاتا ہون دلکو جبکہ بڑھتی ہی پشیمانی — چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

تیری ہستی رقیب روسیہ کیا — فلک چکراتا ہے آہ رسا سے
نہین لاتے ولیکن لب تلک ہم — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ڈرے ہے چشم سے زلف دوتا سے — نگاہ وناز وانداز وادا سے
بچاوے دل کہو کس کس سے کوئی — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہوئے ہین تنگ جینے سے الٰہی — ہمین پالا پڑا کس بیوفا سے
نکلتا ہے یہہ ہی اتو زبان سے — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

کہو دل کس طرح عہدہ برا ہو — ستم سے ظلم سے جور وجفا سے
ستمگر تجھہ پر گر گزرے تو جانے — خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہاے غیرون سے کیے منہہ کو نہیے — مہربان ہمسے کچھ ادائی کی
ذرا انصاف تو کرو دل مین — دل دیا تمکو کیا برائی کی

دیگر

بوسہ لب چو دو تو جی جاؤں — مینے اوس سے کہا یہہ ہو بیخود

مسکرا کر لگے وہ یون کہنے — واہ کیا خوب یک نشد دو شد

دیگر

اکدن اوس سے کہا مینے کہ او بیداد گر — را تدن ہمکو نہ یون بیدرد ہو ستایا چاہئے

سنکے وہ کہنے لگے بس حوصلہ ہمکو معلوم — عاشقی مین رنج و غم سب کچھہ اوٹھانا چاہئے

دیگر

مرتا ہون مجھے گلے لگا لے — کی عرض یہہ مینے بیوفا سے

سنتے ہی کہا یہہ اوس نے ہنسکر — مرجائیے جو تو میری بلا سے

دیگر

تنگ کرتے ہو ہمکو کیون حضرت — تم بھی ناصح کسی پہ مر دیکھو

مزہ الفت کا اور ہی کچھہ ہے — حوصلہ ہو تو عشق کر دیکھو

دیگر

مینے کہا کہ ہو رشک سے تمہارے — مرتا ہون مین مجھکو زندہ کیجے

سنتے ہی وہ اسکے مسکرا کر — کہنے لگے پہلے مر تو لیجے

دیگر

مینے اوس سے کہا کہ ای جانان — دل لیا میرا اب ہے قصد جان

ہنسکے بولے کہ کیون نہین آؤ — واہ کیا خوب مفت کا احسان

دیگر

دل لیا جسکا اوسے تمہین مینے یہہ پوچھا — جیتا ہے کوئی جان سے اتنا نہین معلوم

کیا سبکدوشی ہوئی شاباش ہاں صد مرحبا ۔ دور تونے بار سر گردن سے میرے کر دیا

آج اے شمشیر قاتل میں ترا ممنون ہوا

طرز خندہ سے نہیں میں آشنا لب واقف ہنوز ۔ نام شادی بھی نہیں آیا زبان تک ہی ہنوز

ہوں گرفتار الم روز تولد سے ہنوز ۔ ایک ہی حسرت میرے دل سے نہیں نکلی ہنوز

پھر الٰہی کس لئے دشمن سپہر گردوں ہوا

رات دن صدمہ پہ صدمہ غم پہ غم لاکھوں سہے ۔ اس طرح کی زندگی سے موت یارب خوب ہے

مفت میں بیٹھے بٹھائے جان کے لالے پڑے ۔ ہے دعائے مرگ ہر دم تنگ ہو کر زیست سے

جب سے اے فرخ کسی پر اپنا دل مفتون ہوا

یاس و حسرت رشک و حرمان رنج و غم ہمکو دیے ۔ داغ دل درد و الم رنج و محن ہمکو دیے

واہ کیوں صدقے نہوں میں اس قسام کے ۔ جام عشرت سبکو قسام ازل تونے دیے

اور قسمت کا ہمارے طالع واژون ہوا

عقل کیوں حیران ہے طرفہ طلسم آیا نظر ۔ ہیں جسم دندان ہیں یا صدف میں ہیں گہر

صاف کہدوں جیسے تم ایسے جان جہان ہو چہ اگر ۔ پان کی سرخی نہیں لعل لب جان بخش پر

چشمۂ حیوان پہ شاید کسیکا خون ہوا

زندگی میں تو بھلا رہتی ہی تھی حالت زبون ۔ دمبدم لحظہ بہ لحظہ اپنی وحشت تھی فزون

مر گئے پھر بھی رہی تاثیر باقی جوش کی یوں ۔ یعنی مر کر بھی گیا اپنا نہ وہ جوش جنون

خاک سے میری بگولا جو بنا مجنون ہوا

کوئی ابجد خوان کوئی زیادہ کوئی کمتر فرو ۔ آ کے پڑھتے تھے سبق جیسے ہمیشہ دو دو

پوچھتے سے عشق کیا شئ ہو وہ او دہ تھے رو ۔ عشق کے مکتب کا میں استاد ہوں اے ہمدمو

سب میری شاگرد ہیں فائق ہوا مجنوں

مخمس دیگر بر غزل خود

اپنے بیگانوں سے ظالم نے چھڑایا ہمکو — خوار و رسوا و ذلیل اس نے بنایا ہمکو
الغرض دیکھا جو کچھ اس نے دکھایا ہمکو — خاک میں اسپر دل شیدا نے ملایا ہمکو

ہائے اس دشمنِ عقلی نے ستایا ہمکو

وحشت دل کا تمہیں حال سناؤں کیا کیا — جبکہ آبادی سے جی میرا بہت گھبرایا
لیکے پہی خاک اڑانے کو یہہ سوجھی صحرا — کوہ و ہاموں و بیابان و جبال و دریا

الغرض کیا کہوں کیا کیا نہ دکھایا ہمکو

ہائے کیا حال ہوا ہے تیری غم میں اے یار — ضعف سے جانکا گھٹتا ہے بدن بیچ شمار
لاغری نے یہہ بنایا ہے میری جسم کو زار — آگے بالین سے پہرا ایک اجل بہی سو بار

ناتوانی سے جو بستر پہ نہ پایا ہمکو

نکلی مونہہ دیکھے کی الفت ہی تمہاری حیف — مر گئے پر نہ کسی نے بہی خبر لی صد حیف
چار ہی دن میں گئے بھول مجھے تم حیف — فاتحہ بہی کوئی پڑھنے کو نہ آیا صد حیف

کیوں سمجھنے لگے سب ہے پرایا ہمکو

کیوں چھپاتے ہو عبث تم رخ زیبا ہمسے — کب تلک رکہیے گا ایجان یہہ پردہ ہمسے
اسقدر شرم نہیں ہے تمہیں بیجا ہمسے — ہم ترے عاشق شیدا ہیں شرما ہمسے

دیکھہ تو شوق کہاں سے کہاں لایا ہمکو

وقت پر سیکڑوں کو بات بناتے دیکھا — وقت پر کام کسی کو بہی نہ آتے دیکھا

چھیڑ تو دیکھو سنا کر مجھے کہتا ہے وہ گل — نعرہ زن مین نہین محفل مین تو کہتا ہے وہ گل

آج سے بلبل نالان ہے گلستان اپنا

ہے یہہ دیوان ہی قرح کا مرقعہ ناسخ — گویا میلا ہے حسینان جہان کا ناسخ

چشم انصاف سے ٹک دیکھہ خدارا ناسخ — ہر ورق بال پری سے ہے مشابہ ناسخ

کہ پریزاد و دن کیسے ہے وصف مین دیوان اپنا

ترجیع بند

کوئی کہتا ہے مجھے دیدہ گریان والے — کوئی کہتا ہے مجھے سینۂ سوزان والے

کوئی کہتا ہے مجھے نالہ و افغان والے — کوئی کہتا ہے مجھے حسرت و ارمان والے

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

عاشق زار کوئی کہتا ہے رسوا کوئی — دل زلف دادہ کوئی کہتا ہے شیدا کوئی

الغرض کیا کہون کہتے ہین جو کیا کیا کوئی — اسطرح ہوگا نہ بدنام ہی مجھسا کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

کوئی مجنون مجھے کہتا ہے کوئی آوارہ — کوئی محزون کوئی غمناک کوئی بیچارہ

کوئی مفتون کوئی سودائی کوئی ناکارہ — کوئی وحشی کوئی دیوانہ جگر صد پارہ

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

کوئی وامق کوئی فرہاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی عاشق ناشاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی صاحب فریاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی خانہ بہ باد مجھے کہتا ہے

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بلے ابلے او چاک گریبان والے

والہ و شیفتہ و خستہ و پریشان کوئی
کوئی بیدل کوئی ناکام و پشیمان کوئی
مجھکو کہتا ہے حیوان کوئی
کوئی مجہول کوئی احمق و نادان کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بلے آبلے او چاک گریبان والے

مغز دو کوئی مجھے کہتا ہے کوئی رنجور
کوئی مقہور مجھے کہتا ہے کوئی مجبور
ہائے قسمت کا لکھا تہا یہہ خدا کو منظور
عشق نے سیکڑون ہی نام کئے ہین مشہور

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بلے ابلے او چاک گریبان والے

سینہ صد چاک کوئی کہتا ہے بیخواب کوئی
کوئی بے صبر مجھے کہتا ہے بیتاب کوئی
سینہ پر داغ کوئی ماہی بے آب کوئی
محو دیدار کوئی دیدہ پر آب کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آ بلے ابلے او چاک گریبان والے

کوئی بے ننگ کوئی خوار مجھے کہتے ہین
حیرتی نقش بدیوار مجھے کہتے ہین
بے حیا بے حیا ہر بار مجھے کہتے ہین
دل مین جو آتا ہے اغیار مجھے کہتے ہین

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے

ادہر آیسے ایسے اوچاک گریبان والے

سب مین تنہا ہون جو کچھہ کہتے ہین بجا و بیجا
کیا شکایت ہے کسیکی یہہ ہی قسمت کا لکہا

نہ غرض نام سے نے ننگ کی اصلا پروا
نام رکھواسے میری عشق نے فتح کیا کیا

یون پکارین ہین سبھی کوچہ جانان والے
ادہر آیسے ایسے اوچاک گریبان والے

تمت بالخیر

التماس مولف

خاکسار ہیچمدان کیول کشن المتخلص بہ فتح بعد شکرگزاری جناب خالق باری عز اسمہ خدمتمین طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے بعد ادب و تسلیم عرض پرداز ہے کہ دعوے شاعری کا ہر دور سے میرا کیا شیوہ اور مقصود یہہ حال احباب کے شوق اور تقاضا سے برا بہلا جو کچہہ سمجہہ مین آیا بطور ہدیہ پیشکش کیا۔ ہاتہنا برگ سبز است تحفہ درویش۔ منظور اور قبول ہو اوستادان دقیقہ رس سخن سنج معنی شناس کی خدمت بابرکت مین التماس ہے کہ جہان کہین غلطی دیکہین براہ کرم گستری اصلاح فرماوین اور عیب پوشی کرین کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود۔ اور راقم گنہگار کو دعا خیر یاد فقط

تقریظ

از نتائج طبع شاعر نازک خیال سخنور بے مثال منشی سدا سکھ لعل صاحب متخلص بہ غریب
قوم کائستھ بھٹناگر متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر

طالبان علم و فن و شائقان شعر و سخن کو مژدہ ہو کہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت بنیان جسکی ہر غزل شوخی مین غزال ختن ہے جو مصرعہ ہے روانی مین سرو ناز چمن ہے جو شعر ہے کوزہ قند ہے حلاوت مذاق مین لب شکرین ہے وہ چھپتا ہے۔ ہر ردیف چشمہ شیرین ہے۔ ہر قافیہ نہر انگبین ہے۔ جو وزن ہے سنجیدہ ہے۔ جو کلام ہے پسندیدہ ہے۔ بندش الفاظ نفیس اور چست محاورہ روزمرہ سلیس اور درست۔ قطعات برجستہ رباعیات لعل بستہ الفاظ رنگین سے رنگینی جھلکتی ہے معانی شیرین سے شیرینی ٹپکتی ہے بول چال کا نیا ڈھنگ۔ چہرہ بہار کا نیا رنگ۔ طرفہ باغ پر بہار ہے معانی رنگین سے رشک لالہ زار ہے کلام بے مثال ہے لاریب رشک مقال شعرائے ماضی و حال ہے۔ من نتائج طبع سلیم مستنبط کمالات زمن اعنی منشی کنول کشن کائستھ متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر خلف جناب منشی نوبت رائے صاحب مولف پوتھی بابا سانگر جو عرصہ دراز تک بملازمت سرکار ابد پایدار انگلشیہ دامت سلطنتہا بعہدہ جلیلہ ڈپٹی انسپکٹری محکمہ پولیس ضلع لاہور معزز و ممتاز رہے اور اب بحصول پنشن تارک لذات دنیوی ہو کر تیرتھ جاتراؤن مین مصروف ہین مرتب ہو کر فرحت بخش خواطر اہل مذاق ہوا۔ خاص و عام اوسکی دید کا مشتاق ہوا چشم بد دور اگر اسکی رعنائی مین نقد دل دیجیے تو بجا ہے اور گوہر کلام آبدار پر گوہر جان نثار کیجیے تو روا ہے سخن سنجیدہ استادی کی دلیل اسحق سخنور بے عدیل ہے۔ ماشاء اللہ کیا طبیعت

خداداد ہے اس متانت و فصاحت کی کیونکر نہ داد دیجیے ہر شعر پر لطافت سحر کیونکر نہ صاد
کیجیے واہ واہ سبحان اللہ زور طبیعت اسی کو کہتے ہین کہ ہر شعر انتخاب ہے جو کچھ
کہا ہے لاجواب ہے مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہے ہر رنگ مین شاہد
معنی کا جلوہ چمکتا ہے ہر جگہہ زمین شعر مین وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑے
ہین کچھہ انتہا ہے جو کہئے بجا ہے - مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جب منصف مزاج
پڑھینگے خود دیکھہ لینگے - اب کسیقدر حالات مصنف کا بیان ضرور ہے جسکا دیوان ایسا
مطلع نور ہے - یہہ گرامی منش ستودہ روش روشن بیان سحر زبان نازک خیال شیرین مقال
باکمال - یگانہ دہر یکتائے عصر عجیب روزگار زبدہ کملائے ہر دیار و امصار والی اقلیم سخنوری
مالک ملک معنی پروری سپہر علوم کے ماہ دو ہفتہ منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی
شاگرد رشید جناب مستطاب اکتساب شیر نیستان سخنوری بیشہ معنی گستری یکہ تاز عرصہ کمال
سے آمد کشور افضال نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان صاحب بہادر نظام جنگ
معروف بہ مرزا نوشہ دہلوی متخلص بہ غالب کا شاگرد ہے - فن شاعری کے سوای صنعت
تحریر و نقاشی مین وہ جوہر کمال جسکا اظہار اک امر محال ہے طغرا - توام غبار ریحان گلزار
جوہر شعاعی ناخنی وغیرہ کی تحریر مین یاقوت رقم اور جواہر نگار ہے - بہرحال یہہ جوہر کمال
قابل دید ہین ہر لایق شفیقہ دو نسخہ عجوبہ روزگار کے موسوم بہ پنجہ فتح - اور دوسری
بہ خیالات فتح اس صاحب کمال کی ترتیب و تالیف سے راقم تحریر کی نظر سے
گذرے ہین واقعی یہہ ہر دو کتاب لاجواب جنکو دیکھکے بیساختہ زبان سے نکلتا ہے
مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند - اگرچہ [illegible] کا بیان
ایک طول طویل داستان ہو سچ تو یہہ ہے کہ یہہ سب کچھہ خداداد ہے - اوسی کے فضل و کرم

ادا ہوا ہے۔ اب خاتمہ پر کلام ہے یہہ دعا ورد زبان صبح و شام ہے کہ جبتک زمین و آسمان قایم ہین قادر ذوالجلال ہمیشہ اپنا فضل و کرم اوس نیک خصال صحیح اخلاق و معدن اشفاق کے شامل حال رکھے اور اوسکی کلام کو رونق اور اوسکی حرمت و عزت کو یوماً فیوماً ترقی بخشے آمین آمین

قطعہ تاریخ

از طبع سلیم شاعر شیرین مقال منشی دینديال صاحب متخلص حاضر کایستھ بھٹناگر طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور متوطن کرانہ ضلع مظفر نگر۔

جب فرخ نے لکھا دیوان فرخ	کہا دل نے خوشا دیوان فرخ
ہر اک شعر اسکا مصری کی ڈلی ہے	ہے نسخہ دلکشا دیوان فرخ
ہر اک مصرعہ ہے اوسکا نخل شمشاد	ہے گلشن پر فضا دیوان فرخ
لکھی حاضر نے یون تاریخ تکمیل	بشارت ہو چھپا دیوان فرخ ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ

از طبع رسا و ذہن دکا شاعر روشن ضمیر منشی جہانگیری لعل صاحب متخلص بہ جہانگیر شاگرد رشید منشی بدھگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی کایستھ بھٹناگر متوطن سکندرآباد۔

بوقت ختم منعم خبر داد	کہ در لاہور دیدم جام جمشید
پئے تاریخ طبع گفتا جہانگیر	زہے دیوان فرخ طبع گردید ۱۲۹۲

دیگر

از نتایج طبع سلیم منشی کیول کشن صاحب المتخلص بہ منعم خلف منشی جہانگیری لعل صاحب

ممدوح کایستھ بھٹناگر متوطن سکندرآباد۔

جب چھپا دیوان فرخ باخوشی
جستجو تاریخ کی دل کو ہوئی
یون لکھا منشی نے تب از راہِ شوق
سن اٹھارہ سو چہتر عیسوی ۱۸۷۴

قطعہ تاریخ

از نتائج طبع بلند منشی لچھمن نراین صاحب متخلص ارجمند تلمیذ دلبند مولف

ہان نہ کیون اے دل زمانہ شاد ہو
چشم مشتاقان ہوئی اب بہرہ مند
یعنی وہ فرمودۂ فرخ کہ ہے
راحت افزائے دلِ ہر دردمند
گشت چون طبع بمطبع کوہ نور
روح پرور جان عشاق و دل پسند
شوق گرد آمد کہ تاریخش بگو
طبع نے مضمون بنائے چیدہ چند
پسند آئی یہ ہاتف کی صدا
کیا چھپا دیوان فرخ ارجمند ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ

از نتیجہ طبع رسا منشی گوپی ناتھ صاحب خوشتر ساکن قصبہ ببلوپورہ ضلع بلندشہر برادر بزرگوار فرخ

چو دیدم این گلستان گشت مطبوع
پئے تاریخ سال آمد بخاطر
ز ہاتف ناگہان خوشتر شنیدم
کہ بس دیوان فرخ خوب نادر ۱۸۷۴

قطعہ تاریخ

طبعزاد جناب میر ولایت علی صاحب علاقہ دار نہر گنگ ضلع بلندشہر

کیا دلنشین کلام ہی فرخ کا واہ واہ	کہتا ہے دل جو دیکھتی ہین یہہ کتاب دیکھہ
دیوان میر و ناسخ و سودا و ذوق سب	بالاے طاق رکھتی ہین یہہ لاجواب دیکھہ
دلکو ہوئی امنگ جو تاریخ سال کی	یہہ جو ہر کمال فضیلت مآب دیکھہ
بیساختہ وہین یہ صداے نوید لطف	بولا سروش یون کہ نفیس انتخاب دیکھہ ۱۲۹۲

قطعۂ تاریخ

از نتادش خامۂ جادو نگار شاعر شیرین زبان منشی امراو سنگھ صاحب تخلص حیران خلف الرشید منشی سجاد سنگھ صاحب کایستھ بہٹناگر رئیس قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر

عجب سامان عشرت آج عالم مین مہیا ہین	سنا تو نے یہہ مژدہ جان [illegible] اے دل
کہی تاریخ جسکی اسطرح ہاتف نے اے حیران	چھپا دیوان فرخ بے بہا اے دل مبارک ہو ۱۲۹۲

تمام شد

بدستخط گمنام عاصی خلق [illegible] غلام قادر

صورت اتمام پذیرفت

فہرست صحت دیوان محجوب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	میرا	اپنا	۳۴	۱۲	وعدہ وصل	وعدۂ وصل کا
۲	۱۴	ایضاً	ایضاً	۳۷	۱۸	اثر تک	اثر تک
۲	۱۵	برقہ	برقع	۳۹	۳	شودش	شورش
۳	۲	شرسنگ	سرشک	۴۰	۱	ناپایدار کا	ناپایدار ہے
۵	۴	بہینگی	بہینگے	۲	۱۲	جہورا	جہورا
۶	۲	آپکی	آپکے	۴۴	۱	دل دیکی سچا	دل دیکے سچا
۷	۱۱	اوٹہینگی	اوٹہینگے	۶۲	۸	ہوٹ پہٹنی	پہوٹ پہینے
۹	۲	اہ سے عالم	آہین گیسو دان	۷۱	۱۰	ہرکے	سدکی
۱۰	۵	کل آتی ہے	گل آتے ہی	۷۴	۱۱	پیٹا	لپیٹا
۱۱	۱۳	پہر	بہر	۷۸	۱۳	ارتہا	یار تہا
۱۷	۲	بالین میرے	بالین پر پہیرے	۸۰	۱۹	کہلایا	گہلایا
۱۸	۲	بوجہ	پوچہہ	۹۰	۹	سب ہجر	شب ہجر
۱۹	۲	کہٹلتی	کہٹکتے	۲	۱۰	آکے	یعنی
۲۱	۱۹	مین	ہین	۹۲	۱۷	بہر جاسے	پہر جاسے
۲۳	۸	عمر پہر	عمر بہر	۹۹	۳	بلبل ناوان	بلبل نالان
۲	۱۰	سنکے	ہنسکے	۱۰۰	۳	موریگے	موڑینگے
۲۴	۵	لی جاسنے	لی چاہیے	″	″	چاہیے جو جتنا	چاہیے جتنا